مشعلِ راہ

مصنف

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

مترجم

سید نصرت اللہ شاہ

Marfat.com

مشعل راہ

(امام جعفر صادق علیہ السلام)

ترجمہ: سید نصرت اللہ شاہ

کتاب وادی

منظور منزل 42 اُردو بازار بالمقابل گورنمنٹ مسلم ماڈل ہائی سکول لاہور

Marfat.com

جملہ حقوق بحق پبلیشرز محفوظ ہیں

نام کتاب: مشعل راہ (امام جعفر علیہ السلام)

ترجمہ: سید نصرت اللہ شاہ

تاریخ اشاعت: 2011

پروف ریڈنگ: سید قاسم گردیزی

کمپوزنگ: سید علی رضا گردیزی

92565

ناشر

کتاب وادی

منظور منزل 42 اُردو بازار بالمقابل گورنمنٹ مسلم ماڈل ہائی سکول لاہور

فون: 37361448-42-92+ موبائل: 0322-4011864

تقسیم کار

مکتبہ الرضا

8۔ بیسمنٹ میاں مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

فون: 37245166-042۔ موبائل: 0344-4151214

ادارہ نشر معارف اسلامی لاہور (رجسٹرڈ)

فون: 0300-4608497

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار		صفحہ	نمبر شمار		صفحہ
1	پیش لفظ	5	24	عزم	42
2	عبودیت	7	25	ذکر	43
3	عبودیت پر مزید گفتگو	8	26	قاریوں کی بربادی	45
4	نگاہ نیچی رکھنے پر	9	27	صداقت اور دروغ گوئی کی وضاحت	47
5	چہل قدمی	11	28	رسولوں کی معرفت	48
6	علم	12	29	اماموں کی معرفت	49
7	فیصلہ کرنا	14	30	صحابہ کی معرفت	52
8	نیکی کا حکم اور برائی بدی کی مناہی	16	31	مومنین کی عزت وحرمت	54
9	عالم کس طرح گمراہ ہوتے ہیں	18	32	والدین سے حسن سلوک	55
10	اپنی نگہداشت	19	33	انکساری	56
11	ممنونیت	21	34	جہالت	58
12	اپنے گھر سے روانگی	23	35	خوردونوش	59
13	قرآن کی تلاوت	24	36	غیبت	60
14	لباس	26	37	تکبر	62
15	خودنمائی	28	38	سخاوت	63
16	صداقت	29	39	اپنا احتساب	65
17	خلوص	31	40	نماز کی ابتداء	66
18	تقویٰ	33	41	نماز میں رکوع	67
19	خوف خدا	35	42	نماز میں سجدہ	68
20	سماجی تعلقات	36	43	تشہد	70
21	نیند	37	44	سلام	72
22	حج	39	45	توبہ	73
23	زکوٰۃ	41	46	عزلت	74

Marfat.com

47	خاموشی	75	73	صلاح مشورہ	107
48	عقل اور جوش	76	74	بردباری	109-
49	حسد	77	75	دوسروں کے نقش قدم پر چلنا	110
50	طمع	78	76	معافی	112
51	بددیانتی	79	77	نصیحت	114
52	سلامتی	81	78	مشورہ	116
53	عبادت	83	79	توکل	118
54	غوروفکر	84	80	اپنے بھائیوں کا احترام	120
55	آرام	85	81	جدوجہد اور نظم وضبط	121
56	حرص	86	82	موت پر غوروفکر	123
57	وضاحت	87	83	نیک صلاح	124
58	فیصلے	88	84	خود کو اللہ کے سپرد کردینا	125
59	مسواک	89	85	یقین	126
60	بیت الخلاء کا استعمال	91	86	خوف اور امید	128
61	طہارت	92	87	قناعت	129
62	مسجد میں داخل	93	88	صبر	130
63	آہ وزاری	95	89	غم	132
64	روزہ	97	90	حیا	133
65	پرہیزگاری	98	91	معرفت	134
66	اس دنیا کی تشریح	99	92	اللہ سے محبت	135
67	عمل سے گریز	100	93	اللہ کی خاطر محبت	136
68	فریب	101	94	اشتیاق	137
69	منافق کی تشریح	102	95	حکمت	138
70	مناسب معاشرتی معاملہ	104	96	دعوے کرنا	139
71	لین دین	105	97	توجہ دینا	140
72	بردباری	106	98	قناعت	141
			99	بہتان	142

Marfat.com

پیش لفظ

عرصہ دراز سے مجھے یہ ملال رہا ہے کہ عربی زبان کی ناشناسی سے پاکستان کے ہم مسلمان اماموں کے ایک عظیم سرمایہ سے محروم رہے ہیں۔ اہل بیت کے دین کی تبلیغ میں اور علم کی اشاعت میں ہمارے اماموں نے خصوصاً امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے جو خدمات انجام دی ہیں انکے بارے میں ہماری معلومات بہت محدود ہیں۔ اردو میں جو کتابیں دستیاب ہیں اور مجلسوں میں عموماً جن باتوں کا ذکر ہمارے علماء کرتے ہیں وہ زیادہ تر اماموں کے معجزوں اور کراماتوں یا مسئلہ مائل کے متعلق ہوتی ہیں۔ افسوس اس بات کا ہے کہ وسائل ہوتے ہوئے بھی پاکستان میں کوئی ایسے دارالترجمہ کا قیام عمل میں نہیں آیا جو اماموں کے افکار کو اردو اور علاقائی زبانوں میں پیش کرے۔

''تاہم اس کمی کو کمپیوٹر نے قدرے پورا کر دیا ہے۔ اب انٹرنیٹ پر ضروری معلومات حاصل ہو جاتی ہیں۔ لیکن اس میں بھی ایک مشکل درپیش ہے۔ یعنی انٹرنیٹ پر آپکو وہی مضمون ملے گا جسکا انگریزی میں ترجمہ ہوا ہے۔ اس سلسلے میں عالی جناب شیخ فضل اللہ ہائری صاحب کی خدمات قابل تعریف ہیں کہ آپ نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے متعدد ارشادات کا عربی سے انگریزی میں ترجمہ کر کے انٹرنٹ پر ڈال دیا ہے جناب شیخ فضل اللہ ہائری کا تعلق کربلا کے اُس خاندان سے ہے جو صدیوں سے امام حسین علیہ السلام کے روضے کے متولی ہیں۔ انگلستان میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ مختلف بین الاقوامی کمپنیوں میں اعلی عہدوں پر کام کرتے رہے اور پھر وضیفہ لیکر دین کی خدمت میں لگ گئے۔ آپ نے مذہب پر بہت سی طبع زاد کتابیں انگریزی میں لکھی ہیں اور عربی سے انگریزی ترجمے بھی کئے ہیں انہی ترجموں میں ایک ترجمہ Lantern of the Path کے نام سے ہے جس میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے مسلمانوں کو کامل اسلامی زندگی کے بارے میں تفصیلی ہدایات دی ہیں۔ انگریزی کا یہ ترجمہ میری بیٹی نے دبئی سے مجھے اس مطالبہ کے ساتھ بھیجا کے میں اسکا اردو میں ترجمہ کروں۔ چونکہ مجھے انگریزی کے جناح پیپرز کی بارہ جلدوں کا اردو ترجمہ کرنے سے ترجمہ کے فن سے کچھ شناسائی ہوگئی ہے لہذا میں نے اس کام کا بیڑا اٹھالیا جو

Marfat.com

اب کتابی شکل میں آپ کے سامنے ہے۔

''کتاب کے مضمون کے بارے شیخ فضل اللہ ہائری صاحب نے جو کچھ لکھا ہے اس سے بہتر الفاظ میرے پاس نہیں ہیں۔ انکی تحریر حسب ذیل ہے:

''ایک راہ گیر کیلئے اسلام کے طریق میں طرز عمل کا ایک ہمہ گیر اور مکمل نظام موجود ہے۔ ایک راسخ مسلمان کا ظاہری رویہ دراصل اس کی باطنی کیفیت کا مظہر ہوتا ہے۔

چونکہ تخلیق کی بنیاد توحید پر قائم ہے۔ لہٰذا بشری تجربہ کا ہر پہلو توحید کے کسی پہلو کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ مسلمان وہ ہے جو سکون قلب اور علم کے ساتھ خود کو اس خوشگوار اور متوازن ماحول کے سپرد کر دے۔ رویہ کی ظاہری شائستگی دراصل باطنی توازن سے صادر ہوتی ہے۔ خارجی طمانیت باطنی اطاعت اور قناعت سے پیدا ہوتی ہے۔ خالق کے عظیم رحم و کرم پر باطنی آگاہی سے شرافت اور ہمت عیاں ہوتے ہیں۔

اسلام کا ظاہری رویہ، خوش اخلاقی اور اس کے اعمال اور رسومات دراصل اس دنیا کی مسافرت میں خارج اور باطن کے متوازن اتصال کے مظاہر ہیں۔ اگر باطن میں کوئی وصف ہوگا تو خارج میں بھی باطنی وصف کی ایک علامت ضرور ہوگی۔

اپنی تعلیمات میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے توحید کے وجدانی وسیلہ سے توازن حاصل کرنے کا طریقہ بتایا ہے۔ حامل بصیرت اور علم کی حیثیت سے ان کو صرف واحد کارساز ہی نظر آتا ہے جس کی وضاحت وہ پرخلوص طالبعلم سے کرتے ہیں۔ ان تعلیمات سے ہر وہ شخص فائدہ اٹھا سکتا ہے جس کو روحانی معاملات میں دلچسپی ہے اور جو اسلام کے طریق سے استفادہ کرنا چاہتا ہے۔

مشعل راہ میں امام کی وضاحتوں میں آگاہی کے کئی مدارج ہیں۔ اس کا سارا انحصار طالبعلم کی کیفیت اور اس کے خلوص پر ہے اگرچہ یہ کتاب مختصر ہے لیکن اس کے مطالب وسیع ہیں۔ اللہ سے ہماری دعا ہے کہ وہ اپنے عظیم رحم و کرم کے تعلق سے ہمارے علم اور تجربہ میں اضافہ فرمائے۔

سید نصرت اللہ شاہ

تاریخ:26-11-.10

Marfat.com

عبودیت (فصل نمبر ا)

طرز عمل کی بنیاد کے چار پہلو ہیں: اللہ کے ساتھ طرز عمل' اپنی ذات کے ساتھ طرز عمل' لوگوں کے ساتھ طرز عمل اور اس دنیا کے ساتھ طرز عمل۔ ان میں سے ہر ایک پہلو سات اصولوں پر مبنی ہے جس طرح اللہ کے ساتھ طرز عمل کے سات اصول ہیں یعنی اللہ کے واجبات کی ادائیگی' اس کے حدود کی پابندی' اس کی نعمتوں پر شکر گزاری' اس کی رضا پر تسلیم' اس کی آزمائشوں پر صبر' اس کے تقدس کی حمد' اور اس کی معرفت کی آرزو۔

ذات کے ساتھ طرز عمل کے بھی سات اصول ہیں۔ یعنی خوف' جدوجہد' نقصان پر صبر' روحانی نظم وضبط' حق اور خلوص کی تلاش' محبوب اشیاء سے کنارہ کشی اور ذات کو فقر سے مربوط کرنا۔

لوگوں کے ساتھ طرز عمل کے بھی سات اصول ہیں: بردباری' عفو' انکساری' فراخدلی' دردمندی' صلاح مشورہ' انصاف اور راست بازی۔

اس دنیا کے ساتھ طرز عمل کے بھی سات اصول ہیں: جو ہاتھ میں ہے اس پر قناعت کرنا' لاحاصل پر حاصل کو ترجیح دینا' پوشیدہ کی تلاش نہ کرنا' افراط سے نفرت کرنا' زہد کا انتخاب کرنا' دنیا کی برائیوں سے واقف ہو کر ان کے حصول کی خواہش سے دستبردار ہونا اور ان کے غلبہ کا انکار کرنا۔ جب یہ ساری خوبیاں فرد میں پائی جائیں تو وہ اللہ کے ممتاز لوگوں' اللہ کے قریبی بندوں اور ولیوں میں سے ایک شمار ہوگا۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

عبودیت (فصل نمبر ۲)

عبودیت ایک جوہر ہے جس کی باطنی فطرت ربوبیت ہے۔ عبودیت میں جس چیز کی کمی ہو وہ ربوبیت میں پائی جاتی ہے اور جو چیز ربوبیت میں مخفی ہو وہ عبودیت میں موجود ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

سَنُرِیْھِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَ فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَھُمْ اَنَّہُ الْحَقُّ ط اَوَلَمْ یَکْفِ بِرَبِّکَ اَنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ (۴۱-۵۳)

ترجمہ: ''ہم عنقریب ان کو دنیا میں اور خود ان کی ذات میں اپنی (قدرت اور حکمت کی) نشانیاں دکھائیں گے۔ یہاں تک کہ ان پر کھل جائے گا کہ یہ (قرآن) حق ہے۔ کیا آپ کا رب ہر چیز پر گواہ ہونے کیلئے کافی نہیں۔''

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تمہاری غیر حاضری اور حاضری دونوں میں موجود ہے۔ عبودیت کا مطلب ہر چیز سے چھٹکارا پانا ہے اور اسے حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ذات جس چیز کی خواہش کرے اس سے انکار کیا جائے اور جو چیز ناپسند کرے اسے برداشت کیا جائے۔ اس کے حصول کی چابی یہ ہے کہ باقیات کو چھوڑ دے' تنہائی پسند بن جائے اور اللہ کی معرفت حاصل کرنے کی راہ پر چل پڑے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی عبادت اس طرح کرو جیسے کہ تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اگر تم اللہ کو نہیں دیکھ سکتے تاہم وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔''

عربی زبان میں ''عبد'' کے تین حروف ہیں یعنی ع ب د۔ ع کا مطلب اللہ کا علم ہے۔ ب کا مطلب اللہ کے علاوہ ہر چیز سے دوری اور د کا مطلب ہے۔ مشروط اوصاف اور حجاب کی پابندیوں کے بغیر اللہ سے قربت۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

نگاہ نیچی رکھنے پر (فصل نمبر۳)

اپنی نگاہ نیچے رکھنے سے زیادہ مفید اور کوئی چیز نہیں کیونکہ اللہ کی حرام کردہ چیزوں پر سے وہی شخص اپنی نگاہ نیچے رکھے گا جس کے دل میں اللہ کی عظمت اور شوکت جاگزیں ہو چکی ہے۔

امیر المؤمنین سے پوچھا گیا کہ نگاہ نیچی رکھنے میں کون سی چیز مدد کر سکتی ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''اللہ کی قدرت کی اطاعت جو تمہارے راز سے واقف ہے۔ آنکھ دل کی جاسوس اور عقل کی پیامبر ہے۔ لہٰذا جو چیز بھی تمہارے ایمان کے مطابق نہ ہو اور جس چیز کو بھی تمہارا دل پسند نہ کرے اور جو چیز بھی تمہاری عقل کو ناگوار لگے اس سے اپنی نگاہ نیچی کر لیا کرو۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی آنکھیں نیچی کر لو تمہیں عجائبات نظر آئیں گے۔''

اللہ نے فرمایا:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ (۳۰-۲۴)

ترجمہ: ''(اے رسول ﷺ) آپ ایمان والوں سے فرما دیں کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ (بات) ان کیلئے بڑی پاکیزہ ہے۔ بیشک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے۔''

حضرت عیسیٰ نے اپنے حواریوں سے کہا: ''ممنوعہ چیزیں دیکھنے سے خبردار رہو کیونکہ یہی خواہش کا بیج ہے جو الٹے راستے کی طرف لے جاتا ہے۔''

حضرت یحییٰ نے فرمایا: ''ایک غیر ضروری نگاہ سے میں موت کو ترجیح دیتا ہوں۔''

جب ایک مرد کسی مریض عورت کی عیادت پر گیا تو عبداللہ بن مسعود نے اس کو کہا ''اپنی مریض عورت سے ملنے سے بہتر ہوتا کہ تم اپنی آنکھوں سے محروم ہو جاتے۔''

جبکہ آنکھ کسی ممنوع چیز کو دیکھتی ہے تو فرد کے دل میں شوق کی ایک گرہ پڑ جاتی ہے اور یہ گرہ دو شرطوں میں سے ایک پوری ہونے پر ہی کھل سکتی ہے: پچھتاوے اور ندامت کو آنسوؤں سے دھونے میں یا جس کو دیکھا تھا اور جس کی خواہش کی تھی اس پر قبضہ کرنے میں۔ اگر کوئی شخص بلا

Marfat.com

پچھتاوا نا حق قبضہ کرے تو اس کا یہ عمل اسے جہنم کی آگ میں ڈالے گا۔

اور جو شخص غم اور افسوس کے ساتھ توبہ کرے تو اس کا مسکن جنت ہے اور اس کا مقدر اللہ کی مہربانی۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

چہل قدمی (فصل نمبر ۴)

اگر آپ عقل مند ہیں تو آپ کو چاہیے کہ کہیں جانے سے پہلے پکا ارادہ اور اپنے مقصد کا تعین کرلیں کیونکہ حدود سے تجاوز کرنا اور ممنوعہ چیزوں پر دست درازی کرنا انسان کی فطرت میں ہے۔ آپ کو چاہیے کہ سیر کرتے وقت غور وفکر کریں اور جہاں بھی جائیں اللہ کے عجائبات پر دھیان رکھیں۔ اپنی چہل قدمی میں نہ تو کسی کی نقل کریں اور نہ اکڑ کر چلیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ لَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ط (۱۸۔۳۱)

ترجمہ: ''زمین پر اکڑ کر نہ چلو۔''

ایمان سے ناموزوں ہر چیز پر سے اپنی نگاہ نیچی کرلو اور بار بار اللہ کو یاد کرتے رہو۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جن مقامات پر اور جن وجوہات کی بناء پر اللہ کا ذکر کیا گیا ہے وہ قیامت کے دن اللہ کے آگے گواہی دیں گے اور ان لوگوں کی مغفرت کی استدعا کریں گے۔ یہاں تک کہ انہیں اللہ سے جنت میں داخلے کی اجازت مل جائے گی۔

راستہ چلتے ہوئے لوگوں سے بہت زیادہ باتیں نہ کرو کیونکہ یہ تہذیب کیخلاف ہے۔ زیادہ تر سڑکیں شیطان کے جال اور منڈیاں ہوتی ہیں لہٰذا شیطان کی چالوں سے خود کو محفوظ نہ سمجھا کرو۔ اپنی آمد و رفت اللہ کی اطاعت میں رکھو اور اللہ کی خوشنودی کیلئے کوشش کرتے رہو کیونکہ تمہاری ساری نقل و حرکت تمہاری کتاب میں درج ہو جائے گی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یَوْمَ تَشْهَدُ عَلَیْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَ اَیْدِهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ كَانُوْ یَعْلَمُوْن (۲۴۔۲۴)

ترجمہ: ''جس دن ان کیخلاف ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پیران کاموں کی گواہی دیں گے جو یہ کر رہے تھے۔''

مزید فرمایا: وَ كُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ ط (۱۳۔۱۷)

ترجمہ: ''اور ہر انسان کے اعمال ہم نے اس کے گلے لگا دیئے۔''

☆☆☆☆☆

Marfat.com

علم (فصل نمبر ۵)

علم ہر رفیع حالت اور ہر بلند مرتبہ کے نقطۂ عروج کی بنیاد ہوتا ہے۔ اسی لئے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا: ''ہر مسلمان مرد اور عورت کا فرض ہے کہ وہ علم حاصل کرنے کی کوشش کرے'' یعنی تقویٰ کا علم اور یقین۔ امام علیؑ نے فرمایا: ''علم حاصل کرو چاہے وہ چین میں ہی کیوں نہ ہو۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی ذات کا علم جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ مزید برآں آپ کو یہ علم حاصل کرنا چاہیے کیونکہ اس کے بغیر کوئی عمل درست نہیں ہوتا ہے اور یہی خلوص بھی ہے۔ ہم بے فائدہ علم سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔'' یعنی ایسے علم جو پر خلوص اعمال کے برخلاف ہو۔

آگاہ رہو کہ تھوڑے سے علم کیلئے بھی کافی جدوجہد کرنی پڑتی ہے کیونکہ جس شخص نے وقت پر علم حاصل کر لیا اسے پھر اس علم کے مطابق ساری زندگی بسر کرنا پڑے گی۔ حضرت عیسیٰ نے فرمایا: ''میں نے ایک پتھر دیکھا جس پر لکھا تھا مجھے الٹا دو۔ لہٰذا میں نے اسے الٹا دیا۔ دوسری جانب یہ لکھا ہوا تھا'' جو کوئی اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کرتا وہ نامعلوم کی تلاش میں تباہ ہو جائے گا اور اس کا اپنا علم اس کے برخلاف ہو جائے گا۔''

اللہ نے حضرت داؤد پر وحی کی ''ایسے عالم کیلئے جو اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کرتا میں صرف اتنا کروں گا کہ اس کے دل سے اپنے ذکر کی حلاوت نکال دوں گا اور یہ تادیب ستر باطنی سزاؤں سے زیادہ بدتر ہے۔ علم کے بغیر اللہ تک رسائی ناممکن ہے۔ اس دنیا اور آخرت میں علم ہی انسان کی زینت ہے اور اسے جنت میں لے جانے کا ذریعہ ہے اور اسی کے وسیلہ سے انسان اللہ کی خوشنودی حاصل کرتا ہے۔

جو شخص فی الحقیقت عالم ہوتا ہے اس کی گواہی اس کے درست اعمال اس کی نیاز مندی' راست بازی اور عاقبت اندیشی دیتے ہیں جبکہ اس کا اظہار اس کی زبان سے اس کے مباحثوں سے اس کے موازنوں' وضاحتوں یا دعووں سے نہیں ہوتا ہے۔ ماضی میں جن لوگوں نے علم حاصل

Marfat.com

کیا تھا وہ عقل' پارسائی' حکمت' انکساری اور چوکسی کے حامل تھے لیکن آج ہم دیکھتے ہیں کہ جو لوگ علم کی جستجو کر رہے ہیں ان کے پاس مذکورہ خوبیوں میں سے ایک خوبی بھی نہیں ہے۔ عالم کی ضرورت ہے دانائی' رحمدلی' دردمندی' صائب رائے' بردباری' صبر' قناعت اور فراخدلی۔ جو کوئی سیکھنا چاہتا ہے تو اس کی ضرورت ہے علم کی خواہش عزم' ریاضت (اپنے وقت اور توانائی کی) انکساری' چوکسی' حافظہ اور استقلال۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

فیصلہ کرنا (فصل نمبر ۶)

کسی ایسے شخص کو فیصلہ کرنے کی اجازت نہیں جس کے مخفی اور ظاہر اعمال میں اللہ تعالیٰ نے باطنی پاکیزگی اور راستی کے اوصاف عطا نہیں کیے ہیں اور جب اللہ کی کوئی دلیل موجود نہ ہو۔ یہ اس لئے ہے کہ جو شخص بھی فیصلہ کرے گا وہ حکم بھی جاری کرے گا اور حکم صرف اللہ کی اجازت اور اس کی دلیل ہی سے مستند ہوتا ہے۔ جو شخص بغیر مناسب تفتیش کئے اپنے فیصلے میں فراخدلی دکھائے گا وہ دراصل جاہل ہے اور اس کی جہالت کی باز پرس ہوگی اور ایک حدیث کے مطابق اس کا فیصلہ اس پر بوجھ بن جائے گا۔ علم ایک نور ہے اور اللہ جسے چاہتا ہے اس کا دل منور کر دیتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آپ کے درمیان جو کوئی فیصلہ کرنے میں زیادہ نڈر ہے وہ دراصل اللہ کے روبرو سب سے زیادہ گستاخ ہے۔'' کیا قاضی کو معلوم نہیں کہ وہ اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان ایک واسطہ ہے اور یہ کہ وہ جنت اور جہنم کے درمیان منڈلا رہا ہے؟ سفیان بن یوحنا نے کہا: ''کوئی شخص میرے علم سے کس طرح فائدہ اٹھا سکتا ہے جبکہ میں نے خود اس سے فائدہ نہیں اٹھایا ہے۔'' کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ لوگوں کے درمیان یہ فیصلے کرے کہ کون سی چیز حلال ہے اور کون سی حرام ہے۔ تاہم یہ کام وہ شخص کر سکتا ہے جو اپنے دور میں اپنے گاؤں اور اپنے شہر کے لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے ذریعہ حق پر عمل کرنے کیلئے آمادہ کرے اور جو یہ بھی جانتا ہو کہ اس کا فیصلہ کس حد تک مناسب ہے۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: ''فیصلہ کرنا ایک غیر معمولی کام ہے جس میں ''توقع' شاید اور امکان'' کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

امیر المومنین نے ایک قاضی سے کہا: ''کیا آپ قرآن کی ناسخ اور منسوخ آیات کے درمیان تمیز کر سکتے ہیں؟ نہیں''

''کیا آپ کو قرآن کی تمثیلوں میں اللہ تعالیٰ کے ارادوں کی آگاہی ہے؟ نہیں۔''

امیر المومنین نے جواب دیا: ''پھر تو آپ خود بھی غارت ہوئے اور دوسروں کو بھی غارت کر دیا۔''

قاضی کو چاہیے کہ وہ قرآن کے مختلف مطالب سے واقف ہو۔ نبوت کی حقیقت کو پہچانے

Marfat.com

اور قرآن کی باطنی علامتوں عنایتوں مطابقتوں اور اختلافوں کی شناخت کرے اور جائزہ لے کہ یہ اتفاق یا اختلاف کن بنیادوں پر ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس کے پاس قوت تمیز، صحیح عمل، حکمت اور تقویٰ کے اوصاف بھی ہونے چاہئیں۔ اگر اس میں یہ ساری خوبیاں ہیں تو وہ بیشک فیصلہ کرسکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

﴿نیکی کا حکم اور برائی بدی کی مناہی (فصل نمبر ۷)﴾

جس کسی نے اپنی پریشانیاں دور نہیں کیں، اپنی ذات کی برائیوں اور خواہشات سے پاک نہ ہوسکا اور شیطان کو شکست دے کر اللہ تعالیٰ کی سرپرستی اور حفاظت میں نہ آیا تو وہ نہ تو حلال اور حرام کے درمیان تفریق کرسکتا ہے اور نہ برائی کی پہچان کرسکتا ہے اور چونکہ اس نے مذکورہ بالا خوبیاں حاصل نہیں کی ہیں تو وہ نیکی کے حکم اور بدی کی مناہی کیلئے جو کام بھی کرے گا وہ اس کیخلاف ایک دلیل بن جائے گی اور لوگوں کو اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔

اَتَامُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْکِتَابَ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ O (۴۴-۲)

ترجمہ: ”کیا تم لوگوں کو نیکوکاری کا حکم دیتے ہو اور خود کو بھول جاتے ہو۔ حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو، پھر سوچتے کیوں نہیں۔“

جو شخص یہ کام کرتا ہے اسے یہ کہہ کر بلایا جاتا ہے او غدار! تم میری مخلوق سے اس چیز کا مطالبہ کرتے ہو جس کو تم نے خود مسترد کردیا ہے اور اپنی لگامیں چھوڑ رکھی ہیں۔ (اس بارے میں)۔

روایت ہے کہ ثلابہ الاسدی نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے متعلق پوچھا:

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ ج لَا یَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ ط (۱۰۵-۵)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! تم پر اپنی جان کی فکر لازم ہے۔ جو کوئی گمراہ ہو وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا جبکہ تم راہ راست پر ہو۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیکی کا حکم دو اور بدی سے روکو اور مصیبت آنے پر صبر کرو جب تک تم یہ نہ دیکھ لو کہ کمینگی کی اطاعت ہو رہی ہے اور ہوائے نفس پر عمل ہو رہا ہے اور ہر شخص کو اپنی رائے پر زعم ہے تب تم صرف اپنا خیال رکھو اور عام لوگوں کے امور کو نظرانداز کردو۔

جس شخص کو نیک عمل کرنے کی ضرورت محسوس ہو تو اسے یہ سمجھ ہونی چاہیے کہ کون سی چیز حلال ہے اور کون سی حرام ہے اور جب وہ لوگوں کو نیک مشورہ دے رہا ہو اور انہیں حلال کی ہدایت اور حرام سے منع کرے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے ذاتی رجحانات سے بری ہوجائے اور اپنے مخاطب

Marfat.com

لوگوں کے ساتھ شفقت اور نرمی کا برتاؤ کرے۔ انہیں شائستگی سے بلائے اور ان کی امتیازی خصوصیتوں کو پہچانے تا کہ ان میں سے ہر ایک کو اس کے مناسب مقام پر رکھ سکے۔

اس کو اپنی ذات کی حیلہ سازیوں اور شیطان کے ساز باز سے آشنا ہونا چاہیے۔ مصیبت پڑنے پر اسے صبر کرنا چاہیے اور جب لوگوں کو ہدایت دے تو ان سے معاوضہ طلب نہ کرے اور نہ ان کی شکایت کرے۔ اس کو برہمی اور بدمزاجی کا اظہار نہیں کرنا چاہیے۔ اپنی خاطر اس کو غصہ بھی نہیں کرنا چاہیے۔ اس کے ارادے خالصتاً اللہ تعالیٰ کیلئے ہونے چاہئیں اور اللہ ہی سے مدد مانگنی چاہیے اور اللہ کی خوشنودی کی آرزو کرنی چاہیے۔ اگر لوگ اس کی مخالفت کریں اور اس کے ساتھ سختی سے پیش آئیں تو اسے صبر کرنا چاہیے اور اگر لوگ اس سے اتفاق کریں اور اس کا فیصلہ قبول کریں تو اسے شکرگزار ہونا چاہیے اور اپنے امور اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے اپنی کوتاہیوں پر نظر رکھنی چاہیے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

عالم کس طرح گمراہ ہوتے ہیں (فصل نمبر ۸)

احتیاط اور خوف علم کی میراث اور معیار ہیں۔ علم دراصل عرفان کی شعاع اور ایمان کا قلب ہے۔ جو شخص احتیاط نہیں کرتا وہ عالم نہیں ہے چاہے وہ علم کی گم نام شقوں کی باریکیاں کیوں نہ نکالتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓا .... (۲۸۔۳۵)

ترجمہ: "اللہ سے تو اس کے بندوں میں سے علم والے ہی ڈرتے ہیں۔"

عالم آٹھ چیزوں سے گمراہ ہوتے ہیں: لالچ اور کنجوسی، نمود و نمائش اور بے جا جانبداری، ستائش کی چاہت، ایسی چیزوں کی چھان بین جن کی اصلیت تک وہ پہنچ نہیں سکتے۔ اپنے بیان کو فالتو کلمات سے مزین کرنے کیلئے حد سے زیادہ محنت کرنا، اللہ کے آگے انکساری کی کمی، خودستائی اور جو جانتے ہیں اس پر عمل نہ کرنا۔

حضرت عیسیٰ نے فرمایا: "تمام لوگوں میں وہ شخص سب سے زیادہ بدبخت ہے جو اپنے عمل کے بجائے اپنے علم سے پہچانا جاتا ہے۔"

رسول پاک ﷺ نے فرمایا: "ایسے ہر گستاخ مدعی کے پاس بیٹھا نہ کرو جو تمہیں لے جائے یقین سے شک کی طرف، پرہیزگاری سے رغبت کی طرف، خلوص سے نمود و نمائش کی طرف، انکسار سے تکبر کی طرف، نیک صلاح سے دشمنی کی طرف، عالم کے پاس جایا کرو جو تمہیں لے جائے تکبر سے انکسار کی طرف، نمائش سے خلوص کی طرف، شک سے یقین کی طرف، رغبت سے پرہیزگاری کی طرف، دشمنی سے نیک صلاح کی طرف۔ لوگوں کو تلقین کرنے کا کوئی اہل نہیں سوائے اس شخص کے جو اپنی صداقت سے ان برائیوں سے دور ہو چکا ہے۔ وہ زبان کی غلطیوں سے آشنا ہوتا ہے اور معقول اور نامعقول سے، خیالات کے نقائص اور نفس کی ترغیبات اور میلانات سے واقف ہوتا ہے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: "اس رحم دل اور مہربان طبیب کی طرح ہو جاؤ جو وہی علاج کرتا ہے جو فائدہ مند ہو۔" لوگوں نے حضرت عیسیٰ سے پوچھا: "یا روح اللہ ہم کس کے پاس بیٹھا کریں؟ انہوں نے جواب دیا: "اس کے پاس جس کو دیکھ کر اللہ یاد آئے، جس کے کلام سے تمہارے علم میں اضافہ ہو جائے اور جس کے اعمال سے تمہیں دوسری دنیا کی خواہش ہو جائے۔"

Marfat.com

اپنی نگہداشت (فصل نمبر۹)

جو شخص غفلت سے اپنے قلب کی حفاظت کرتا ہے' اپنی ذات کی خواہشات سے محفوظ رکھتا ہے اور اپنی عقل کو جہالت سے بچاتا ہے اس کو بیدار لوگوں کی جماعت میں داخل کیا جائے گا۔اور جو شخص اپنے علم کو خیال آفرینیوں سے' اپنے اعمال کو بدعتوں سے اور اپنی املاک کو حرام سے محفوظ رکھتا ہے تو اس کا شمار صالح بندوں میں ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر مسلمان مرد اور عورت کا فرض ہے کہ وہ علم حاصل کرے'' یعنی اپنی ذات کا علم۔لہٰذا ذات پر لازم ہے کہ وہ ہر حالت میں یا تو شکر ادا کرتی رہے یا شکر نہ کرنے کے بہانے تلاش کرتی رہے۔اگر اللہ کو یہ منظور ہوا تو یہ اس کی مہربانی ہے اور اگر نہ ہوا تو یہ انصاف ہوگا کیونکہ ہر ذات کیلئے ضروری ہے کہ اطاعت کے اعمال میں کامیاب رہنے کی کوشش کرے اور اپنی کوششوں کی حفاظت کیلئے ایذا رسانی سے باز رہے۔

ان ساری باتوں کی بنیاد یہ ہے کہ اللہ پر مکمل اعتماد اور انحصار ہو اور ہدایت اور اطاعت کا ادراک ہو۔اس کی کلید یہ ہے کہ اپنے سارے امور اللہ کے سپرد کیے جائیں۔ہمیشہ موت کو یاد کرتے ہوئے اپنی توقعات ترک کر دیں اور اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ آپ ایک جابر مطلق کے حضور میں کھڑے ہوئے ہیں۔اس طرح آپ کو عزلت میں آرام ملے گا اور دشمنوں سے چھٹکارا اور خود کو سکون حاصل ہوگا۔اطاعت میں خلوص ہم آہنگی سے آتا ہے اور ہم آہنگی کی جڑ یہ پہچان ہے کہ زندگی صرف ایک دن کی طوالت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ دنیا صرف ایک گھنٹے کی ہے لہٰذا اسے اللہ کی اطاعت میں صرف کرو'' ان سب کا دروازہ یہ ہے کہ مستقل غور و فکر سے دنیا سے دور رہنے کی کوشش کی جائے۔اس کنارہ کشی کے ذرائع قناعت اور زندگی کے ایسے معاملات سے دستبرداری ہے جن سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔غور و فکر کا وسیلہ خواہشات کی عدم موجودگی ہے جس کا سہارا پرہیزگاری ہے۔پرہیزگاری کی تکمیل تقویٰ ہے اور تقویٰ کا دروازہ خوف ہے۔خوف کا ثبوت اللہ کی حمد و ثناء سے' اس کے احکامات کی پرخلوص پیروی سے' خوف اور احتیاط اور حرام سے گریز کرنے سے ملتا ہے اور ان

Marfat.com

اعمال کی طرف رہنمائی علم سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓا (۲۸۔۳۵)

ترجمہ: ''اللہ سے تو اس کے بندوں میں سے علم والے ہی ڈرتے ہیں۔''

☆☆☆☆☆

Marfat.com

ممنونیت (فصل نمبر ۱۰)

ہر سانس کے ساتھ شکر گزاری تم پر فرض ہو جاتی ہے بلکہ ہزار یا اس سے زیادہ شکر کا نچلا ترین درجہ اس بات کا ادراک ہے کہ نعمت اللہ کی طرف سے آتی ہے خواہ اس کا سبب کوئی اور ہو اور تمہیں اس سبب سے دل بستگی نہیں ہونی چاہیے۔ اس کا انحصار عطا کردہ چیز پر مطمئن ہونے سے ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی نعمتوں کے بارے میں اس کی نافرمانی نہ کی جائے یا نعمتیں ملنے پر اللہ کے کسی حکم یا ممانعت کی مخالفت نہ کی جائے۔

تمہیں ہر طرح سے اللہ کا شکر گزار بندہ ہونا چاہیے تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ ہر طرح سے ایک فیاض مالک ہے۔ اللہ کے پرخلوص بندے کیلئے عبادت کا اس سے بہتر طریقہ اور نہیں کہ وہ ہر موقع پر اس کا شکر ادا کرتا رہے۔ اللہ نے اپنی تمام مخلوقات میں صرف انسان کو یہ عبادت سونپی ہے۔ چونکہ اس سے بہتر کوئی اور عبادت نہیں ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے تمام عبادات میں سے اس عبادت کو منتخب کیا ہے اور ایسی عبادت کرنے والوں کو پسند فرمایا ہے۔

وَ قَلِيلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُور (۳۴۔۱۳)

ترجمہ: ''اور میرے بندوں میں شکر کرنے والے بہت کم ہیں۔''

کامل ممنونیت یہ ہے کہ انسان اپنے ناچیز شکر کے اظہار میں خود کو نااہل سمجھ کر نادم ہو اور اللہ کی پرخلوص حمد و ثناء کے ذریعے اپنی ندامت ظاہر کرے۔ یہ اس لئے ہے کہ شکر گزاری از خود ایک نعمت ہے جو بندے کو عطا ہو رہی ہے لہذا بندے کو اس نعمت کا بھی شکر گزار ہونا چاہیے کیونکہ اس کا اس اولین نعمت سے بلند تر درجہ ہے جس کے ملنے پر بندہ نے پہلی مرتبہ شکر یہ ادا کیا تھا۔ جب بندہ ہر مرتبہ شکر ادا کرے تو اسے چاہیے کہ وہ مزید شکر ادا کرتا رہے کیونکہ اس کی شکر گزاریاں اللہ کی نعمتوں میں تحلیل ہو جاتی ہیں۔ تاہم بندہ ممنونیت کی انتہا تک نہیں پہنچ سکتا کیونکہ وہ اپنے شکر کو کس طرح اللہ کی نعمتوں کے مقابل لا سکتا ہے اور کس طرح اپنے عمل کا مقابلہ اللہ کے عمل سے کر سکتا ہے جبکہ بندہ ہمیشہ سے کمزور ہے اور جو طاقت بھی اس میں ہے وہ اللہ کی دی ہوئی ہے۔

Marfat.com

اللہ کو اپنے بندے کی اطاعت کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ نعمتوں میں مسلسل اضافہ کرتے رہنے کی طاقت رکھتا ہے۔لہٰذا تمہیں اللہ کا شکر گزار بندہ بن کر رہنا چاہیے اور اس طریقہ سے تم عجائبات کا مشاہدہ کرنے لگو گے۔

☆☆☆☆☆

۹۲۵۶۵

Marfat.com

اپنے گھر سے روانگی (فصل نمبر ۱۱)

جب تم اپنے گھر سے رخصت ہونے لگو تو اس طرح نکلو جیسے تم کبھی واپس نہیں آؤ گے۔ نکلو بھی تو صرف اللہ کی اطاعت میں یا دین کی خاطر سے۔ اپنے رویہ میں پرسکون اور باوقار رہو اور خفیہ اور اعلانیہ اللہ کو یاد کرتے رہو۔

ابوذر کے ایک ساتھی نے ابوذر کے ایک اہل خانہ سے پوچھا کہ ابوذر کہاں ہیں تو اس عورت نے کہا ''وہ باہر گئے ہیں'' جب اس ساتھی نے پوچھا کہ ابوذر کب واپس آئیں گے تو عورت نے جواب دیا ''ان کی واپسی کسی اور کے ہاتھ میں ہے کیونکہ ابوذر کو اس کا اختیار نہیں ہے۔''

تم جہاں بھی جاؤ اللہ کی مخلوق یعنی پارسا اور گمراہ دونوں سے سبق حاصل کرو۔ اللہ سے دعا کرو کہ وہ تمہیں اپنے پُرخلوص اور صادق بندوں میں شمار کرے اور گزرے ہوئے لوگوں میں شامل کردے اور آخرت میں ان کی رفاقت میں اکٹھا کرے۔ اللہ کی حمد و ثناء کرتے رہو اور جس طرح اللہ نے تم کو خواہشات سے بچنے کی توفیق دی ہے اور غلط کاروں کی کارروائیوں سے تمہیں محفوظ رکھا ہے اس کا شکریہ ادا کرو۔ نفسانی خواہشات اور حرام چیزوں سے اپنی نظر نیچی کرلو اور اپنی مسافرت میں صحیح راستہ پر چلتے رہو۔ ہمیشہ چوکس رہو اور ہر قدم پر اللہ سے ڈرتے رہو گویا کہ تم صراط مستقیم پار کر رہے ہو۔ کبھی پراگندہ خاطر نہ ہو اور اللہ کے بندوں کو پہلے سلام کرو یا ان کے سلام کا جواب دو۔ نیک کام کیلئے اگر لوگ آپ کو بلائیں تو ان کی مدد کرو۔ گمراہوں کی رہنمائی کرو اور جاہلوں کو نظر انداز کرو۔

جب تم گھر واپس جاؤ تو گھر میں اس طرح داخل ہو جس طرح ایک مردہ قبر میں جاتے ہوئے صرف اللہ کے رحم اور معافی کا طلبگار رہتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

﴿قرآن کی تلاوت (فصل نمبر۱۲)﴾

جو کوئی قرآن کی تلاوت کرتا ہے مگر اللہ کے آگے عاجزی سے نہیں جھکتا' جس کا دل نرم نہیں ہوتا اور نہ اس کے اندر تاسف اور خوف کا احساس ہوتا ہے تو وہ اللہ کے امور کی وسعت کو کم قدر سمجھ رہا ہے اور یقیناً خسارے میں ہے۔

جو شخص قرآن کی تلاوت کرتا ہے اسے تین چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ خوفزدہ دل' پر سکون اور اثر پذیر جسم اور تلاوت کیلئے ایک موزوں جگہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ (۹۸۔۱۶)

ترجمہ: ''جب قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود کے (شر) سے اللہ کی پناہ طلب کیا کرو۔''

جب وہ اپنی تمام وابستگیوں سے آزاد ہو جائے گا تب اس کا دل تلاوت میں لگے گا اور پھر قرآن کے نور کی نعمتیں اور فائدے حاصل کرنے سے کوئی چیز اسے روک نہیں سکتی۔ جب وہ کوئی خالی جگہ تلاش کرلے گا اور لوگوں سے دور جا کر قلب کی عاجزی اور جسم کے سکون کی دونوں صفتیں حاصل کرلے گا تو پھر اس کی روح کو اور اس کے باطنی وجود کو اللہ سے رابطہ کا احساس ہوگا اور اسے یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ اللہ اپنے صالح بندوں کے ساتھ کس قدر پیار سے بات کرتا ہے۔ ان کے ساتھ کتنی نرمی سے پیش آتا ہے اور اپنی اعزازی علامتوں اور نرالی کراماتوں کیلئے انہیں چن لیتا ہے۔ اگر وہ اس مشروب کا ایک پیالہ پی لے تو اس کے علاوہ کسی دوسری کیفیت اور دوسرے لمحہ کو کبھی ترجیح نہیں دے گا۔ وہ اطاعت اور عبادت کے ہر فعل پر اس کیفیت کو ترجیح دے گا کیونکہ اس میں مولیٰ سے بلاواسطہ راز و نیاز کا لطف شامل ہے۔

اپنے مالک کی کتاب دھیان سے پڑھو جس کے محافظ تم بننا چاہتے ہو اور یہ دیکھو کہ تم اللہ کے احکامات کی کس طرح تعمیل کرتے ہو۔ اس کی ممنوعات سے کس طرح بچتے ہو اور اس کے حدود کی کس طرح پابندی کرتے ہو کیونکہ یہ ایک جلیل القدر کتاب ہے۔ جھوٹ نہ تو اس کے آگے سے اور نہ اس کے پیچھے سے آسکتا ہے۔

Marfat.com

تَنْزِیلٌ مِّنْ حَکِیْمٍ حَمِیْدٍ (۴۱۔۴۲)

ترجمہ: "اسکا اتارنا بہت حکمت والے اور حمد کے لائق (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے ہے۔"

لہٰذا اس کی تلاوت قرینے سے اور غور و فکر کے ساتھ کیا کرو اور اللہ کے وعدہ اور اس کی سرزنش کے حدود سے منسلک رہو۔ قرآن کی مثالوں اور تنبیہوں پر غور کرتے رہو۔ قرآن کے حروف کی تلاوت کا ناواجب احترام کرنے سے باز آجاؤ جبکہ تم ان میں شامل شرعی حدود کی پابندی نہیں کرتے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

لباس (فصل نمبر ۱۳)

مومن کے لباس کی بہترین آرائش تقویٰ ہے اور اس کا سب سے مبارک لباس ایمان ہے۔
جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ لِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِكَ خَیْرٌ (۴۱-۴۲)

ترجمہ: ''اسکا اتارنا بہت حکمت والے اور حمد کے لائق (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے ہے۔''

ظاہری لباس اللہ کی ایک نعمت ہے تا کہ اولاد آدمؑ کا حجاب برقرار رہے۔ یہ اعزاز کی ایک علامت ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدم کی آل کو عطا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ شرف کسی اور مخلوق کو نہیں بخشا ہے۔ یہ مومنین کو بطور لوازمہ دیا گیا ہے تا کہ وہ اپنی ذمہ داریاں پوری کر سکیں۔ تمہاری بہترین ملبوسات وہی ہیں جو اللہ سے تمہاری توجہ نہ ہٹائیں بلکہ تمہیں اللہ کی یاد سے' اس کی شکر گزاری اور اطاعت سے قریب تر کر دیں۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے ملبوسات تمہیں تکبر' خود پسندی' تصنع' لاف زنی یا نخوت کی طرف لے جائیں۔ یہ چیزیں ایمان کیلئے تازیانہ ہیں اور ان کا ورثہ دل کی سختی ہے۔

جب آپ کپڑے پہنتے ہیں تو یہ یاد رکھئے کہ اللہ اپنی شفقت سے آپ کے غلط اعمال کو ڈھانک رہا ہے۔ جس طرح آپ اپنے لباس سے اپنے ظاہری حصوں کو ڈھانک رہے ہیں اسی طرح آپ کو چاہیے کہ اپنے باطنی حصوں کو بھی ڈھانکیں۔ اپنی باطنی صداقت کو اللہ کے خوف سے اور ظاہری صداقت کو اللہ کی اطاعت سے ڈھانکے رکھئے۔ اللہ کے فراواں کرم پر اپنی توجہ مرتکز رکھیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جسمانی بے حیائی کو چھپانے کیلئے پوشاک بنانے کے ذرائع خلق کیے ہیں اور اس طرح ندامت' تاسف اور اعانت طلبی کے دروازے کھول دیئے ہیں تا کہ باطنی حصوں پر اور ان کی بداعمالیوں اور برے کردار پر پردہ ڈال دیا جائے۔

دوسروں کی خطاؤں کو بے نقاب نہ کرو جبکہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری برائیوں کو پوشیدہ رکھا ہے۔ اپنی غلطیوں سے غرض رکھو اور جن معاملات اور حالات سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ان کو نظر انداز کر دو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ دوسرے لوگوں کے کاموں میں دخل دے کر اپنی زندگی ضائع کر دو یا اپنی عطا کردہ

Marfat.com

نا قابل تلافی نعمتیں کسی دوسرے شخص کو دے کر خود تباہ ہو جاؤ۔ اپنی بداعمالیاں فراموش کر دینے سے اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت سزائیں ملتی ہیں اور آخرت کی سزا کا بھی سبب فراہم ہوتا ہے۔ بندہ جب تک اللہ کی اطاعت کرتا رہے گا اور اپنی غلطیوں سے آشنا ہو کر ہر اس چیز سے گریز کرے گا جس سے ایمان میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہو تو وہ تباہی سے بچ جائے گا اور اللہ کی رحمت کے سمندر میں ڈوب کر حکمت اور بصیرت کے موتی چنے گا اور ان سے فائدہ حاصل کرے گا۔ لیکن جب تک وہ اپنی بداعمالیاں بھولا رہے گا اور اپنی خطاؤں سے بے خبر رہے گا اور اپنی استطاعت اور طاقت پر بھروسہ کرتا رہے گا وہ کبھی کامیاب نہیں ہوگا۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

خودنمائی (فصل نمبر۱۴)

اپنے افعال کی نمود و نمائش کسی ایسے شخص کے آگے نہ کریئے۔ جو نہ زندگی دے سکتا ہے اور موت اور جو نہ تمہارے بوجھ سنبھال سکتا ہے۔ خودنمائی ایک ایسا درخت ہے جس کا پھل اللہ کے ساتھ دوسرے خداؤں کی مخفی شراکت ہے اور جس کی جڑ منافقت ہے۔ خودنما شخص کو روز جزا کہا جائے گا"اپنے اعمال کا انعام ان سے مانگو جن کو تم نے میرا رفیق بنایا تھا۔ توقع ان سے رکھو جن کی تم نے پرستش کی تھی اور جن سے تم نے مانگا تھا اور جن کے ساتھ تمہاری امیدیں وابستہ تھیں اور جن سے تم ڈرتے تھے اور یہ بھی جان لو کہ جو چیز بھی تمہارے دل میں ہے اسے تم اللہ سے چھپا نہیں سکتے ہو۔ اس طرح تم خود دھوکے میں رہو گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"يُخَادِعُونَ اللّٰهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا ج وَمَا يَخْدَعُونَ اِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ O (۲_۶)

ترجمہ: "یہ (منافقین) اللہ کو اور ایمان والوں کو دھوکا دیتے ہیں لیکن وہ اپنے سوا کسی اور کو دھوکا نہیں دیتے اور سمجھتے بھی نہیں۔"

خودنمائی زیادہ تر اس وقت سرزد ہوتی ہے جب یہ لوگ دوسروں پر نظر ڈالتے ہیں اور ان کے ساتھ باتیں کرتے ہیں اور کھاتے پیتے ہیں اور کبھی جا کر ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھتے' ہنستے ہیں جو یہ دیکھتے رہتے ہیں کہ یہ لوگ (مسلمان) عبادت کے ظاہری اعمال مثلاً نمازیں' حج' جہاد' تلاوت قرآن وغیرہ کس طرح ادا کرتے ہیں۔

تاہم وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی نسبت پر خلوص ہے اور جس کے دل میں اللہ کا خوف جاں گزیں ہے اور جو یہ محسوس کرتا ہے کہ پوری کوشش کرنے کے بعد بھی اس میں کمی رہ گئی ہے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ اللہ اس کی کوششوں سے مطمئن ہے اور وہ ان بندوں میں شامل ہو جائے گا جو خودنمائی اور منافقت سے بری ہیں بشرطیکہ وہ اپنی حالت پر برقرار رہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

صداقت (فصل نمبر ۱۵)

صداقت ایک ایسی روشنی ہے جو خود اپنی دنیا میں اپنی حقیقت کی ضوفشانی کرتی ہے۔ صداقت سورج کی مانند ہے جس کے وجود سے ہر چیز روشنی حاصل کرتی ہے مگر اس کے وجود میں کوئی کمی نہیں آتی۔ ایک صادق آدمی دراصل ایک ایسا انسان ہوتا ہے جو اپنی صداقت کی بناء پر ہر جھوٹے پر اعتبار کر لیتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو چیز بھی صداقت کیخلاف ہوگی یعنی جو چیز بھی صداقت نہیں ہوگی۔ اسے صداقت کے ساتھ ہم عصری کی اجازت نہیں ملے گی۔ ایسا ہی واقعہ حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ ہوا تھا جبکہ انہوں نے ابلیس پر اعتبار کیا تھا کیونکہ ابلیس نے آدم کے سامنے جھوٹی قسم کھائی تھی اور آدم جھوٹ بولنا نہیں جانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَمْ نَجِدْلَهٗ عَزْمًا ۝ (۱۱۵۔۲۰)

ترجمہ: ''اور ہم نے اس میں (نافرمانی کا) کوئی عزم نہ پایا۔''

کیونکہ ابلیس نے ایک ایسی چیز اختراع کی تھی جو ظاہری اور باطنی طور پر نا معلوم تھی۔ ابلیس اپنے جھوٹ پر پکڑا جائے گا اور آدم علیہ السلام کی صداقت کا فائدہ کبھی نہ اٹھا سکے گا۔ تاہم ابلیس کے جھوٹ پر اعتبار کرنے سے آدم کو فائدہ پہنچا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آدم کی گواہی دیتے ہوئے کہا کہ آدم معمول کیخلاف بات پر ثابت قدم نہ رہ سکے۔ درحقیقت اس کا مطلب یہ ہے کہ شیطان کے جھوٹ سے آدم کے انتخاب میں کسی قسم کی تخفیف نہیں ہوئی۔ صداقت ہے مادق کی صفت۔ صداقت کا تقاضا ہے کہ اللہ اپنے بندے کا تزکیہ کرے۔ صداقت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

هَذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ (۱۱۹۔۵)

ترجمہ: ''یہ وہ دن ہے جب صادقوں کو ان کی صداقت کام آئے گی۔''

امیر المومنین نے فرمایا:

''صداقت فلک اور ارض میں اللہ کی تلوار ہے۔ وہ جس چیز کو چھوتی ہے ٹکڑے کر دیتی

Marfat.com

ہے۔"اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ آیا آپ سچ بول رہے ہیں یا جھوٹ تو آپ اپنے مطلب کی صداقت پر اور اپنے مطالبہ کے انجام پر غور کیجئے۔ پھر ان کو اللہ کے دیئے ہوئے معیار پر اس طرح جانچئے گویا کہ آپ قیامت کے دن موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ (۷۔۸)

ترجمہ: اور اس روز (اعمال کا) تلنا برحق ہے۔

اگر آپ کی بات میں توازن اور ہم آہنگی ہے تو پھر آپ کا مطالبہ کامیاب ہے اور آپ کی صداقت کی توثیق اس حقیقت سے ہوتی ہے کہ نہ تو زبان کا دل سے اختلاف ہے اور نہ دل کا زبان سے۔ اس صفت کا صادق انسان اس فرشتہ کی طرح ہوگا جو اس کی روح قبض کرتا ہے۔ اگر روح قبض نہ کی جائے تو پھر اس کا کام کیا رہتا ہے؟

☆☆☆☆☆

Marfat.com

خلوص (فصل نمبر ۱۶)

تمام افضل اعمال میں خلوص ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسا تصور ہے جو اللہ کی خوشنودی کے حصول سے شروع ہو کر اسی پر ختم ہوتا ہے۔ لہٰذا جس کے اعمال اللہ تعالیٰ قبول کر لے اور جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ مطمئن ہو جائے وہی شخص مخلص ہے۔ خواہ اس کے اعمال کم ہی ہوں۔ جس کسی کے اعمال قبول نہیں کیے گئے وہ مخلص نہیں ہے ہر چند کہ اس کے اعمال بہت ہوں جیسا کہ آدم اور لعنتی ابلیس کے ساتھ ہوا ہے۔

ہر حرکت اور سکوت کی صحیح آگاہی کے ساتھ اپنی تمام پسندیدہ چیزوں سے کنارہ کشی کرنے کے بعد ہی راست بازی اور درستی وجود میں آتے ہیں اور یہی قبولیت کی نشانی ہے۔ اپنی حیثیت برقرار رکھنے میں مخلص کی ذات ضائع ہو جاتی ہے اور جو کچھ اس کے پاس ہے ان کی ترتیب میں علم کو عمل سے جوڑنے اور کارکن کو کام سے متحد کرنے میں اس کی ساری زندگی صرف ہو جاتی ہے۔ اگر اس نے یہ حاصل کر لیا تو سمجھو کہ اس نے سب کچھ حاصل کر لیا اور اگر چھوٹ گیا تو پھر سب کچھ چھوٹ گیا۔ یہ اسی وقت حاصل ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی وحدانیت سے شراکت کے سارے مطالب نکال دیئے جائیں۔ جیسا کہ پہلے امام نے فرمایا: ''عمل کرنے والے غارت ہو جائیں گے سوائے عبادت گزاروں کے، عبادت گزار بھی غارت ہو جائیں گے سوائے مخلصین کے مخلص بھی غارت ہو جائیں گے سوائے متقیوں کے، متقی بھی غارت ہو جائیں گے سوائے ان لوگوں کے جنہیں یقین محکم ہے اور یقین محکم رکھنے والے لوگ ہی اعلیٰ کردار کے مالک ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝ (۹۹-۱۵)

ترجمہ: ''آخری گھڑی تک اپنے رب کی بندگی کرتے رہو جس کا آنا یقینی ہے۔''

خلوص کی سب سے نچلی سطح یہ ہے کہ جب ایک بندہ اپنی حتی الامکان کوشش کرنے کے بعد یہ سوچے کہ اللہ کے نزدیک اس کے اعمال کی کوئی قدر و قیمت نہیں لہٰذا اپنے علم کے مطابق کئے گئے

Marfat.com

اعمال کی اللہ کوئی جزا نہیں دے گا کیونکہ اگر اللہ اس سے یہ کہے کہ وہ عبودیت کے سارے فرائض پورے کرے تو وہ ان پر عمل نہیں کر سکے گا۔ دنیا میں مخلص شخص کا نچلا ترین مقام یہ ہے کہ وہ برے اعمال سے محفوظ رہے تا کہ آخرت میں اس کو آگ سے نجات مل سکے اور جنت حاصل ہو سکے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

﴿تقویٰ (فصل نمبر ۱۷)﴾

تقویٰ کے تین پہلو ہیں:

1- اللہ کی تابعداری کے ساتھ تقویٰ جس کا مطلب تضاد ترک کر دینا اور ہر طرح کے شک وشبہ سے دور ہو جانا ہے اور یہی وہ تقویٰ ہے جس پر عظیم لوگ عمل کرتے ہیں۔

2- اللہ کا تقویٰ جس کا مطلب سارے مشکوک معاملات سے دستبردار ہونا اور حرام چیزیں چھوڑ دینا ہے۔ یہ اشراف کا تقویٰ ہے۔

3- آگ اور سزا کا تقویٰ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حرام چیزیں چھوڑ دی جاتی ہیں۔ یہ تقویٰ عوام الناس کا ہے۔

تقویٰ ایک دریا کے رواں پانی کی طرح ہے۔ تقویٰ کی تین سطحیں ایسی ہیں جیسے دریا کے کنارے لگے ہوئے مختلف رنگوں اور اقسام کے درخت۔ ہر درخت اپنی ماہیت' استعداد' نزاکت اور ضخامت کے مطابق اس دریا کا پانی جذب کرتا ہے پھر ان درختوں اور پھلوں سے لوگوں کو حاصل ہونے والے فوائد ہیں وہ ان کی قدر و قیمت کے مطابق ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ زَرْعٌ وَّ نَخِيلٌ صِنْوَانٌ وَّ غَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ قف وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ (۴_۱۳)

ترجمہ: ''اور کھیتیاں ہیں اور کھجور کے درخت، ایک کی جڑیں دوسرے سے ملی ہوئی (جھنڈ کے جھنڈ) اور بعض دور دور (حالانکہ) ان کو پانی ایک ہی (نہر' دریا یا بارش) سے ملتا ہے۔''

اللہ کی اطاعت میں کیے گئے اعمال میں شامل تقویٰ ایسا ہی ہے جیسے درختوں کیلئے پانی اور درختوں کے خواص اور ان کے پھلوں کے رنگ اور مزے ایمان کے معیاروں جیسے ہوتے ہیں۔ جس کسی کا ایمان بلند ترین درجہ پر ہوگا اور جس کی روح پاکیزہ ترین ہوگی اس کا تقویٰ بھی عظیم الشان ہوگا۔ متقی کی عبادت بھی زیادہ پاکیزہ اور زیادہ پر خلوص ہوگی۔ ایسا شخص اللہ کے قریب ہوگا۔ لیکن عبادت کا ہر وہ فعل جو تقویٰ کے علاوہ کسی اور چیز پر مبنی ہو بے فائدہ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

Marfat.com

اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْیَانَهٗ عَلٰی تَقْوٰی مِنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٍ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْیَانَهٗ عَلٰی شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ (۱۰۹۔۹)

ترجمہ: ''بھلا وہ (شخص) جس نے اپنی عمارت کی بنیاد خوف خدا اور اس کی رضا مندی پر رکھی وہ بہتر ہے یا وہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد ایک کھائی کے کنارے پر رکھی جو گرنے ہی کو ہے۔ پھر وہ (عمارت) اس کو آتش دوزخ میں لے گئی۔''

تقویٰ کی وضاحت اس لئے کی گئی ہے تا کہ ایسے کام سے اجتناب کیا جائے جس میں اگرچہ کوئی نقصان نہیں تاہم اس کی بجا آوری محض خوف سے کی جائے۔ حقیقت میں سرکشی کے بغیر اطاعت، نسیان کے بغیر ذکر الٰہی، جہالت کے بغیر علم کو تقویٰ کہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے اور مسترد نہیں کرتا۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

خوف خدا (فصل نمبر ۱۸)

دل کو تکلیف پہنچانے والی تمام چیزوں سے اپنے اعضاء اور احساسات کے دروازے بند کر دیں۔ اللہ کے آگے اپنی حاضری سے اگر آپ پہلو تہی کریں گے تو روز محشر اس کے بدلے میں رنج و ملال اور برے اعمال کی ندامت ہی آپ کے حصہ میں آئیں گے۔

باشعور انسان کے پاس تین اصول ہونے چاہئیں۔ اسے چاہیے کہ لوگوں کی غلطیاں نظر انداز کر دے۔ ان کو ناراض نہ کرے اور تعریف اور تنقید میں توازن رکھے۔ اللہ سے خوف کی بنیاد یہ ہے کہ انسان ہمیشہ اپنا محاسبہ کرتا رہے، اپنے قول میں پکا اور معاملات میں کھرا ہو۔ اسے چاہیے کہ وہ ہر مشکوک چیز کو چھوڑ دے ہر عیب اور اندیشہ سے کنارہ کشی کر لے اور ان تمام چیزوں سے علیحدگی اختیار کر لے جن سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے اور وہ دروازے نہ کھولے جن کو بند کرنا وہ نہیں جانتا۔

ایسے آدمی کے ساتھ نہ بیٹھیں جو آپ کے واضح خیالات کو مبہم بنا دے اور نہ اس کے ساتھ بیٹھیں جو مذہب کے معاملہ میں غیر سنجیدہ ہے۔ ایسے علم کی جستجو نہ کریں جس کی گنجائش تمہارے دل میں نہ ہو سکے اور جو تمہاری سمجھ سے باہر ہو۔ ایسے شخص سے قطع تعلق کر لو جو تمہیں اللہ سے دور کرنے کا در پے ہو۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

سماجی تعلقات (فصل نمبر ۱۹)

اللہ کی نافرمانی کے سارے اعمال سے بچتے ہوئے اللہ کی مخلوق کے ساتھ شائستہ سماجی تعلقات قائم رکھنا دراصل اپنے بندے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی کثیر فراخ دلی کی ایک نشانی ہے۔ جو شخص اللہ کے آگے مخلص بن کر رہے گا اس کے سماجی تعلقات بھی اچھے ہوں گے۔

اللہ کی خاطر لوگوں کے ساتھ میل ملاپ رکھو لیکن محض دنیاوی امور میں اپنی حصہ داری کیلئے یا مرتبہ حاصل کرنے کیلئے خودنمائی یا شہرت حاصل کرنے کیلئے ایسے تعلقات قائم نہ کرو۔ سماجی روابط کی خاطر شرعی حدود سے تجاوز نہ کرو کیونکہ دوسروں کی ہمسری کرنے یا شہرت حاصل کرنے سے تمہاری کمی پوری نہیں ہوسکتی اور اس طرح تم بغیر کسی مدد کے اگلی دنیا بھی گنوا دو گے۔ جو شخص تم سے عمر میں بڑا ہو تو اس کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرو جیسا کہ اپنے باپ کے ساتھ کرتے ہو اور جو تم سے عمر میں چھوٹا ہے اس کے ساتھ بیٹے جیسا سلوک کرو۔ اپنے ہم عمر کے ساتھ بھائی جیسا سلوک کرو۔ لوگوں سے سنی سنائی مشتبہ باتوں پر کوئی اپنی بات ترک نہ کرو جس پر تمہیں یقین ہو۔ نیک کام کی ہدایت نرمی سے دو اور برائی سے روکو تو رحم دلی کے ساتھ۔ کسی حال میں بھی نیک صلاح سے احتراز نہ کرو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ قُوْلُ لِلنَّاسِ حُسْنًا (۸۳۔۲)

ترجمہ: ''لوگوں سے خوش اخلاقی سے بات کرو۔''

جو چیز تمہیں اللہ کی یاد سے غافل کر دے اور جب حرص تمہاری توجہ اللہ کی اطاعت سے ہٹانے لگے تو تم ان سے کنارہ کر لو کیونکہ ایسی کیفیات شیطان کے دوستوں اور مددگاروں کے ذریعے سے آتی ہیں۔ ان کی طرف دیکھو بھی نہیں تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ مکاری سے تمہیں راست بازی سے ہٹا لیں کیونکہ یہ ایک شدید خسارہ ہوگا۔ ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

﴿نیند (فصل نمبر ۲۰)﴾

جب نیند آنے لگے تو محتاط لوگوں کی طرح سو نہ کہ لاپرواہ لوگوں کی مانند۔ کیونکہ مسلمانوں میں ایسے محتاط لوگ بھی ہیں جو صرف آرام کیلئے سوتے ہیں اور سستی کی وجہ سے مزید سونے کی کوشش نہیں کرتے۔

رسول پاک ﷺ نے فرمایا: ''میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا'' جب تم سونے لگو تو یہ ارادہ کرلو کہ اب اپنا بوجھ فرشتوں پر ڈال دو گے اور اپنی خواہشات سے سبکدوش ہو جاؤ گے۔ سوتے وقت اپنا محاسبہ کرلیا کرو۔ اس حقیقت کو ہمیشہ ذہن میں رکھو کہ تم نااہل اور کمزور ہو۔ اللہ کے فیصلہ اور تدبیر کے بغیر تمہیں اپنی حرکات اور سکون پر کوئی قدرت حاصل نہیں ہے۔ آگاہ رہو کہ نیند بھائی ہے موت کی۔ اس کو موت کے رہنما کے طور پر استعمال کرو۔ کیونکہ موت کے بعد نہ تو کوئی جاگ سکتا ہے اور نہ واپس جا کر اپنے کسی عمل کی خرابی دور کرسکتا ہے۔ جو شخص فرض، سنتی یا نفلی نمازوں کے وقت سوتا رہتا ہے وہ خطا کار ہے اور اس کی نیند لاپرواہ کی نیند ہے اور نافرمانوں کا راستہ ہے، وہ قصوروار ہے۔ جو شخص فرض اور نفل نمازوں کے فرائض انجام دے کر اپنی ذمہ داریاں مکمل کرنے کے بعد سوتا ہے تو اس کی نیند قابل تعریف ہوتی ہے۔ ہمارے زمانے میں جن لوگوں میں یہ خوبیاں پائی جاتی ہیں ان کے متعلق میں نیند سے زیادہ کسی اور چیز کو مامون نہیں سمجھتا ہوں کیونکہ لوگوں نے اب اپنے ایمان کی حفاظت کرنا اور اچھا طرز عمل اختیار کرنا چھوڑ دیا ہے۔ انہوں نے منافقانہ رویہ اختیار کرلیا ہے جب ایک مخلص بندہ بے موقع بولنے سے احتراز کرے تو جب تک اسے تحفظ نہ ملے وہ مہمل باتیں سننے سے کس طرح بچا رہے گا؟

اس طرح کا ایک تحفظ نیند ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا (۱۷۔۳۶)

ترجمہ: ''بلاشبہ کان اور آنکھ اور دل ان سب سے پوچھ گچھ ہوگی۔''

زیادہ سونے میں کئی برائیاں ہیں چاہے یہ سونا اسی طریقہ پر ہی کیوں نہ ہو جو ہم نے بیان کیا

Marfat.com

ہے۔کثیر مقدار میں پانی پینے سے بہت زیادہ نیند آتی ہے اور شکم سیری سے زیادہ پانی پینے کی رغبت ہوتی ہے اور یہ دونوں چیزیں ذات پر بوجھل بن کر اطاعت سے اجتناب کا سبب بنتی ہیں اور دل کو غور وفکر اور انکساری سے بے حس بنا دیتی ہیں۔

اس دنیا میں اپنی نیند کو اپنا آخری کام بنائیں۔اللہ کو اپنے دل اور زبان سے یاد کرتے رہیں ۔اپنی بد؛؛ الیوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے مغلوب کریں اور سوتے وقت اللہ کی مدد طلب کیا کریں اور صبح کی نماز تک فاقہ کریں کیونکہ اگر تم رات کو کسی وقت اٹھتے ہو تو شیطان تمہارے کان میں کہتا ہے ''پھر سے سو جاؤ کہ ابھی رات بہت لمبی ہے'' کیونکہ وہ چاہتا ہے کہ اللہ کے حضور مناجات کے اس وقت کو ضائع کر دے۔فجر کے وقت اپنی مغفرت طلب کرنے سے گریز نہ کریں کیونکہ اس وقت میں خلوص کے ساتھ التجا کرنے والوں کو اپنی مغفرت کی بہت آرزو ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حج (فصل نمبر ۲۱)

اگر تم حج پر جانے کا ارادہ کر رہے ہو تو فیصلہ کرنے سے پہلے اللہ سے لو لگا لو اور تمہارے اور اللہ کے درمیان جو بھی مصروفیتیں اور رکاوٹیں ہیں انہیں اپنے دل سے نکال دو۔ اپنے سارے امور اپنے خالق کے سپرد کر دو اور اپنی سرگرمیوں اور خاموش لمحات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہو۔ اللہ کے حکم، فیصلہ اور انصاف کو دل و جان سے قبول کر لو۔ اس دنیا سے لاتعلق ہو جاؤ اور سکھ چین سے رہو۔ جن لوگوں کی ذمہ داریاں تم پر واجب ہیں انہیں پورا کرو۔ اپنے ساز و سامان مثلاً سواری کے جانور، اپنے ساتھیوں، اپنی غذا، اپنی جوانی یا اپنی دولت پر بھروسہ نہ کرو اور ڈرتے رہو کہیں یہ ساری چیزیں دشمن بن کر تمہیں نقصان نہ پہنچا دیں۔ اس طرح سے تم سمجھ جاؤ گے کہ اللہ کی سرپرستی اور اس کی دی ہوئی کامیابی کے علاوہ کوئی اور طاقت، قوت بازو یا کوئی زور آپ کی مدد نہیں کر سکتا۔

حج کی تیاری ایسی کرو جیسے تمہیں واپس نہیں آنا ہے۔ نیک لوگوں کے ساتھ رہو اور اللہ کے فرائض اور رسول کی سنتوں کی پابندی تندہی سے کرو۔ ہمیشہ شائستگی، مستقل مزاجی، صبر، تشکر اور ہمدردی کا اظہار کرتے رہو اور اپنے پر دوسروں کو فوقیت دو چاہے وہ آپ کو پسند نہ کرتے ہوں۔ اپنے گناہوں پر خاص ندامت کے ساتھ پانی سے وضو کرو اور پھر سچائی، پاکیزگی، عاجزی اور خوف کا لبادہ پہن لو۔ احرام باندھنے کے بعد ان تمام چیزوں سے خود کو دور رکھو جو تمہیں اللہ کی یاد سے روکیں یا اللہ کی اطاعت کرنے میں حائل ہوں۔

اللہ کے بلاوے کا جواب اپنی دعاؤں میں اس طرح دو کہ اس کا مطلب صاف شفاف اور پرخلوص ہو اور اللہ پر ایمان کو مضبوطی سے تھامے رکھو۔ تم دل و جان سے فرشتوں کے ساتھ طواف کرو جو اس سریر کا اسی طرح طواف کرتے ہیں جس طرح تم مسلمانوں کے ساتھ کعبہ کے گرد گھومتے ہو۔ اپنے زور اور طاقت کے مفروضات سے آزاد ہو کر ایسی جلدی کرو جیسی تم اپنے خواہشات نفس سے بھاگنے میں کرتے ہو۔ جب تم منیٰ جانے لگو تو اپنی لاپرواہیوں اور غلطیوں کو پیچھے چھوڑ جاؤ۔ کسی ایسی چیز کی خواہش نہ کرو جو حرام ہے یا جس کے تم حق دار نہیں ہو۔ عرفات میں اپنے گناہوں کا اعتراف کرو اور اللہ کی وحدانیت کے ساتھ اپنا ناطہ جوڑو اور مزدلفہ میں اللہ سے

Marfat.com

ڈرتے رہو اس کے قریب ہونے کی کوشش کرو۔ جب تم عرفات کے پہاڑ پر چڑھنے لگو تو اپنی روح کو بھی بلند کرتے جاؤ۔ قربانی کرتے ہوئے ہوائے نفس اور لالچ کی گردنیں بھی کاٹ ڈالو۔ عقبہ کے ستون کو جب پتھر مارنے لگو تو اپنی خواہشات' وذات' خباثت اور قابل مواخذہ اعمال پر بھی سنگ باری کرو۔ جب اپنا سر مونڈنے لگو تو اپنی ظاہری اور باطنی خطاؤں کو بھی تراش دو۔ جب متبرک حرم میں جانے لگو تو خواہشات کے حصول کی دوڑ دھوپ کو خیر باد کہہ دو اور اللہ کی امان' اس کی حفاظت' اس کے حجاب اس کی پناہ گاہ اور اس کی خبر گیری میں داخل ہو جاؤ۔ اس مقدس گھر کے پاس آؤ اور اس کے مالک کی حکمت' عظمت اور طاقت کی حمد وثناء کرتے ہوئے طواف کرو۔ اللہ کے حکم پر قناعت کر کے اور اس کی قدرت کے آگے اپنی عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے حجر اسود کو بوسہ دو۔ الوداعی طواف میں اللہ کے علاوہ ہر چیز سے دستبردار ہو جاؤ۔ جب صفا پر کھڑے ہو کر اللہ سے ملاقات کا دن آئے گا تو پہلے اپنی روح اور اپنے باطن کو پاکیزہ کر لو۔ مروا پر اپنی خصلتوں کو نابود کرنے کیلئے اللہ سے جرأت اور شائستگی کی التجا کرو۔ حج کی شرائط خوش اسلوبی سے انجام تک پہنچاؤ اور جو معاہدہ تم نے اللہ سے کیا تھا اسے پورا کرو کیونکہ روز محشر تم اس کے ذمہ دار ٹھہرائے جاؤ گے۔

آگاہ رہو کہ اللہ نے حج کو واجب قرار دیا ہے اور دوسری عبادتوں سے چھانٹ کر اسے اپنے لئے خالص کر لیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا (۹۷۔۳)

ترجمہ: "لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو اس گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے۔"

رسول پاک ﷺ نے حج کے ارکان کی ترتیب اس طرح دی ہے کہ وہ موت' قبر' قیامت اور روز حساب کی تیاری اور ان کی علامتیں بن گئے ہیں۔ لوگ جس طرح حج ادا کرتے ہیں اس سے یہ تمیز کی جا سکتی ہے کہ کون جہنم میں جائے گا اور کون شروع سے آخر تک حج کے ارکان کی ادائیگی دانائی اور بصیرت کے سے کر کے جنت میں داخل ہو گا۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

زکوٰۃ (فصل نمبر۲۲)

اللہ کی خاطر واجب زکوٰۃ تمہارے جسم کے ہر حصے نے بلکہ تمہارے بالوں کی ہر جڑ سے ادا کرنا ضروری ہے۔ درحقیقت تمہاری زندگی کے ہر لمحہ میں زکوٰۃ واجب الادا ہوتی ہے۔ آنکھ کی زکوٰۃ کا مطلب ہے دھیان سے دیکھنا اور خواہشات اور ان جیسی چیزوں سے نظریں ہٹالینا۔ کان کی زکوٰۃ کا مطلب ہے اچھی آوازیں سننا۔ مثلاً حکمت کی باتیں، قرآن کی تجدیدوں اور نصیحتوں میں شامل ایمان کے فوائد اور تمہاری نجات کیلئے، دوسری باتیں اور ان مذکورہ باتوں کی مخالف چیزوں مثلاً جھوٹ، تہمت اور اسی طرح کی دوسری چیزوں سے بچتے رہنا۔

زبان کی زکوٰۃ کا مطلب ہے مسلمانوں کو اچھا مشورہ دینا، بے پرواہ لوگوں کو بیدار کرنا اور اللہ تعالیٰ کی کثرت سے حمد وثناء اور ذکر کرتے رہنا۔ ہاتھ کی زکوٰۃ کا مطلب ہے دوسروں پر رقم خرچ کرنا، اللہ کی نعمتوں کو فراخ دلی سے استعمال کرنا، اپنے علم اور اپنی معلومات کو تحریری شکل دینا تاکہ اللہ کی اطاعت میں دوسرے مسلمان فائدہ اٹھاسکیں اور ان باتوں کے ساتھ ساتھ اپنے ہاتھوں کو برائیوں سے روکے رکھنا۔ پیروں کی زکوٰۃ کا مطلب ہے کہ اللہ کے فرائض بجالانے میں نیک اور پارسا لوگوں سے ملنا، ذکر کی محفلوں میں جانا، لوگوں کے درمیان صلح صفائی کرانا، قرابت داری برقرار رکھنا، جہاد میں مشغول رہنا اور ایسے کام کرتے رہنا جن سے تمہارا دل مضبوط اور تمہارا ایمان درست رہے۔ یہاں ہم نے زکوٰۃ کے چند ایسے طریقے بیان کئے ہیں جو سمجھ میں آسکیں اور جن پر عمل کیا جاسکے۔ اگرچہ بیان کرنے کیلئے ایسے بے شمار طریقے ہیں جن کو اللہ کے مخلص اور قریبی بندے اپنے استعمال میں لاچکے ہیں۔ بلاشبہ یہی لوگ زکوٰۃ کے مالک اور اس کی امتیازی علامت ہیں۔ اے اللہ! جو کام تجھے محبوب ہے اور جو بات تجھے مطمئن کردے ان پر عمل کرنے میں مجھے کامیابی عطا فرما۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

عزم (فصل نمبر ۲۳)

جس شخص کا عزم بے لاگ ہوگا اس کا دل مستحکم ہوتا ہے کیونکہ حرام اشیاء کے خیالات سے چھٹکارا پا کر ایک دل اسی وقت مستحکم ہوتا ہے جب تمام معاملات میں یہ عزم صرف اللہ کیلئے ہو۔

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَ لَا بَنُوْنَ O اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ (۹-۸۸-۲۶)

ترجمہ: ''جس دن (انسان کے) نہ مال کام آئیگا نہ اولاد مگر جو اللہ کے پاس پاک دل لے کر آئے گا۔''

رسول پاک ﷺ نے فرمایا: ''مومن کا عزم عمل سے بہتر ہے۔'' اور یہ کہ ''اعمال بموجب عزائم ہوتے ہیں اور ہر انسان وہی حاصل کرے گا جس کا اس نے عزم کیا تھا۔''

اللہ کے بندے کو چاہیے کہ وہ کام اور آرام کرتے ہوئے ہر لمحہ اپنے عزم کو خالص رکھے کیونکہ اس طرح وہ لا پرواہ نہیں رہے گا۔ لاپرواہ لوگوں کی اللہ نے مذمت کی ہے:

اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا O (۴۴-۲۵)

ترجمہ: ''یہ تو بس جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے زیادہ راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔''

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغَافِلُوْنَ O (۱۷۹-۷)

ترجمہ: ''یہی لوگ غافل ہیں۔''

دل سے عزم کا اظہار بے عیب علم کے مطابق ہوتا ہے۔ اس میں اسی طرح تبدیلیاں آتی رہتی ہیں جس طرح مختلف اوقات میں ایمان کی توانائی اور کمزوری میں تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے۔ خالص عزم رکھنے والوں کی خود غرضی اور نفس پرستی اللہ کی شان و شوکت اور اس کے آگے انکساری کے تلے دب جاتے ہیں۔ اگر چہ وہ خود اپنے مزاج، اپنی خواہشات اور آرزوؤں کے باعث بے چین رہتا ہے مگر دوسرے لوگوں کو اس کی ذات سے آرام ملتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

ذکر (فصل نمبر ۲۴)

جو شخص اللہ کی اطاعت کرتا ہے وہی اللہ کو ہمیشہ یاد رکھتا ہے۔ جو بھلا دے وہ نافرمان ہے۔ اطاعت دراصل ہدایت کی علامت ہے اور نافرمانی علامت ہے گمراہی کی۔ ان دونوں حالتوں کی ذکر خدا اور غفلت میں ہوتی ہے۔ اپنی زبان کو اپنے دل کا مرکز بنالو کہ وہ دل کے اشارے اور عقل کی مرضی کے بغیر کوئی حرکت نہ کرے اور تمہاری زبان ایمان کے مطابق ہونی چاہیے۔ اللہ جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو۔ تم ایسے شخص کی طرح ہو جاؤ جس نے اپنی جان جسم سے نکال دی ہے یا ایسے شخص کی طرح ہو جاؤ جو روز محشر عظیم صف آرائی میں حاضر ہو کر ان ذمہ داریوں سے گھبراتا نہیں ہے جو اللہ نے اپنے حکامات اور پابندیوں سے اور اپنے وعدہ اور وعید سے، اس پر عائد کی ہیں۔ اللہ نے جن فرائض پر تمہیں مامور کیا ہے انہیں چھوڑ کر اپنے کاموں میں نہ لگ جاؤ۔ اپنے دل کو تاسف اور خوف کے پانی سے دھوڈالو۔ اللہ کے ذکر کو اللہ کی عالی شان یاد کا حصہ بنا لو۔ اللہ تمہیں یاد رکھتا ہے اگرچہ اس کو تمہاری ضرورت نہیں ہے۔

اللہ کا تمہیں یاد کرنا تمہارے ذکر سے کہیں زیادہ رفیع الدرجات، زیادہ دل پسند، زیادہ قابل تحسین، زیادہ مکمل اور زیادہ قدیم ہے۔

اللہ کے ذکر سے تمہیں وہ علم حاصل ہوگا جس سے تم میں انکساری، پاک دامنی اور پشیمانی پیدا ہوگی اور تمہارے یہی اوصاف اللہ کی بزرگی اور اس کی سابقہ وافر عنایات کی گواہی دیں گے۔ اللہ کے عنایات کے نتیجے میں تمہاری وافر اطاعتیں بھی تمہاری اپنی نظر میں حقیر ہو جائیں گی اور پھر تم اللہ کے پرخلوص عبادت گزار بن جاؤ گے۔ لیکن تمہارا شعور اور تمہارا اپنے ذکر کی قدر کرنا تمہیں خودنمائی، تکبر، بے وقوفی اور کردار کی کج خلقی کی جانب بھی لے جاسکتے ہیں کیونکہ اس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ تم اللہ کی وافر عنایتوں اور فیاضیوں کو بھول کر اپنی اطاعت کو زیادہ اہمیت دے رہے ہو۔ اس طرح تم اللہ سے دور ہوتے جاؤ گے اور اس تمام عرصہ میں تمہیں اجنبیت کے علاوہ اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔

ذکر دو قسم کا ہوتا ہے۔ پرخلوص ذکر جس میں دل ہم آہنگ ہوتا ہے اور وہ ذکر جو اللہ کے سوا دوسری تمام یادوں کے اخراج کے بعد کیا جاتا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں انصاف

Marfat.com

نے ایسی مناسب حمد وثناء نہیں کرسکتا ہوں جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود اپنی ستائش کرتا ہے۔" رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی یاد آوری کی کوئی حد مقرر نہیں کی ہے کیونکہ وہ اس حقیقت سے واقف تھے کہ اپنے بندے کیلئے اللہ تعالیٰ کی یاد آوری بندے کے ذکر سے کہیں زیادہ بلند ہے۔ لہذا مناسب یہی ہے کہ جو بھی رسول پاک ﷺ کے بعد آئے وہ حدود مقرر نہ کرے اور جو کوئی اللہ کو یاد کرنا چاہئے تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ جب تک خود اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو یاد کر کے اسے ذکر میں کامیابی عطا نہ کرے اس وقت تک بندہ اللہ کا ذکر کرنے کے قابل نہیں ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

قاریوں کی بربادی (فصل نمبر ۲۵)

جو شخص بغیر علم کے تلاوت کرتا ہے وہ ایسے خود پسند شخص کی طرح ہے جس کے پاس نہ تو جائیداد ہے اور نہ دولت کیونکہ لوگ ایسے فرد سے نفرت نہیں کرتے جو صاحب جائیداد نہ ہو۔ تاہم لوگ اس کے اوچھے پن کی وجہ سے اس سے نفرت کرتے ہیں۔ جن امور کا وہ ذمہ دار نہیں انہی کے بارے میں وہ ہمیشہ لوگوں کے ساتھ الجھتا رہتا ہے اور جن امور کی تعمیل کا اسے حکم نہیں دیا گیا ہے انہی کے متعلق وہ لوگوں پر اعتراض کرتا رہتا ہے۔ اس طرح وہ دراصل تخلیقی عمل اور مطلق حاکمیت پر اعتراض کر رہا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتَابٍ مُّنِيْرٍ (۲۰۔۳۱)

ترجمہ: ''بعض ایسے لوگ ہیں کہ خدا کے بارے میں، بلا علم، بلا بصیرت اور بلا کسی روشن کتاب کے جھگڑتے رہتے ہیں۔''

کسی کو ایسی سخت سزا نہیں ملے گی جیسی اس شخص کو ملے گی جو علم کی صداقت کا یا اس کا مفہوم جانے بغیر عالم ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔

زید بن ثابت نے اپنے فرزند سے کہا: ''میرے فرزند! خیال رکھو کہ خود پسند قاریوں کی فہرست میں اللہ تعالیٰ کو تمہارا نام نظر نہ آئے۔'' اور رسول پاک ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں ایک ایسا وقت بھی آئے گا جس میں قرآن کے مطالعہ سے بہتر قاری کا نام سمجھا جائے گا اور تجربہ کے ذریعہ عمل کرنے سے بہتر مطالعہ سمجھا جائے گا۔ میری امت میں منافقوں کی زیادہ تعداد قرآن کے قاریوں میں ہوگی''

وہاں رہو جہاں تمہارا ایمان لے جائے اور جہاں تمہیں رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ تم سے جتنا ہو سکے اپنی اندرونی حالت کو لوگوں سے چھپاتے رہو۔ اللہ کی اطاعت میں کیے گئے اعمال کی اپنے ساتھ اسی طرح نسبت رکھو جیسی کہ تمہاری روح کی تمہارے بدن کے ساتھ ہوتی ہے تاکہ ان کے وسیلے سے معلوم ہو سکے کہ تم نے اپنے اور اپنے خالق کے درمیان کتنی قربت حاصل کر لی ہے۔

Marfat.com

اپنے تمام امور میں اللہ تعالیٰ کی مدد طلب کرتے رہو اور رات کے اختتام پر اور دن کے اختتام پر اللہ کے آگے عاجزی کے ساتھ التجا کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ O (۵۵-۷)

ترجمہ: "(لوگو) اپنے پروردگار کو (نہایت) عاجزی سے (گڑگڑا کر) اور چپکے چپکے پکارا کرو۔ بلاشبہ اس کو حد سے تجاوز کرنے والے پسند نہیں آتے۔"

ہمارے دور کے قاریوں کی ایک خصوصیت بلکہ ان کی ایک علامت اصولوں سے انحراف کرنا ہے۔ اپنے تمام امور میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم نفسانی خواہشات کے دائرہ میں گھر کر خود کو تباہ نہ کرسکو۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

صداقت اور دروغ گوئی کی وضاحت (فصل نمبر ۲۶)

اللہ سے ڈرتے رہو اور جہاں چاہتے ہو اور جن پسندیدہ لوگوں کے ساتھ رہنا چاہتے ہو وہاں رہو۔ تقویٰ سے کسی کو مخالفت نہیں ہے۔ تقویٰ تمام جماعتوں کو مرغوب ہے۔ اس میں ساری نیکیاں اور کمال مجتمع ہیں۔ یہ سارے علوم حکمت اور اطاعت کے ہر مسلمہ عمل کا معیار ہے۔ تقویٰ دراصل اللہ کی معرفت کے چشمہ سے ابلنے والا پانی ہے۔ علم کی ہر شاخ کو اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ جاننے کیلئے کسی تصدیق کی ضرورت نہیں ہوتی کہ اللہ کے دبدبہ اور اس کی طاقت کے آگے کس طرح ساکت رہنا چاہیے۔ تقویٰ میں اضافہ اس وقت ہوتا ہے جب اللہ اپنے لطف و کرم سے اپنے بندے کو اس کے راز سے آگاہ کر دیتا ہے۔ ہر صداقت کی یہی جڑ ہے۔ ہر وہ چیز جو تمہیں اللہ تعالیٰ سے جدا کر دے دروغ گوئی ہے۔ ہر گروہ کو اس پر اتفاق ہے۔ لہٰذا دروغ گوئی سے اجتناب کرو۔ کسی وابستگی کے بغیر اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز کیا کرو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بدوؤں نے جو صحیح باتیں کی ہیں وہ دراصل لَبِید کے الفاظ تھے۔ جب اس نے یہ کہا تھا ''بیشک اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز باطل ہے اور ہر نصیحت یقیناً عارضی ہے۔''

اللہ کی خوشنودی اور تابعداری کیلئے حقیقتوں کی سچائی اور ایمان کی بنیادوں پر جن پارسا' پاکیزہ اور متقی لوگوں کو اتفاق ہے ان کے ساتھ تم بھی چمٹے رہو۔ لوگوں سے اختلاف اور جھگڑے نہ کرو کیونکہ اس طرح تمہیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

منتخبہ امت کو اس پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور کوئی اس کا ثانی نہیں ہے اور یہ کہ وہ اپنے فیصلہ میں عادل ہے اور جو چاہے کرتا ہے اور اپنی مرضی کے احکامات نافذ کرتا ہے۔ اس کی تخلیق کے بارے میں کوئی یہ پوچھ نہیں سکتا کہ کیوں؟ اس کی منظوری اور مرضی کے بغیر نہ کوئی چیز پہلے تھی نہ بعد میں ہوگی۔ اس میں یہ قدرت ہے کہ وہ جو چاہے کر سکتا ہے اور یہ کہ وہ اپنے وعدے اور وعید میں صادق القول ہے۔

قرآن اللہ تعالیٰ کا پیغام اور وہ مخلوقات' مقامات اور وقت سے پہلے موجود تھا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مخلوقات کی تخلیق اور ان کی نیستی دونوں برابر ہیں۔ ان کی تخلیق سے نہ تو اس کے علم میں اضافہ ہوا ہے اور نہ ان کے جانے سے اس کی سلطنت میں کمی آئے گی۔ اس کی قدرت عظیم ہے اور وہ خود عظیم المرتبت ہے۔ ساری حمد و ثناء اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے۔

Marfat.com

رسولوں کی معرفت (فصل نمبر ۲۸)

اللہ تعالیٰ نے اپنی لطافت' سخاوت اور رحمت کے خزانوں سے اپنے پیغمبروں کو وسائل فراہم کیے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فراواں علم سے انہیں درس دیا تھا اور تمام لوگوں میں سے ان کو اپنے لئے چن لیا تھا۔ ساری موجودات میں ان جیسا مرتبہ اور کردار کسی اور میں نہیں کیونکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اپنے پاس بلانے کا وسیلہ بنایا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے رسولوں کی اطاعت اور محبت کو اپنی رضا کا سبب بنایا اور ان کی مخالفت اور ان کی تردید کو اپنے قہر کا سبب ٹھہرایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں اور گروہوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے رسول کے مذہب کی پیروی کریں اور ان کی اطاعت' ان کی ستائش' ان کے پیار کی شناخت' ان کی تعظیم و تکریم' ان کا احترام اور اللہ کے پاس ان کے رتبہ کا لحاظ کرتے ہوئے باقی سب اطاعتوں کو رد کردیں۔

لہٰذا ان تمام رسولوں کی تعریف و توصیف کریں اور ان کو وہ مقام نہ دیں جو ان سے کم تر لوگوں کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے مراتب' مناصب اور کردار کی جو ٹھیک وضاحت کی ہے اس کے علاوہ تم ان چیزوں پر اپنی عقل نہ دوڑاؤ۔ اللہ نے انہیں کیا تھا اس کی حقیقت تم کیسے جان سکتے ہو؟ اگر تم ان کے فرمودات اور اعمال کا مقابلہ دوسرے کم تر لوگوں سے کرنے لگو گے تو تم ایک برے صحابی بن جاؤ گے۔ اگر تم اپنی جہالت میں اللہ کے منتخب رسولوں کی منزلت کا انکار کرو گے تو پھر تم ایمان اور عرفان کی صداقتوں کی سطح سے نیچے گر جاؤ گے لہٰذا محتاط رہو پھر سے محتاط رہو۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

اماموں کی معرفت (فصل نمبر ۲۸)

صحیح راویوں کے سلسلہ سے سلمان فارسی کی روایت ہے: ''میں رسول اللہ ﷺ سے ملنے گیا تو انہوں نے مجھے دیکھ کر فرمایا: اے سلمان! اللہ تعالیٰ اس وقت تک کوئی رسول یا پیغمبر نہیں بھیجتا ہے جب تک اس کے ساتھ بارہ سردار نہ ہوں۔''

یا رسول اللہ ﷺ! دو آسمانی کتابوں کے لوگوں سے مجھے اس بات کا علم ہے۔

''اے سلمان! کیا تم میرے بارہ سرداروں کو جانتے ہو جن کو اللہ تعالیٰ نے میرے بعد بطور رہنما منتخب کیا ہے؟''

''اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔''

''اے سلمان! اللہ تعالیٰ نے مجھے نور سے پیدا کیا اور مجھے طلب کیا اور میں نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میرے نور سے علی کو خلق کیا اور انہیں طلب کیا اور انہوں نے اطاعت کی۔ میرے اور علی کے نور سے اللہ تعالیٰ نے فاطمہ کو خلق کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو طلب کیا اور انہوں نے اطاعت کی۔ میرے، علی اور فاطمہ کے نور سے اللہ تعالیٰ نے حسن اور حسین کو خلق کیا اور انہیں طلب کیا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ناموں میں سے پانچ نام ہم کو دیئے۔ اللہ المحمود ہے (جس کی تعریف کی گئی) اور میں محمد ہوں (قابل تعریف) اللہ العلی ہے (ارفع) اور یہ علی ہے (بلند رتبے والا) اللہ الفاطر (لاشے کا خالق) اور یہ فاطمہ ہے۔ اللہ حسن (کریم) ہے اور یہ حسن ہے۔ اللہ محسن ہے (حسین) ہے اور یہ حسین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حسین کے نور سے نو امام خلق کئے اور انہیں طلب کیا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور یہ سب اس وقت ہوا جب اللہ تعالیٰ نے نہ بلند آسمان، نہ کشادہ زمین، نہ ہوا، نہ فرشتے یا انسان تخلیق کئے تھے۔ ہم وہ نور ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی، اس کا حکم سنا اور اس کی اطاعت کی۔

یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ ایسے شخص کیلئے کیا حکم ہے جو ان ہستیوں کو اس طرح تسلیم کرتا ہے جس طرح انہیں تسلیم کرنے کا حق ہے۔

اے سلمان جس نے بھی انہیں تسلیم کیا جیسا کہ انہیں تسلیم کرنا چاہیے اور ان کی پیروی کی اور

Marfat.com

انہیں دوست رکھا اور ان کے دشمنوں سے بے تعلق رہا وہ خدا کی قسم ہم میں سے ایک ہے۔ ہم جہاں واپس جائیں گے وہ بھی وہیں واپس جائے گا اور ہم جہاں رہیں گے وہ بھی وہیں رہے گا۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ان کے اسماء اور نسب جانے بغیر آیا یہ عقیدہ ہو سکتا ہے؟

''نہیں سلمان۔''

''تم الحسین کو پہلے سے جانتے ہو۔ پھر ان کے بعد زین العابدین علی ابن حسین ہوں گے۔ پھر ان کے فرزند محمد ابن علی ہوں گے جو پہلے اور بعد کے پیغمبروں اور رسولوں کے علم کے کشاف ہیں (الباقر) پھر جعفر بن محمد ہیں جو اللہ تعالیٰ کی با اعتماد زبان ہیں (الصادق) ان کے بعد موسیٰ ابن جعفر ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے صبر سے اپنے غصہ کو قابو میں رکھا۔ (الکاظم) پھر علی ابن موسیٰ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے راز سے مسرور ہیں (الرضا) پھر محمد ابن علی ہیں جو اللہ کی مخلوق میں سے منتخب ہیں۔ (المقطر) پھر علی ابن محمد ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف رہنمائی کرنے والے ہیں۔ (الہادی) پھر حسن ابن علی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے راز کے خاموش با اعتماد محافظ ہیں (العسکری) پھر م ح م د (محمد) ابن حسن ہیں جو اللہ کے حقوق قائم کریں گے۔

سلمان نے کہا ''میں رونے لگا۔ پھر بیان کیا۔''

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ان کے زمانہ تک میری زندگی ملتوی کر دیجئے۔''

انہوں نے فرمایا: اے سلمان! اسے پڑھو۔

فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ أُولٰهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ؕ وَ كَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ○ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَ اَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ جَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ○ (۶۔۵۔۱۷)

ترجمہ: ''آخر کار جب ان میں پہلی سرکشی کا موقع پیش آیا تو اے بنی اسرائیل! ہم نے تمہارے مقابلہ پر ایسے بندے اٹھائے جو نہایت زور آور تھے اور وہ تمہارے ملک میں گھس کر ہر طرف پھیل گئے۔ یہ ایک وعدہ تھا جسے پورا ہو کر رہنا تھا۔ اس کے بعد ہم نے تمہیں ان پر غلبے کا موقع دیا اور تمہیں مال اور اولاد سے مدد دی اور تمہاری تعداد پہلے سے بڑھا دی۔''

Marfat.com

سلمان نے کہا" میں بہت رویا اور میری آرزو شدید ہوگئی۔ پھر میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! کیا یہ آپ کا وعدہ ہے؟" "ہاں" اللہ کی قسم جس نے مجھے بھیجا اور اپنا پیغام مجھے سپرد کیا کہ یہ وعدہ میری طرف سے اور علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ اور حسینؑ کی نسل سے نو اماموں کی طرف سے آپ کیلئے اور ان کیلئے جو ہمارے ساتھ ہیں اور ہمارے ان لوگوں کیلئے جن کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے۔ جو بھی اپنے ایمان میں واقعی مخلص ہوگا۔ تو سلمان! اللہ کی قسم پھر کوئی حرج نہیں اگر ابلیس اور اس کی فوج کو آنے دیا جائے۔ جو کوئی اپنے کفر میں پکا ہوگا اسے انتقام، اذیت اور وراثت سے محرومی کے ذریعہ سزا دی جائے گی۔ تمہارا مالک حقیقی کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں کرتا۔ اس آیت میں ہماری طرف اشارہ کیا گیا ہے:

وَ نُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ O وَ نُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَ نُرِيَ فِرْعَوْنَ وَ هَامَانَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ O (۲۸-۵-۶)

ترجمہ: "اور ہم یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ مہربانی کریں ان لوگوں پر جو زمین میں ذلیل کر کے رکھے گئے تھے اور انہیں پیشوا بنا دیں اور انہی کو وارث بنا دیں اور زمین میں ان کو اقتدار بخشیں اور ان سے فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں کو وہی کچھ دکھلا دیں جس کا انہیں ڈر تھا۔"

سلمان نے کہا: "میں نے رسول اللہ ﷺ سے رخصت کی اجازت لی اور اس امر سے بے فکر ہوگیا کہ سلمان اپنی موت سے کس طرح ملے گا اور موت اس سے کس طرح ملے گی۔"

☆☆☆☆☆

Marfat.com

صحابہ کی معرفت (فصل نمبر ۲۹)

یقین کو شک کے عوض اور واضح کو مخفی کے عوض ترک نہ کرو۔ جس چیز کو تم نے دیکھا نہیں صرف اس کے متعلق سنا ہے تو اس پر کوئی فیصلہ نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے مومن بھائیوں کے بارے میں الزام تراشی اور برے خیالات سے نفرت کرتا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے متعلق بے باکی' غلط بیانی' دروغ گوئی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کیا سوچے گا؟ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَ تَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّ تَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّ هُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ O (۱۵۔۲۴)

ترجمہ: "جبکہ تمہاری ایک زبان سے دوسری زبان اس جھوٹ کو لیتی چلی جا رہی تھی اور تم اپنے منہ سے وہ کچھ کہے جا رہے تھے جس کے متعلق تمہیں کوئی علم نہ تھا۔ تم اسے ایک معمولی بات سمجھ رہے تھے حالانکہ اللہ کے نزدیک یہ بڑی بات تھی۔"

لوگوں کے بارے میں اچھی باتیں کرنا اور ان کے ساتھ نیک عمل کرنا سیکھو چاہے وہ موجود ہوں یا نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا O (۸۳۔۲)

ترجمہ: "لوگوں سے بھلی بات کرو۔"

آگاہ رہو کہ اپنے پیغمبر کیلئے اللہ تعالیٰ نے صحابہ خود چنے ہیں اور بزرگی کے اعلیٰ معیار پر ان کی عزت افزائی کی ہے اور انہیں اعانت کا لبادہ پہنایا ہے تاکہ وہ فتح کے وقت یا پسندیدہ اور ناپسندیدہ مواقع پر رسول کی رفاقت میں رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی زبانی ان کی نیکیاں' اعلیٰ خوبیاں اور فضیلتیں بیان کی ہیں لہٰذا ان سے محبت کرو' ان کی خوبیاں بیان کرو۔ باتیں بنانے والے لوگوں کی صحبت سے پرہیز کرو کیونکہ اس سے تمہاری دل میں شک آنے اور ایمان میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اگر ان میں سے بعض فضیلتیں تم پر واضح نہیں ہیں تو ان کو تم عالم الغیب پر

Marfat.com

چھوڑ دو اور دعا کرو ''یا اللہ میں ہر اس شخص سے محبت کرتا ہوں جس سے آپ اور آپ کے رسول محبت کرتے ہیں اور میں ہر اس شخص سے نفرت کرتا ہوں جس سے آپ اور آپ کے رسول نفرت کرتے ہیں'' اسکے علاوہ تم پر کوئی اور ذمہ داری نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مومنین کی عزت وحرمت (فصل نمبر ۳۰)

مومنین کی بزرگی کا کوئی احترام نہیں کرتا سوائے اس شخص کے جو اللہ تعالیٰ کے اس مطالبہ کا احترام کرتا ہے کہ مومنین کی عزت افزائی کرنی چاہیے۔ جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے متبرک مطالبے کی بخوبی تعمیل کرتا ہے وہی مومنوں کا بھی احترام کرتا ہے۔ جو کوئی مومنوں کی بزرگی کو ادنیٰ سمجھتا ہے اس نے گویا اپنے ایمان کا لباس چاک کر دیا ہے۔

رسول پاک ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے احترام کا ایک حصہ ان لوگوں کی عزت کرنا ہے جو اپنے ایمان میں اللہ تعالیٰ سے قریب ہیں۔'' آنحضرت ﷺ نے مزید فرمایا: ''جو کوئی کسی نوجوان پر مہربان نہیں ہوتا اور نہ بزرگ آدمی کی عزت کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں۔'' کسی مسلمان کو کافر نہ کہو جبکہ توبہ سے شر رفع ہو سکتا ہے بشرطیکہ وہ کوئی ایسا شخص نہ ہو جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے:

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَ لَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِیْرًا ۙ (۴_۱۴۵)

ترجمہ: ''یقین جانو کہ منافق جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں جائیں گے اور تم کسی کو ان کا مددگار نہ پاؤ گے۔''

تم اپنے کاروبار میں مصروف رہا کرو جس کے بارے میں تم سے سوال کیا جائے گا۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

والدین سے حسن سلوک (فصل نمبر ۳۱)

والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا دراصل اللہ تعالیٰ کی نسبت بندے کے صحیح علم سے ہی آتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی جلد حاصل کرنے کیلئے ایک عبادت گزار کے پاس اللہ کی خاطر اپنے ایماندار والدین کے فرائض انجام دینے سے بہتر عبادت کا اور کوئی عمل نہیں ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ والدین کے حقوق اللہ کے حق سے اخذ کئے گئے ہیں بشرطیکہ یہ دونوں ایمان اور سنت کی صراط پر ہوں اور اپنی اطاعت کی خاطر اپنے بچے کو اللہ تعالیٰ کی تابعداری کرنے سے نہ روکیں اور نہ اسے یقین سے شک کی طرف یا پرہیز گاری سے دنیاوی خواہشات کی طرف موڑیں یا اسے کوئی ایسا کام کرنے کیلئے کہیں جو ایمان اور سنت کیخلاف ہو۔ ایسی صورتحال میں ان کیخلاف بغاوت کرنا ہی اطاعت گزاری ہے اور ان کا حکم ماننا ایک باغیانہ فعل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ اِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِىْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِى الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَىَّ ۚ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ (۳۱-۱۵)

ترجمہ: ”اگر وہ تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ میرے ساتھ تو کسی ایسے کو شریک کرے جسے تو نہیں جانتا تو ان کی بات ہرگز نہ مان۔ دنیا میں ان کے ساتھ نیک برتاؤ کرتا رہ مگر پیروی اس شخص کے راستے کی کر جس نے میری طرف رجوع کیا ہے۔ پھر تم سب کو میری ہی طرف پلٹنا ہے۔ اس وقت میں بتا دوں گا کہ تم کیسے اعمال کرتے رہے ہو۔“

جہاں تک رفاقت کا تعلق ہے تو ان کے ساتھ رہو اور ان سے نرمی کا برتاؤ کرو۔ ان کی تکلیفوں کو اسی طرح برداشت کرو جس طرح انہوں نے تمہاری برداشت کی تھیں جب تم کم سن تھے اور جو وافر غذا اور کپڑے تمہیں اللہ تعالیٰ نے عطا کئے ہیں انہیں اپنے والدین سے چھپا کر نہ رکھو۔ نہ ان کی طرف سے اپنا منہ پھیرو اور نہ اپنی آواز ان کی آواز سے بلند کرو۔ ان کی عزت کرنا اللہ تعالیٰ کے حکم کا ایک حصہ ہے۔ ان کے ساتھ تمیز سے گفتگو کرو اور مہربانی سے پیش آؤ۔ اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کا انعام ضائع ہونے نہیں دیتا۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

انکساری (فصل نمبر ۳۲)

انکساری ہر بیش بہا اور معزز رتبہ اور اعلیٰ منصب میں شامل رہتی ہے۔ اگر انکساری کے پاس ایسی زبان ہوتی جسے لوگ سمجھتے تو وہ ان حقائق کے بارے میں گفتگو کرتی جو امور کے انجام میں مخفی ہوتے ہیں۔ جو کام بھی اللہ کیلئے اور اللہ کے تعلق سے کیا جائے وہ انکساری ہے۔ اس کے برخلاف ہر چیز فریب ہے۔ جو کوئی اللہ کے آگے عاجز بن کر رہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنے کئی بندوں سے زیادہ اعزاز عطا کرے گا۔ عاجز لوگوں کو پہچاننے کیلئے نشانیاں ہیں۔ جب ان میں سے ایک سے انکساری کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا ''اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ سچائی کے آگے جھک جائیں اور اسی کی پیروی کریں چاہے آپ نے یہ بات ایک بچے سے سنی ہو۔'' تکبر کی کئی قسمیں ہیں جو انسان کو علم کے استعمال، اس کی قبولیت اور اس کی پیروی کرنے سے روکتی ہیں۔ اس بارے میں کئی ایسے اشعار بھی ہیں جن میں مغرور کی ملامت کی گئی ہے۔ انکسار کرنے والوں کی علامتوں کو عالم بالا میں فرشتے اور زمین میں عارف پہچانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ بَيْنَهُمَا حِجَابٌ وَ عَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِيمَاهُمْ (۴۶۔۷)

ترجمہ: ''ان دونوں گروہوں کے درمیان ایک اوٹ حائل ہوگی جس کی بلندیوں پر کچھ اور لوگ ہوں گے یہ ہر ایک کو اس کے قیافہ سے پہچانیں گے۔''

دوسری جگہ فرمایا ہے:

مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ لا اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ (۵۴۔۵)

ترجمہ: ''اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھرتا ہے (تو پھر جائے) اللہ اور بہت سے لوگ ایسے پیدا کردے گا جو اللہ کو محبوب ہوں گے اور اللہ ان کو محبوب ہوگا جو مومنوں پر نرم اور کفار پر سخت ہوں گے۔''

Marfat.com

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقَاکُمْ

ترجمہ: ''درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔''

فَلَا تُزَکُّوا اَنْفُسَکُمْ (۳۲۔۵۳)

ترجمہ: ''اپنے نفس کی پاکی کے دعوے نہ کرو۔''

انکساری کی جڑ اللہ کے جاہ و جلال، خوف اور عظمت سے پیدا ہوتی ہے۔ عبادت کا ہر وہ فعل جو انکساری کے بغیر ادا کیا جائے اسے اللہ نہ پسند کرتا ہے اور نہ قبول کرتا ہے۔ انکساری کا صحیح مفہوم کوئی نہیں جان سکتا ہے۔ سوائے اللہ کے ان بندوں کے جو اللہ کی وحدانیت کے قریب اور اس کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا وَ اِذَا خَاطَبَھُمُ الْجَاھِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا ○ (۶۳۔۲)

ترجمہ: ''رحمٰن کے (اصلی) بندے وہ ہیں جو زمین پر نرم چال چلتے ہیں اور جاہل ان کے منہ آئیں تو کہتے ہیں کہ تم کو سلام۔''

اللہ نے اپنی مخلوق کے عظیم ترین فرد اور لوگوں کے مالک یعنی محمد (ﷺ) کو منکسر المزاج بننے کیلئے فرمایا۔

وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ (۸۸۔۱۵)

ترجمہ: ''اور اپنے بازو ایمان والوں کیلئے جھکائے رکھیے۔''

انکساری سے اطاعت، خوف خدا اور پارسائی پیدا ہوتے ہیں۔ انکساری کے اندر سے یہ ساری خوبیاں ظاہر ہوتی ہیں۔ صحیح اور بے عیب شرافت صرف انہی کو عطا ہوتی ہے جو اللہ کے آگے منکسر بن کر رہتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

جہالت (فصل نمبر ۳۳)

جہالت ایک ایسا طرز عمل ہے جس کی ترکیب کا تعلق اسی دنیا سے ہے۔ جب یہ آگے بڑھتی ہے تو اندھیرا ہو جاتا ہے اور جب پیچھے ہٹتی ہے تو روشنی ہو جاتی ہے۔ بندہ اس کے ساتھ اسی طرح ڈولتا رہتا ہے جس طرح سورج کے ساتھ سائے ڈولتے رہتے ہیں۔ کیا تم نے انسان کو نہیں دیکھا؟ بعض مرتبہ آپ دیکھیں گے کہ انسان اپنی خوبیاں جانے بغیر ان کی تعریف کرتا ہے اور دوسروں کی غلطیاں نکال کر ان پر تنقید کرتا ہے۔ بسا اوقات ایک شخص اپنی فطرت کو پہچانتے ہوئے اس کی تنقید کرتا ہے اور دوسروں میں انہی خاصیتوں کی تعریف کرتا ہے۔ یہ شخص تحفظ اور مایوسی کے درمیان ڈولتا رہتا ہے۔ اگر اسے سچائی اور تحفظ مل جائیں تو وہ صحیح رہتا ہے اور اگر اس کا سامنا بے پرواہی اور بے وفائی سے ہو جائے تو پھر وہ غلطیاں کرنے لگے گا۔ جہالت کی تشریح یہ ہے کہ انسان اپنے حاصل کردہ علم سے مطمئن رہے اور اسی پر اکتفا کرے۔ علم کی تشریح یہ ہے کہ انسان اپنے علم کی سطح بلند کرنے کی کوشش کرتا رہے اور اللہ کے کرم اور رہنمائی کی دعا کرتا رہے۔ جاہل آدمی کی سب سے گھٹیا خاصیت یہ ہے کہ وہ اپنے ایسے علم کا دعویٰ کرتا ہے جسکا وہ اہل نہیں اور اسکی عام خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنے سے خود بھی بے خبر رہتا ہے اور اس کی جہالت کا انتہائی پہلو علم کی تردید ہے۔ تمام جاہل لوگ ایک جیسے ہوتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

خورد و نوش (فصل نمبر ۳۴)

ہر حالت میں اور تمام لوگوں کیلئے تھوڑا کھانا قابل تعریف بات ہے کیونکہ یہ ظاہری اور داخلی صحت کیلئے فائدہ مند ہے۔ خورد و نوش اس وقت قابل تعریف ہے جب وہ ضرورت کیلئے ہو یا فراوانی کے وقت مستقبل کیلئے اہتمام کا ذریعہ بنے یا غذائیت حاصل کرنے کیلئے ہو۔ صرف ضرورت کے وقت کھانا پاکیزہ لوگوں کا وصف ہے۔ آئندہ کیلئے اہتمام کے طور پر کھانا محتاط لوگوں کا سہارا ہے۔ فراوانی کے وقت کھانا بھروسہ کرنے والوں کا کام ہے اور صرف غذائیت کیلئے کھانا مومنوں کی خاصیت ہے۔

مومن کے دل کیلئے بسیار خوری سے زیادہ کوئی اور چیز نقصان دہ نہیں کیونکہ اس سے دو چیزیں ظاہر ہوتی ہیں۔ دل کی سختی اور خواہشات کا زور۔ ایمان والوں کیلئے بھوک ایک مسالہ ہے روح کی غذا، دل کی خوراک اور جسم کیلئے صحت ہے۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: ''آدم کا بیٹا اپنے پیٹ سے زیادہ برا کوئی اور ظرف نہیں بھرتا ہے۔''

حضرت داؤد نے فرمایا: ''اپنے کھانے میں سے ایک لقمہ چھوڑ دینا مجھے بیس راتوں کی عبادت سے زیادہ پسند ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن ایک پیٹ بھرنے کیلئے کھانا کھاتا ہے اور منافق سات کیلئے۔'' آنحضرت ﷺ نے دوسری جگہ فرمایا: ''تف ہے ان لوگوں پر جو اپنی دو جگہوں پر اتراتے ہیں۔'' جب آپ سے پوچھا گیا کہ یہ جگہیں کون سی ہیں تو آپ نے جواب دیا: پیٹ اور آلہ تناسل۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: دل کیلئے سختی سے زیادہ بری کوئی اور بیماری نہیں ہے اور روح کسی شے سے اتنی کمزور نہیں ہوتی جتنی کہ بھوک کے فقدان سے ہوتی ہے۔ یہ دستبرداری اور مایوسی کے دو پھندے ہیں۔''

☆☆☆☆☆

Marfat.com

غیبت (فصل نمبر ۳۵)

شیطان اپنی سرگوشیوں سے اللہ تعالیٰ کے بندوں پر اس وقت قابو پا سکتا ہے جب وہ اللہ کی یاد سے کنارہ کش ہو کر مغرور ہو جاتے ہیں اور اللہ کے ممنوعات سے بیزاری کا اظہار کرنے لگتے ہیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے ہر راز سے واقف ہے۔ عقل کی خفیہ اجازت سے غیبت دل کے بیرونی حصہ سے برآمد ہوتی ہے اور انسان کی اپنی فطرت اسے سہارا دیتی ہے۔ غیبت جب ایک مرتبہ دل میں جگہ بنا لے تو پھر انسان کے پاس نادانی، گمراہی اور بے اعتقادی ہی باقی رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے لطیف انداز میں اپنے بندوں کو شیطان کی دشمنی کے بارے میں بتایا ہے:

اِنَّ الشَّیطَانَ لَکُم عَدوٌّ فَاتَّخِذُوہُ عَدُوًّا (۶۔۳۵)

ترجمہ: ''بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے دشمن سمجھو۔''

تم اس کے ساتھ اسی آدمی کی طرح رہو جو چرواہے کے کتے کے قریب تو کھڑا ہوتا ہے لیکن کتے کو اپنے سے دور رکھنے کیلئے کتے کے مالک سے مدد کی درخواست بھی کر سکتا ہے۔ یہی ماجرا ہوتا ہے جب شیطان تمہارے کان میں سرگوشی کرنے لگتا ہے تاکہ تمہیں صراط مستقیم سے ہٹا دے اور اللہ کی یاد تمہارے دل سے محو کر دے۔ ایسے میں تم اپنے مالک اور اس کے مالک کی پناہ مانگو۔ اللہ ہی دروغ گوئی کیخلاف صداقت کا دفاع کرے گا اور مظلوم لوگوں کی مدد کرے گا کیونکہ اس نے فرمایا ہے:

اِنَّہُ لَیسَ لَہُ سُلطَانٌ عَلَی الَّذِینَ آمَنُوا وَ عَلٰی رَبِّھِم یَتَوَکَّلُونَ (۹۹۔۱۶)

ترجمہ: ''بیشک وہ ان پر قابو نہیں پا سکتا جو ایمان لائے اور اپنے رب پر ہی بھروسہ رکھتے ہیں۔ بیر اانسان یہ کام اسی وقت کر سکتا ہے جب وہ ہمیشہ چوکس رہے۔ خلوص سے خدمت گزاری کرے، عالم الغیب سے ڈرتا ہے اور ذکر الٰہی تیز تر کر کے شیطان کے آنے اور اس کی سرگوشی کے طریق کار کو پہچان لے۔

تاہم جو شخص اپنا وقت غور و خوض میں گزارنے سے غفلت کرتا ہے وہ بلاشبہ شیطان کا شکار

Marfat.com

بنے گا۔ شیطان ایسے شخص کی ذات کے ساتھ کیا کرتا ہے اسے دیکھ کر سبق حاصل کرنا چاہیے۔ وہ اس شخص کو گمراہی، مکاری اور سرکشی کی طرف لے جاتا ہے اور فریب دے کر اس کے اعمال اسکی عبادت اور اس کی بصیرت کو اس کی نظر میں پسندیدہ بنا دیتا ہے۔

ایسے شخص کے ساتھ شیطان کے شوخ برتاؤ کے نتیجہ میں اس شخص کے علم، عرفان اور استدلال کی صلاحیت پر ہمیشہ کیلئے پھٹکار پڑ جاتی ہے۔ تاہم جو لوگ غافل نہیں ہیں ان پر شیطان قابو نہیں پا سکتا۔ لہٰذا اللہ کی مضبوط رسی کو تھامے رکھو جس کا مطلب ہے کہ اللہ کی پناہ مانگتے رہو اور ہر سانس میں اللہ کی ضرورت محسوس کرتے رہو۔ جب شیطان تمہاری نظروں میں اطاعت کے تمہارے اعمال خوش نما بنا کر دکھائے تو دھوکا نہ کھا جانا۔ اگر وہ تمہارے لئے بھلائی کے ننانویں دروازے کھولتا ہے تو فقط اس لئے کہ سواں دروازہ کھول کر تمہیں مغلوب کر لے۔ لہٰذا اس کی مخالفت کرو اس کا راستہ بند کر دو اور اس کے افسوں کو رد کر دو۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

تکبر (فصل نمبر ۳۶)

تکبر کے تصور میں خودنمائی کے وہ سارے پہلو شامل ہیں جو ان لوگوں میں پائے جاتے ہیں جو اپنے اعمال پر فخر کرتے ہیں لیکن یہ نہیں جانتے کہ ان کا انجام کیا ہوگا۔ جو شخص بھی اپنے اوپر اور اپنے اعمال پر فخر کرے گا وہ صحیح راستے سے بھٹک گیا ہے اور مطالبہ اس چیز کا کرتا ہے جو اس کی نہیں ہے۔ جو شخص کسی ایسی چیز کا مطالبہ کرے جس پر اس کا کوئی حق نہیں تو وہ دروغ گو ہے چاہے وہ اپنے مطالبہ کو مدت مدید تک چھپائے رکھے۔ پہلی چیز جو مغرور انسان کو پیش آتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کی فخر یہ شے اس سے چھین لی جاتی ہے تاکہ اسے معلوم ہو سکے کہ وہ قابل نفرت اور نااہل ہے اور اس کی گواہی وہی شے دے گی اور اس کیخلاف یہی ایک مسلم ثبوت ہوگا۔ یہی ماجرا ابلیس کے ساتھ بھی ہوا تھا۔

تکبر ایک ایسا پودا ہے جس کا بیج بے اعتقادی‘ جس کی زمین منافقت اور جس کا پانی عدول حکمی ہے۔ اس کی شاخیں جہالت‘ اس کے پتے گمراہی اور اس کے پھلوں پر ہمیشہ جہنم میں رہنے کی لعنت ہے۔ جس شخص نے تکبر کا انتخاب کیا وہ بے اعتقادی بوتا ہے اور منافقت کاشت کرتا ہے۔ ایسے درخت میں لازماً ایسے ہی پھل لگیں گے اور وہ شخص انجام کار جہنم میں جائے گا۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

سخاوت (فصل نمبر ۳۷)

سخاوت پیغمبروں کی فطرت کا حصہ اور ایمان کا پشتہ ہے۔ کوئی شخص جب تک سخی نہ ہو وہ ایماندار نہیں ہو سکتا۔ اسے یقین بھی ہونا چاہیے اور عالی ہمت بھی کیونکہ سخاوت یقین کے نور کی ایک کرن ہے۔ جو اپنے مقصد سے واقف ہوتا ہے اس کیلئے کوشش کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے دوست کا میلان فطرتاً سخاوت کی طرف ہوتا ہے۔'' اللہ کے محبوب ہر اس شخص کو سخاوت عطا ہوتی ہے جس کو اس دنیا میں بہت کم دستیاب ہوتا ہے۔ سخاوت کی ایک نشانی دنیا کی دولت سے بے نیازی ہے اور دولت کے مالک سے لاتعلقی ہے۔ خواہ اس کا مالک مومن ہو یا کافر، اطاعت گزار ہو یا باغی، شریف ہو یا کمینہ یا جو کوئی بھی ہو۔ سخی آدمی خود بھوکا رہ کر دوسروں کو کھانا کھلاتا ہے اور خود ننگا رہ کر دوسروں کو کپڑے پہناتا ہے۔ وہ دوسروں کو تو دیتا ہے مگر دوسروں کے تحائف لینے سے انکار کرتا ہے۔ اس بات سے ان کی تعریف تو ہوتی ہے لیکن وہ خود اپنی تواضع سے دوسروں کو زیر بار نہیں کرتے۔ اگر اس کو پوری دنیا بھی مل جائے تب بھی وہ خود کو اس دنیا میں ایک اجنبی محسوس کرتا ہے۔ اگر وہ ایک گھنٹے میں پوری دنیا اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف کر دے تو یہ کام اس کو ناگوار نہیں گزرے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سخی آدمی اللہ تعالیٰ سے قریب، لوگوں سے قریب، جنت سے قریب اور جہنم سے دور ہوگا۔ تاہم بخیل شخص اللہ سے دور، جنت سے دور اور جہنم سے قریب ہوگا۔'' صرف وہی شخص سخی کہا جا سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اور اللہ تعالیٰ کی خاطر سے خرچ کرتا ہے چاہے وہ روٹی کا ایک ٹکڑا ہو یا پانی کا ایک گھونٹ۔ رسول پاک ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ''سخی آدمی اپنے اثاثہ سے سخاوت کرتا ہے اور اس کے ذریعہ اللہ کا چہرہ دیکھنے کی آرزو رکھتا ہے۔ جہاں تک ایسے شخص کا تعلق ہے جو سخی ہونے کا ڈھونگ رچاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بغاوت کرتا ہے وہ اللہ کے غضب اور غصے کا وصولی ہوگا۔ جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے برخلاف اپنی خواہش کے مطابق خود اپنے ساتھ بھی انتہائی کنجوسی کرے گا تو بھلا دوسروں کے ساتھ اس کا برتاؤ کیا ہوگا؟ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَ اَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ (۱۳۔۲۹)

Marfat.com

ترجمہ : "اور یقیناً اپنے بوجھ وہ آپ اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ اور بوجھ"

رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "آدم کا بیٹا چلاتا ہے میری جائیداد میری جائیدا! میری دولت میری دولت!" او بد بخت جس وقت خدائی راج تھا اس وقت تم کہاں تھے۔ بلاشبہ تم موجود نہیں تھے؟ جو تم کھاتے ہو اور ہضم کرتے ہو یا جو تم پہنتے ہو اور پھاڑتے ہو یا جو تم خیرات کرتے ہو اور آخر میں کماتے ہو تو کیا ان سے زیادہ بھی کوئی اور چیز ہے؟ انہی چیزوں پر یا تو تم پر رحم کیا جائے گا یا تمہیں سزا دی جائے گی۔ لہٰذا اپنی عقل استعمال کرو اور یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ اپنی جائیداد سے زیادہ تمہیں دوسروں کی جائیداد کی خواہش نہیں ہونی چاہیے۔ امیر المومنین نے فرمایا: "جو تم نے دے دیا وہ ان کی قسمت میں تھا جو اب اس کے مالک ہیں۔ جو تم نے روک رکھا ہے وہ وارثوں کا حصہ ہے اور جو کچھ تمہارے پاس اس وقت موجود ہے اس پر تمہاری کوئی قدرت نہیں سوائے اس کے کہ اس کی وجہ سے تم مغرور بن جاؤ۔ تم اس دنیا کے حصول کیلئے اور مطالبے کرنے میں کس قدر جدوجہد کرتے ہو۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ خود کو مفلس بنا کر دوسروں کو مالا مال کر دو؟"

☆☆☆☆☆

Marfat.com

اپنا احتساب (فصل نمبر ۳۸)

اگر کسی شخص کو احتساب پر آمادہ کرنے کیلئے کوئی اور چیز نہ ملے تو کم از کم اس کو اس بات کی شرمندگی تو لازماً ہوگی کہ اسے اللہ کے حضور پیش کیا جائے گا اور اس کے رازوں سے پردہ اٹھا کر اسے رسوا کیا جائے گا۔ اس تصور ہی سے انسان چاہے گا کہ کسی عمارت میں پناہ لینے کے بجائے خود کو کسی پہاڑ کی چوٹی سے نیچے گرا دے۔ وہ صرف اپنی زندگی کی خاطر کھائے گا' پیئے گا اور سوئے گا۔ اُسی طرح کا ہو جائیگا۔ وہ اپنے دل میں اُس وقت کا خیال کریگا جب وہ قیامت کی سختیوں اور ہیبت کو دیکھے گا تو اس کا طرزِ عمل جابر مطلق کے حضور میں کھڑا ہوگا اور اپنے اعمال کا حساب دے رہا ہوگا تو ایسا لگے گا جیسے نزع کے عالم میں اس سے سوال جواب کیا جا رہا ہے۔ اللہ نے فرمایا:

وَ اِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَ كَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ (۴۷۔۲۱)

ترجمہ: ''اور اگر کوئی عمل رائی کے دانے برابر بھی ہو تو ہم اسے لے آئیں گے اور ہم کافی ہیں حساب کرنے کو۔''

ایک امام نے فرمایا: ''اس سے پہلے کہ تمہیں حساب چکانے کیلئے طلب کیا جائے تم خود اپنا احتساب کرلو۔ اس سے پہلے کہ ان کا وزن کیا جائے تم خود شرمندگی کی خوف کے معیار پر اپنے اعمال کو تول لو۔''

ابوذر نے فرمایا: ''جنت کا وسیلہ موت ہے اور جہنم کا وسیلہ بھی یہی ہے۔ تعجب ہے کہ انسان کی ذات دو اموات کے درمیان زندگی گزارتی ہے۔''

روایت ہے کہ حضرت یحییٰ ساری رات جنت اور جہنم کے بارے میں غور و فکر کیا کرتے تھے یہاں تک کہ ان کی ساری رات جاگتے ہوئے گزرتی تھی اور وہ سوتے نہیں تھے۔ پھر صبح کو وہ یہ کہتے تھے: ''یا اللہ ہم بھاگ کر کہاں جائیں؟ ہم کہاں قیام کریں؟ یا اللہ ہم آپ ہی کی طرف بھاگ کر آ سکتے ہیں۔''

☆☆☆☆☆

Marfat.com

نماز کی ابتداء (فصل نمبر ۳۹)

جب تم قبلہ کی طرف اپنا رخ کرو تو تمہیں اس دنیا سے اس میں شامل چیزوں اور لوگوں کے مشاغل سے بددل ہو جانا چاہیے۔ اپنے دل کو مصروفیات سے خالی کر دو مبادا یہ تمہاری توجہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہٹا دیں۔ اپنے باطن سے اللہ کی عظمت کا ادراک کرو اور یاد رکھو کہ تم اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہو گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

هُنَالِكَ تَبْلُوا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ وَ رُدُّوْا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰهُمُ الْحَقِّ (۳۰_۱۰)

"اور یہاں ہر نفس اس میں مبتلا ہوگا جو اس سے آگے بھیجا تھا اور وہ اللہ کی طرف لوٹائے جائیں گے جو ان کا سچا مولیٰ ہے۔"

خوف اور امید کے قدم پر کھڑے رہو۔ جب تم تکبیر کہو تو عالم بالا اور زمین کے درمیان ہر چیز کی تخفیف کر دو کیونکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی شان و شوکت کے تلے ہیں۔ تکبیر کے وقت اللہ جب اپنے بندے کے دل پر نظر ڈالتا ہے اور یہ دیکھتا ہے کہ اللہ کی عظمت بیان کرنے میں کوئی چیز مزاحمت کر رہی ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اے دروغ گو کیا تم مجھے دھوکا دینے کی کوشش کر رہے ہو؟"

اپنی قوت اور جاہ و جلال سے میں اپنی یاد کی مٹھاس تم سے چھین لوں گا اور اپنی قربت اور اپنے راز و نیاز کی مسرت سے تمہیں محروم کروں گا۔

آگاہ رہو کہ اللہ تعالیٰ کو تمہاری خدمت کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ تم سے تمہاری عبادت اور تمہاری التجا سے بے نیاز ہے۔ وہ اپنے کرم سے تمہیں طلب کرتا ہے تاکہ تم پر رحم کیا جائے اور تمہیں سزا سے دور رکھا جائے۔ اپنے فضل کی کچھ نعمتیں تمہیں عطا کی جائیں۔ اپنی رضا کے راستے کی جانب تمہاری رہنمائی کی جائے اور تمہارے لئے اللہ کی مغفرت کا دروازہ کھول دیا جائے۔ وہ تمام اشیاء جو اللہ تعلیٰ اس کائنات میں مسلسل تخلیق کر رہا ہے اگر مل کر اللہ کو مسترد کر دیں یا اسکے تابع رہنا چاہیں تو یہ دونوں حالتیں اللہ کیلئے برابر ہیں۔ مخلوقات کی عبادت سے اپنی سخاوت اور قوت کے مظاہرہ کے علاوہ اللہ کو اور کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے۔

لہٰذا انکساری کو اپنا لبادہ اور نا اہلی کو اپنی ردا بنا لو۔ اللہ تعالیٰ کے اقتدار تلے آجاؤ اور مالک الملک کی سخاوتوں سے فیضیاب ہوتے رہو۔ اس کی مدد طلب کرتے رہو اور اس کی معاونت کیلئے ہمیشہ دعا کرتے رہو۔

Marfat.com

نماز میں رکوع (فصل نمبر ۴۰)

اللہ کا بندہ جب رکوع میں جاتا ہے تو اللہ اس پر اپنے نور کی روشنی اور اپنی عظمت کا سایہ ڈال دیتا ہے اور اپنی پاکیزگی کا لباس اسے پہنا دیتا ہے۔ رکوع پہلے اور سجدہ بعد میں ہوتا ہے۔ رکوع میں ادب ہے اور سجدہ میں اللہ تعالیٰ کی قربت۔ جو کوئی ادب میں اچھا نہیں ہے وہ قربت کیلئے بھی موزوں نہیں۔ لہٰذا رکوع میں اس طرح جھکو جیسے کہ تم اللہ تعالیٰ کے آگے عاجز اور اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کی طاقت سے خوفزدہ ہو اور اللہ تعالیٰ کے آگے اپنے اعضاء کو خوف اور الم کی حالت میں پیش کرو تا کہ تم سے وہ فوائد چھوٹ نہ جائیں جو دوسرے جھکنے والے حاصل کر رہے ہیں۔

روایت ہے کہ ربیع ابن خطیم ساری رات جاگ کر صبح تک صرف ایک رکوع میں رہا کرتے تھے اور جب صبح ہوتی تو آہ بھر کر کہتے "افسوس کہ مخلص سبقت لے گئے اور ہم پیچھے رہ گئے۔" اپنی پیٹھ سیدھی رکھ کر مناسب طریقے سے رکوع کرو۔ اپنی آرزوؤں سے کنارہ کش ہو کر اللہ تعالیٰ کی خدمت کیلئے کھڑے ہو جاؤ' تاہم یہ کیفیت اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ اپنے دل کو شیطان کی سرگوشیوں' چالوں اور فریب سے دور رکھو۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا مقام ان کی انکساری کے مطابق بلند کرے گا۔ اللہ کی عظمت سے ان لوگوں کے باطنی وجود جس قدر آشنا ہوں گے اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ ان کی رہنمائی کرے گا۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

نماز میں سجدہ (فصل نمبر ۴۱)

ایک شخص جو صدق دل سے سجدہ کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو کبھی نہیں بھولے گا چاہے وہ اپنی پوری زندگی میں صرف ایک سجدہ ہی کرے لیکن ایسا شخص جو اس حالت میں اللہ تعالیٰ کا خیال ترک کر دے وہ کبھی بامراد نہیں ہوسکتا۔ وہ ایسے شخص کی طرح ہے جو خود کو دھوکا دے رہا ہے اور اپنی غفلت سے ابدی مسرت اور اگلی زندگی کی ان آسانیوں کو بھول گیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ساجدین کیلئے تیار کی ہیں۔

جو شخص احسن طریقہ سے سجدہ کرتا ہے وہ کبھی اللہ تعالیٰ سے دور نہیں رہتا جبکہ وہ شخص جو بے ادب اور اللہ تعالیٰ کے احترام سے غافل ہے اور جس کا دل سجدہ کی حالت میں بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور چیز میں لگا رہتا ہے وہ اللہ کے قریب کبھی نہیں آسکتا۔ لہٰذا تم سجدہ ایسے شخص کی طرح کرو جو خود کو ذلیل سمجھتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ اس کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے جس پر لوگ چلتے پھرتے ہیں اور یہ کہ اس کو نطفہ سے وضع کیا گیا ہے جسے ہر شخص ناپاک سمجھتا ہے اور یہ کہ اس کو زندگی عطا ہوئی ہے جبکہ وہ موجود نہیں تھا۔

اللہ تعالیٰ نے سجدہ کو ایک ایسا موقع قرار دیا ہے جس کے ذریعہ انسان اپنے دل، باطن اور روح سے اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل کرسکتا ہے۔ جو کوئی اللہ تعالیٰ کے قریب جانے لگتا ہے وہ اللہ کے علاوہ ہر چیز سے دور ہوتا جاتا ہے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ اپنی ظاہری حالت میں سجدے اس وقت تک کامل نہیں ہوتے جب تک آپ کے ذہن سے ہر چیز غائب نہ ہوجائے اور ہر چشم دید چیز پر پردہ نہ پڑ جائے؟ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہمارا باطنی وجود اسی طرح ہوجائے۔ اگر نماز میں کسی کا دل اللہ کے علاوہ کسی اور شے کی طرف مائل ہو تو وہ شخص اسی شے کے قریب ہوگا اور اس حقیقت سے بہت دور ہوگا جو اللہ تعالیٰ اپنی عبادت میں چاہتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ (۴۔۳۳)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کے سینے میں دو دل نہیں بنائے۔''

رسول پاک ﷺ نے بیان فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب میں ایک بندے کے دل پر

Marfat.com

نظر ڈالتا ہوں تو مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ میری خاطر پر خلوص محبت اور اطاعت کرتا ہے اور میری خوشنودی طلب کرتا رہتا ہے۔ ایسے (بندہ) کو میں اپنی تحویل میں لے لیتا ہوں اور اپنے سے قریب کر لیتا ہوں۔ اپنی نماز میں جس شخص کا دھیان میرے علاوہ کسی اور طرف ہوتا ہے تو سمجھو کہ وہ اپنا مذاق خود اڑا رہا ہے اور اس کا نام محروم لوگوں کی فہرست میں لکھا گیا ہے۔"

☆☆☆☆☆

Marfat.com

تشہد (فصل نمبر ۴۲)

تشہد دراصل اللہ تعالیٰ کی حمد ہے۔ اپنے باطنی وجود سے اللہ کے بندے بن جاؤ اور اپنے اعمال میں اللہ تعالیٰ کے آگے خوفزدہ اور عاجز بن کر رہو کیونکہ تم اپنے قول اور دعویٰ سے ہی اللہ کے بندے ہو۔ اپنی زبان کی صداقت کو اپنے باطنی وجود کی خالص صداقت کے ساتھ جوڑ دو۔

اللہ تعالیٰ نے تمہیں غلام تخلیق کیا ہے اور تمہیں حکم دیا ہے کہ اپنے دل، اپنی زبان اور اپنے اعضاء سے اس کی عبادت کرو۔ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی سرداری مان کر اپنی غلامی کا اقرار کرو۔ آگاہ رہو کہ تخلیق کے سارے ذرائع اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ اللہ کی قدرت اور مرضی کے ماسوا مخلوقات کے پاس نہ تو سانس ہے اور نہ نظر۔ اللہ تعالیٰ کی اجازت اور مرضی کے بغیر اس کی سلطنت میں مخلوقات کوئی معمولی چیز بھی نہیں بنا سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ رَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَ يَخْتَارُ ؕ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ؕ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ تَعَلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (۲۸۔۶۸)

ترجمہ: "اور تمہارا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور اس کو پورا اختیار ہے۔ ان کا کچھ اختیار نہیں۔ اللہ کی ذات پاک اور برتر ہے ان کے شرک سے۔"

لہٰذا اللہ کے غلام بنے رہو اور اپنی گفتار اور اعلانات میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہو اور اپنی زبان کی صداقت کو اپنے باطنی وجود کی پاکیزگی کے ساتھ جوڑ لو کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی نے تمہیں تخلیق کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اتنا قوی اور پرشکوہ ہے کہ اس کی مرضی اور اس کے اختیار کے بغیر کوئی شخص اپنی مرضی یا اختیار کا مالک نہیں بن سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت پر راضی رہ کر اپنی غلامی نباہ دو اور عبادت کے ذریعہ اس کے احکامات کی تعمیل کرو۔

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس کے محبوب محمد ﷺ پر درود بھیجو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ محمد (ﷺ)

ترجمہ: لہٰذا اللہ کی عبادت کے ساتھ محمد (ﷺ) کے درود کو اللہ کی اطاعت کے ساتھ

Marfat.com

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کو اور اللہ کی شہادت کے ساتھ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شہادت کو شامل کرلو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے تقدس کا احترام کرنے سے غافل ہو کر ان پر درود بھیجنے کے فوائد سے محروم ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا ہے کہ وہ تمہاری مغفرت کیلئے دعا کریں اور تمہاری سفارش کریں جبکہ تم ان فرائض اور ممنوعات کی تعمیل کر رہے ہو اور ان سنتوں اور آداب پر کاربند ہو جو رسول پاک کے ذریعہ انسان کو بتائے گئے ہیں۔ تمہیں علم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا کتنا عظیم مرتبہ ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

سلام (فصل نمبر ۴۳)

نماز کے اختتام پر سلام کا مطلب ہے تحفظ یعنی جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کے آگے انکساری اور خوف سے اللہ کے حکم کی اور اس کے پیغمبر کی سنت پر عمل کرتا ہے اس کو اس دنیا کی مصیبتوں سے تحفظ ملتا ہے اور اگلی دنیا میں سزا سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ "السلام" اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو عطا کیا ہے تا کہ وہ اس کو اپنے برتاؤ میں، اپنی امانتوں اور معاہدوں میں، اپنی صحبتوں اور مجلسوں میں اور سماجی تعلقات کو درست بنانے میں استعمال کریں۔

اگر تم اس سلام کو اس کی مناسب جگہ پر رکھنا اور اس کے مطلب کی پوری طرح تعمیل کرنا چاہتے ہو تو پھر اللہ سے ڈرتے رہو اور اپنے ایمان کو اپنے دل کو اور اپنی عقل کو درست رکھو۔ اپنے باغیانہ اعمال سے انہیں داغ دار نہ کرو۔ تمہارے سرپرستوں کو تم سے محفوظ رہنا چاہیے اور اپنے برے برتاؤ سے ان کو اپنے دوستوں اور اپنے دشمنوں کو نہ تو تنگ کرو اور نہ انہیں بے زار اور برگشتہ کرو۔ اگر کسی کے قرابت دار اس سے محفوظ نہیں ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جو لوگ اس سے جتنی دور ہوں گے وہ زیادہ محفوظ رہیں گے۔ جو شخص ایسے موقع پر سلام پیش نہیں کرتا جہاں اسے پیش کرنا چاہیے تھا تو گویا اسے نہ اطمینان نصیب ہے نہ اطاعت۔ وہ شخص اپنے سلام میں جھوٹا ہے چاہے وہ اسے لوگوں سے ملاقات میں استعمال کرے۔

آگاہ رہو کہ اس دنیا میں انسان کی زندگی آزمائشوں اور مصیبتوں کے درمیان گزرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کبھی انسان کی آزمائش نعمتوں سے کرتا ہے تا کہ اس کی شکر گزاری دیکھے اور کبھی سختیوں سے کرتا ہے تا کہ یہ دیکھے کہ آیا وہ شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے میں استقلال اور شرافت دکھاتا ہے یا اللہ سے باغی ہو کر رسوا ہو جاتا ہے۔ اللہ کے لطف و کرم کے سوائے اللہ کی خوشنودی اور عنایت حاصل کرنے کا کوئی اور راستہ نہیں ہے۔ اللہ کی اطاعت کا واحد ذریعہ اللہ کی عطا کردہ مقصد بر آری ہے۔ اللہ کی اجازت اور مہربانی کے بغیر اللہ تعالیٰ کے آگے کوئی سفارش نہیں کر سکتا۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

توبہ (فصل نمبر ۴۴)

توبہ اللہ کی رسی ہے اور اپنے بندوں کے متعلق اللہ کے اندیشوں کا سہارا ہے۔ بندوں کو چاہیے کہ وہ ہر حالت میں اپنی ندامت کا اظہار کرتے رہیں۔ بندوں کے ہر گروہ کا توبہ کیلئے اپنا طریق کار ہوتا ہے۔

پیغمبر اس وقت توبہ کرتے ہیں جب خارجی اشتعال انگیزی سے ان کا باطنی وجود بے چین ہو جاتا ہے جبکہ اولیاء (اللہ کے دوست) کی توبہ ان کے خیالات کی رنگت میں لطیف تبدیلی آنے سے ہوتی ہے۔ ہر دباؤ ڈالنے والی چیز کو خاموشی سے چھوڑنے کیلئے پاکیزہ لوگوں کی توبہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسری چیزوں میں مصروف رہنے پر شرفاء توبہ کیا کرتے ہیں اور عوام الناس اپنے غلط اعمال کی تلافی کیلئے توبہ کرتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کو اپنی توبہ کے سبب سے اور اس میں پوشیدہ نیت سے آگاہی ہوتی ہے لیکن یہاں اس کی وضاحت کیلئے کافی وقت درکار ہوگا۔

جہاں تک عام آدمی کی توبہ کا تعلق ہے تو وہ اپنے باطنی وجود کو تاسف کے پانی سے دھوتا ہے اور اپنے برے عمل کا ہمیشہ اقرار کرتا رہتا ہے اور اپنے کئے پر افسوس کرتا رہتا ہے اور اپنی باقی زندگی کے خیال سے ڈرتا رہتا ہے۔ وہ یہ کبھی نہیں سوچتا کہ اس کے غلط اعمال حقیر ہیں کیونکہ ایسی سوچ اسے کاہل بنا دے گی۔ اس کا مسلسل رونا اور جو کھویا ہے اس پر افسوس کرنا ہی ایک طرح کی عبادت ہے۔ اسے چاہیے کہ وہ دنیاوی خواہشات سے بچتا رہے۔ اور اپنی ندامت کے اظہار میں اللہ کی مدد طلب کرتا رہے تاکہ اس نے جو کچھ پہلے کیا تھا اسے دہرانے سے محفوظ رہ سکے۔ وہ جہالت اور عبادت کے درمیان اپنی تربیت کرتا ہے۔ وہ اپنی چھوڑی ہوئی ذمہ داریوں کو پورا کرتا ہے۔ مدد کے واسطے دوسروں کے بلاوے کا جواب دیتا ہے۔ بری صحبت ترک کرتا ہے، راتیں جاگ کر گزارتا ہے اور دن میں تشنہ رہتا ہے اور اپنے انجام کے بارے میں مسلسل سوچتا رہتا ہے اور اللہ کی مدد طلب کرتا رہتا ہے اور دعا کرتا رہتا ہے کہ اللہ اسے سہل اور مشکل حالات میں ثابت قدم رکھے اور آزمائشوں اور مصیبتوں میں مستحکم رکھے تاکہ وہ نادم لوگوں کی صف سے گرنے نہ پائے۔ یہی (افعال) اس کو اپنے غلط اعمال سے پاک کریں گے۔ اس کے علم میں اضافہ کریں گے اور اس کا رتبہ بلند کریں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُو وَلَيَعْلَمَنَّ تَكْذِبن الكاذِبِينَ (۲۹_۳)

ترجمہ: "اللہ کو تو یہ ضرور دیکھنا ہے کہ سچے کون ہیں اور جھوٹے کون۔"

Marfat.com

عزلت (فصل نمبر ۴۵)

جو شخص بھی دنیا سے عزلت کیلئے قدم اٹھاتا ہے اسے اللہ تعالیٰ مستحکم کرتا ہے اور اپنی سرپرستی سے اس کی حفاظت کرتا ہے۔ اس شخص کو کتنی خوشی ہوگی جس نے اللہ کی خاطر رازداری سے اور علانیہ طور پر سب کچھ چھوڑ دیا ہے۔ اس کام کیلئے اس کو صداقت اور جھوٹ کے درمیان محبت اور غربت میں تمیز کرنا چاہیے۔ سختی اور پرہیزگاری اختیار کرنی چاہیے۔ اور عزلت کے ہر موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ حتیٰ الامکان عبادت کرتے ہوئے بھی عبادت میں اپنی نااہلی دیکھ کر اسے اپنے اعمال کے انجام پر غور کرنا چاہیے۔ غرور ترک کر کے اور لاپرواہی کیے بغیر اللہ کا ذکر مسلسل کرتے رہنا چاہیے۔ کیونکہ لاپرواہی شیطان کی شکارگاہ، ہر مصیبت کی ابتداء اور اوہام چیز کی دلیل ہے۔ اس کو چاہیے کہ وہ اپنے گھر سے ہر وہ چیز نکال دے جس کی اسے فوری ضرورت نہیں ہے۔

حضرت عیسیٰ نے فرمایا: ''اپنے دل کی بالیدگی کیلئے اپنی زبان کی حفاظت کرو۔ اپنے گھر کو ضروریات تک محدود رکھو اور شان نہ دکھاؤ اور گھر میں وافر ساز و سامان نہ رکھو۔ اللہ کے آگے عاجز بن کر رہو اور اپنی غلطیوں پر آنسو بہاؤ۔ لوگوں سے اس طرح بھاگو جیسے تم شیر یا سانپ سے بھاگتے ہو۔ لوگ پہلے دوا تھے اور اب بیماری بن گئے ہیں۔ پھر جہاں چاہو اللہ سے مل سکتے ہو۔'' اور ربیع ابن خطیم نے کہا: ''اگر تم آج ایک ایسی جگہ تلاش کر سکو جہاں تم کسی کو نہیں جانتے اور نہ کوئی تمہیں پہچانتا ہے تو پھر یہیں رہ جاؤ۔''

تنہائی سے اعضاء کو تحفظ ملتا ہے، دل آزاد ہو جاتا ہے، حلال معاش نصیب ہوتا ہے، شیطان کے ہتھیار تباہ ہو جاتے ہیں، ہر برائی سے چھٹکارا اور دل کو آرام ملتا ہے۔ کوئی پیغمبر اور وصی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی زندگی کی ابتداء میں یا اختتام پر تنہائی کا انتخاب نہ کیا ہو۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

خاموشی (فصل ۴۶)

خاموشی ان لوگوں کی علامت ہے جو گزشتہ حقائق پر یقین رکھتے ہیں اور جن کے متعلق ''قلم'' نے پہلے ہی لکھ دیا تھا۔ یہ اس دنیا میں اور اگلی دنیا میں ہر سہارے کی چابی ہے۔ اس سے اللہ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔ احتساب کا بوجھ ہلکا ہوتا ہے اور خطاؤں اور غلطیوں سے تحفظ ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے جاہل کیلئے پردہ اور عالم کیلئے زینت بنایا ہے۔

خاموشی کے ذریعہ خواہشات نفس دور کئے جاسکتے ہیں اور اسی کے ساتھ آتے ہیں ضبط نفس' عبادت کی مٹھاس' سنگدلی کا خاتمہ' پرہیز گاری' پارسائی اور خوش تدبیری۔ لہٰذا ایسی گفتگو کرنے سے اپنی زبان پر تالہ ڈالو جو بہت ضروری نہیں ہے۔ خصوصاً اس وقت جب تمہیں بات کرنے کے قابل کوئی شخص نہ ملے۔ تاہم اللہ کے معاملات پر بات کرنے کی پابندی نہیں ہے۔

ربیع ابن خطیم ایک کاغذ اپنے سامنے رکھ لیا کرتے تھے جس پر وہ سارے دن کی باتیں تحریر کرتے تھے۔ رات کو وہ یہ دیکھتے تھے کہ انہوں نے اپنے مفاد میں یا اپنے خلاف کیا باتیں کی ہیں۔ پھر وہ کہتے تھے ''ارے خاموش تو بلاشبہ بچ گیا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی اپنے منہ میں کنکریاں ڈال لیا کرتے تھے۔ جب انہیں اللہ تعالیٰ سے یا اللہ کے متعلق یا اللہ کی خاطر کچھ کہنا ہوتا تو وہ کنکریاں منہ سے نکال لیتے تھے۔ کئی صحابہ سانس اس طرح لیتے تھے جیسا کوئی ڈوبنے والا شخص لیتا ہے اور بولتے اس طرح تھے جیسے کوئی بیمار بولتا ہے۔

لوگوں کی بربادی اور نجات کا انحصار گویائی اور خاموشی پر ہے۔ خوش قسمتی ان لوگوں کا حصہ ہے جنہیں غلط اور صحیح گفتگو کا اور خاموشی کے فوائد کا علم دیا گیا ہے کیونکہ یہ پیغمبروں کی صفات میں سے ایک صفت ہے اور منتخب لوگوں کی ایک امتیازی علامت ہے۔ جو کوئی گویائی کی قدر جانتا ہے وہ خاموشی کا ماہر ہوتا ہے۔ جب ایک مرتبہ کسی شخص پر خاموشی کی لطافتیں ظاہر ہوتی ہیں اور اس کے خزانے اسے سپرد کر دیئے جاتے ہیں تو اس کی گفتگو اور خاموشی دونوں عبادت بن جاتے ہیں۔ سوائے مالک الملک اور جابر مطلق کے اس عبادت کا کوئی اور محرم راز نہیں ہوتا۔

Marfat.com

عقل اور جوش (فصل نمبر ۴۷)

عقلمند انسان اپنی صحیح اور حق بجانب باتوں پر عمل بھی کرتا ہے۔ وہ جھوٹ سے کتراتا ہے اور اپنی گفتگو میں اس کی مخالفت کرتا ہے۔ وہ دنیا کو تو پیچھے چھوڑ جاتا ہے لیکن اپنے ایمان کو نہیں چھوڑتا۔

عقلمند انسان ہونے کا ثبوت دو چیزوں میں ہے: راست الفاظ اور درست افعال۔ عقلمند انسان ایسی بات کبھی نہیں کرتا جس کو عقل مسترد کر دے۔ نہ وہ شک وشبہ میں مبتلا ہوتا ہے اور نہ آزمودہ لوگوں کی مدد سے انکار کرتا ہے۔ علم اس کے افعال کی رہنمائی کرتا ہے۔ وہ معرفت کے یقین کے ساتھ جن راستوں پر چلتا ہے ان پر بردباری سارے وقت اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ جوش تاہم عقل کا دشمن، صداقت کا مخالف اور جھوٹ کا ساتھی ہوتا ہے۔ جوش کی طاقت دنیاوی خواہشات سے آتی ہے۔ ممنوعہ کام کرنے سے، ذمہ داریوں سے غفلت برتنے سے، سنت کو غیر اہم سمجھنے اور تفریحوں میں منہمک رہنے سے اس کا اولین مظاہرہ ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حسد (فصل نمبر ۴۸)

حاسد انسان جس شخص سے حسد کرتا ہے اسے نقصان پہنچانے سے پہلے خود کو گزند پہنچا تا ہے جیسا کہ ابلیس کے ساتھ ہوا تھا۔ اپنے حسد کی وجہ سے خود لعنتی ہو گیا جبکہ آدم نے منتخب ہو کر اور رہنمائی حاصل کر کے بلند مرتبہ حاصل کر لیا۔ لہٰذا حاسد ہونے کے بجائے ایسے انسان بن جاؤ جس سے حسد کیا جائے۔ کیونکہ حاسد کی سزا حسد کئے جانے والے شخص سے کہیں زیادہ بدتر ہوتی ہے۔ پس حسد کرنے سے حاسد کو کیا فائدہ پہنچتا ہے اور جس سے حسد کیا جا رہا ہے اسے حسد سے کیا نقصان پہنچتا ہے؟ حسد کی جڑ دل کی بے بصری میں اور اللہ تعالیٰ کی فراواں عنایتوں کی تردید میں ہوتی ہے۔ بے یقینی کے دو پہلو ہیں: حسد کے ذریعہ آدم کا بیٹا دائمی غمزدہ ہو کر برباد ہو جاتا ہے اور خود کو کسی طرح بچا نہیں سکتا۔ حاسد کبھی پشیمان نہیں ہوتے کیونکہ ان کو اپنے حسد پر یقین ہوتا ہے اور اسی پر ان کی توجہ مرکوز رہتی ہے۔ دراصل یہ حاسد کی فطرت کا جبلی حصہ ہوتا ہے جو بغیر کسی ظاہری سبب کے بلا مزاحمت نمایاں ہو کر اسے نقصان پہنچاتا ہے۔ کسی شخص کی بنیادی فطرت علاج سے بھی بدل نہیں سکتی۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

طمع (فصل نمبر ۴۹)

کہا جاتا ہے کہ کعب الاحبار سے جب یہ پوچھا گیا کہ ایمان میں سب سے مستحکم اور سب سے ناقص چیز کون سی ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ سب سے مستحکم چیز احتیاط ہے اور سب سے ناقص چیز طمع ہے۔

طمع شیطان کی شراب ہے جس کو وہ اپنے پسندیدہ لوگوں کو اپنے ہاتھ سے پلاتا ہے۔ مخمور شخص کا نشہ اس وقت اترتا ہے جب وہ اپنے ساقی کے ہمراہ اللہ کی سزا کا مزہ چکھ رہا ہوتا ہے۔ طمع کے بارے میں اگر اللہ تعالیٰ کے عتاب کی کوئی اور وجہ نہ بھی ہوتی تب بھی سخت سرزنش کیلئے یہ وجہ کافی تھی کہ وہ شخص اپنے ایمان پر اس دنیا کو ترجیح دے رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ (۲_۱۶)

ترجمہ: "وہی لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی۔ پس ان کی اس تجارت نے انہیں کوئی فائدہ نہیں دیا۔"

امیر المومنین نے فرمایا: "جب تم کسی کو سلام کرتے ہو تو شائستگی سے کرو اس طرح تم اس کے شہزادہ بن جاؤ گے۔ جب تم کسی سے مدد مانگتے ہو تو تم اس کے ہم پایہ ہو جاؤ گے اور جب تم کسی کے ضرورت مند ہوتے ہو تو تم اس کے قیدی بن جاتے ہو۔" جو شخص لالچی ہوتا ہے وہ بغیر محسوس کئے اپنے ایمان سے تہی دست ہو جاتا ہے کیونکہ ایمان ہی بندے کو لالچی ہونے سے روکتا ہے۔ امیر المومنین نے یہ بھی کہا ہے: "میرے دوست' اللہ کے خزانے اعزاز کی علامتوں سے بھرے ہوئے ہیں اور جو شخص اچھے کام کرتا ہے اسے انعام دینے میں اللہ تعالیٰ کبھی غفلت نہیں کرتا۔"

انسان کے پاس جو چیز بھی ہوتی ہے وہ نقائص سے آلودہ ہو جاتی ہے۔ ایمان اسے اعتماد 'میانہ روی' خواہشات سے دستبرداری' اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں لگے رہنا اور لوگوں سے مایوسی سکھاتا ہے۔ اگر اس نے یہ کام کر لئے تو پھر وہ اپنے ایمان سے قریب ہے اور اس نے یہ فرائض بخوبی انجام دیئے ہیں۔ اگر اس نے یہ کام نہیں کئے تو ایمان اس کا ساتھ چھوڑ دے گا اور اس کو اپنی بری فطرت پر چھوڑ دے گا۔

Marfat.com

بد دیانتی (فصل نمبر ۵۰)

ظاہری وجود کی بد دیانتی دراصل باطن کی بد دیانتی سے آتی ہے۔ اگر تم اپنے باطنی وجود کو درست رکھو گے تو اللہ تمہارے ظاہری وجود کو بھی درست رکھے گا۔ اگر تم اللہ سے باطن میں ڈرتے رہو گے تو اللہ بھی تمہارا پردہ سرعام چاک نہیں کرے گا۔ لیکن جو اللہ سے باطن میں دغا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے علانیہ بے نقاب کر دے گا۔

شدید بد دیانتی کثیر توقع، طمع اور تکبر سے پیدا ہوتی ہے جیسا کہ اللہ نے قرآن پاک کی ایک حکایت میں فرمایا ہے:

وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ O (۲۸-۷۷)

ترجمہ ''اور زمین میں فساد کی خواہش نہ کر۔ یقیناً اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

دوسری جگہ فرمایا:

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَ لَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ (۲۸-۸۳)

ترجمہ: ''یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کیلئے مقرر کر دیتے ہیں جو زمین میں نہ تو بلند ہونا چاہتے ہیں اور نہ فساد اور اچھا انجام پرہیزگاروں ہی کیلئے ہے۔''

بد دیانتی کی جڑ پائی جاتی ہے اس دنیا کی محبت میں، دولت جمع کرنے میں، نفس کی پیروی میں، خواہشات کی زیادتی میں، خوشامد پسندی میں، شیطان سے متفق ہو کر اس کے نقش قدم پر چلنے میں اور یہ ساری خامیاں جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف بے توجہی کرنے میں اور اس کی عنایات کو بھول جانے میں۔

لہٰذا تمہیں چاہیے کہ لوگوں سے دور بھاگو اس دنیا کو تج دو۔ اپنے آرام میں خلل ڈالو اپنی معمول کی عادتیں ترک کر دو اور اللہ تعالیٰ کو مسلسل یاد کرتے ہوئے اور اس کی اطاعت میں جڑے ہوئے دنیاوی خواہشات کی جڑ کاٹ دو اور ساتھ ہی لوگوں کی روگردانی برداشت کرو کسی ساتھی پر

Marfat.com

زیادہ انحصار کرنا چھوڑ دو اور اپنے خاندان اور رشتہ داروں کی بد اندیشیوں کو نظر انداز کر دو۔ اگر تم نے یہ کام کر لیا تو اللہ کے کرم کا دروازہ تم پر کھل جائے گا کیونکہ اللہ تمہیں اچھا سمجھتا ہے اور اپنی نوازش اور مہربانی کا اہل جانتا ہے۔ اس وقت تم لاپرواہوں کی رفاقت چھوڑ چکے ہو گے اور اپنے دل کو شیطان کی قید سے آزاد کر چکے ہو گے۔ تم اللہ کے دروازہ پر اس کی طرف جانے والوں کے ساتھ آؤ گے اور تم اس راستے پر چلنے لگو گے جس پر تم یہ امید کر سکتے ہو کہ تمہیں عالی مرتبت کریم اور مہربان اللہ کے حضور میں پیش ہونے کی اجازت مل جائے گی۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

سلامتی (فصل نمبر ۵۱)

تم جس حالت میں جہاں بھی ہو اپنے ایمان اپنے دل اور اپنے امور کے انجام کیلئے اور اپنی سلامتی کیلئے اللہ سے دعا کرتے رہو۔ جو شخص سلامتی طلب کرتا ہے اسے یہ ہمیشہ نصیب نہیں ہوتی۔ پھر ایسا کیوں ہوتا ہے کہ بعض لوگ خود کو مصیبتوں میں ڈالتے ہیں' سلامتی کے مخالف راستے پر چلتے ہیں اور اس کے اصولوں کی نفی کرتے ہیں اور تحفظ کو تباہی اور تباہی کو تحفظ سمجھتے ہیں؟

ہر دور میں اور خصوصاً اس دور میں سلامتی لوگوں سے چھین لی گئی ہے۔ تاہم دوسرے لوگوں کی عداوت اور ضرر رسانی برداشت کرنے سے' کسی آفت کے سامنے صبر کرنے سے' موت کو ہیچ سمجھنے' سے ملامتی چیزوں سے دور بھاگنے سے اور کم ساز و سامان پر مطمئن رہنے سے سلامتی دوبارہ آسکتی ہے۔ اگر تم ایسے نہیں بن سکتے تو تمہیں گوشہ نشین ہو جانا چاہیے اور اگر تم یہ کام بھی نہیں کر سکتے تو پھر خاموش رہو اگر چہ خاموشی اور گوشہ نشینی یکساں نہیں ہیں۔ اگر تم خاموش نہیں رہ سکتے تو پھر ایسی بات کرو جو تمہارے حق میں ہو اور جو تمہیں نقصان نہ پہنچائے لیکن یہ بھی خاموشی جیسی چیز نہیں۔ اگر تمہیں ایسے کام کرنے کا طریقہ حاصل نہیں ہوتا تو ملک ملک کا سفر کرتے ہوئے خالص' عزم مسکین دل اور استوار بدن کے ساتھ اپنے نفس کو نامعلوم علاقوں کے سپرد کر دو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِھِمْ قَالُوْآ اَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃً فَتُھَاجِرُوْا فِیْھَا ؕ فَاُولٰٓئِکَ مَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا (۴-۹۷)

ترجمہ ''بے شک وہ لوگ جن کو فرشتوں کی جماعت نے ایسی حالت میں قبض کیا جبکہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے تھے تو (فرشتوں) نے پوچھا تم کس حال میں تھے تو انہوں نے کہا کہ ہم زمین میں کمزور کر دیئے گئے تھے۔ (فرشتوں نے) کہا کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے۔ پس ان لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے

Marfat.com

اور وہ بازگشت کی بری جگہ۔"

وہ چیزیں لے لو جن پر اللہ کے نیک اعمال بندوں کا حق بنتا ہے۔ مبہم معاملات میں نہ الجھو اور نہ اختلافات پر جھگڑا کرو۔ کسی چیز کے علم کا دعویٰ نہ کرو چاہے تم اس میں ماہر ہی کیوں نہ ہو۔ اپنا راز اسی شخص پر ظاہر کرو جو ایمان میں تم سے زیادہ مشرف ہے اور اس طرح تم بھی شرافت پا لو گے اگر تم یہ کام کرو گے۔ تو تمہیں سلامتی حاصل ہو جائے گی اور کسی وسیلہ کے بغیر اللہ کی قربت میں رہو گے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

عبادت (فصل نمبر۵۲)

عبادت میں قواعد اور فرائض کی ادائیگی میں ثابت قدم رہو کیونکہ یہی مبدا دہیں۔ جو کوئی ان سے اکتساب کر کے ان کی ادائیگی مناسب طور پر کرتا ہے اس نے گویا ہر چیز حاصل کر لی ہے۔ عبادت کا بہترین طریقہ وہ ہے جو تحفظ سے قریب تر ہوتا ہے۔ یہی طریقہ نقصان سے محفوظ اور استوار ہوتا ہے چاہے وہ کتنا ہی مختصر کیوں نہ ہو۔ اگر تم نے اپنی فرض اور نفل نمازیں پڑھ لی ہیں تو سمجھو کہ تم سچے عبادت گزار ہو۔

اپنی خفت مٹانے یا ضرورت کے تحت یا خوف اور احترام کے علاوہ کسی بادشاہ کے قالین پر نہ چلو۔ اپنی حرکتوں کو شان دکھانے سے پاک رکھو اور اپنے راز کو درشتی سے بچاؤ۔

رسول پاک ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص نماز پڑھتا ہے وہ گویا اپنے مالک سے گفتگو کر رہا ہے۔'' اللہ کے آگے شرمسار رہو جو تمہارے راز سے واقف ہے جو تمہاری گفتگو سے آگاہ ہے اور وہ بھی جانتا ہے جو تم نے دل میں چھپایا ہوا ہے۔ وہاں رہو جہاں اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھ سکے کہ تم وہ کام کر رہے ہو جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور جس کام کیلئے اللہ نے تمہیں طلب کیا ہے۔ ہم سے پہلے گزرے ہوئے لوگ خود کو اس طرح مصروف رکھتے تھے کہ فرض نماز ختم ہوتے ہی دوسری نمازیں شروع کر دیا کرتے تھے تا کہ دونوں نمازیں خلوص دل سے اور صحیح طور پر پڑھی جائیں۔ ہمارے وقت میں یہ بات ایک خوبی بن گئی ہے کہ فرض نماز الگ کر دی جائے۔ یہ اسی طرح ہے جیسے ایک جسم بغیر روح کے ہو۔

علی ابن حسین نے فرمایا: ''مجھے ایسے شخص پر تعجب ہوتا ہے جو کسی ذمہ داری سے کنارہ کش ہو کر کوئی فاضل چیز طلب کرتا ہے۔ وہ اس طرح کا کام اس لئے کرتا ہے کیونکہ اسے معاملہ کی نہ تو سمجھ ہوتی ہے اور نہ اس کا احترام ہوتا ہے۔ اللہ کے احکامات کی اطاعت کیلئے لوگوں کو تیار کرنے میں اللہ کی مرضی اسے نظر نہیں آتی۔''

☆☆☆☆☆

Marfat.com

غور و فکر (فصل نمبر ۵۴)

اس پر غور کرو کہ اس دنیا میں کیا کچھ گزر گیا ہے آیا اس میں کسی کیلئے کچھ باقی بھی رہا ہے؟ کیا ان لوگوں میں سے' چاہے وہ نجیب ہو یا پنچ' امیر ہو یا غریب' دوست ہو یا دشمن کوئی باقی بھی رہا ہے؟ اسی طرح دنیا میں جو واقعہ ابھی ہوا ہے کیا اس کی مماثلت گزشتہ واقعات کے ساتھ ہو سکتی ہے جس طرح ایک پانی دوسرے سے مشابہہ ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خبرداری کیلئے موت کافی ہے عقل بطور رہنما کافی ہے' تقویٰ بطور اثاثہ کافی ہے' عبادت بطور مصروفیت کافی ہے' اللہ بطور ایک دلی دوست کافی ہے' قرآن وضاحت کیلئے کافی ہے۔''

دوسری جگہ آنحضرت نے فرمایا: ''اس دنیا میں مصیبتیں اور آزمائشیں باقی رہ گئی ہیں۔ اگر کوئی شخص ان سے بچ نکلتا ہے تو صرف خلوص دل سے پناہ مانگ کر اور حضرت نوح نے فرمایا: ''میں نے اس دنیا کو ایک ایسے گھر کی طرح پایا ہے جس کے دو دروازے ہیں میں ایک دروازہ سے داخل ہوا اور دوسرے سے باہر نکل گیا۔ یہی حال اس شخص کا بھی ہے جس کو اللہ نے بچا لیا ہے۔ لہٰذا اس شخص کا حال کیا ہو گا جو اس دنیا میں آرام محسوس کرتا ہے' اس پر بھروسہ کرتا ہے' اس کو اپنانے کی کوشش میں عمر ضائع کرتا ہے اور جو دنیاوی خواہشات سے بھرپور ہے؟

غور و فکر نیک اعمال کا آئینہ اور بداعمالیوں کا کفارہ ہے۔ یہ دل کا نور' دوسرے لوگوں کیلئے اطمینان کی ضمانت اور اگلے مسکن کیلئے نیکیاں سمیٹنے میں کامیابی ہے۔ غور و فکر سے اپنے اعمال کا انجام پہلے ہی معلوم کیا جا سکتا ہے۔ علاوہ ازیں اس سے علم میں اضافہ ہوتا ہے۔ جب یہ خوبی ہو تو اللہ تعالیٰ کی عبادت بے مثال بن جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک گھنٹہ غور و فکر کرنا ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔''

کسی شخص کو غور و فکر کرنے کا مقام اسی وقت ملتا ہے جب اللہ اپنی معرفت اور توحید کے نور کیلئے اسے چن لیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

آرام (فصل نمبر ۵۴)

مومن کو صحیح معنوں میں آرام اسی وقت ملتا ہے جب وہ اللہ کے روبرو ہوتا ہے۔ اگر چہ ان چار چیزوں سے سے بھی آرام حاصل کیا جا سکتا ہے۔ سکوت' جس کے ذریعہ اپنے خالق کے ساتھ تمہارے تعلقات کے بارے میں تم اپنے دل اور اپنی ذات کی حالت پہچان سکتے ہو۔ عزلت' جس کے ذریعہ تم زمانہ کی ظاہری اور باطنی برائیوں سے بچ سکتے ہو۔ بھوک' جو نفسانی خواہشات اور ترغیبات کو ہلاک کر دیتی ہے اور شب بیداری جو تمہارے دل کو روشن' تمہاری فطرت کو پاکیزہ اور تمہاری روح کو اجلا کر دیتی ہے۔

رسول پاک ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی انسان صبح کے وقت اپنے دل کو پر سکون' اپنے جسم کو صحت مند اور دن بھر کیلئے وافر غذا پاتا ہے تو یہ ایسا ہی جیسے پوری دنیا اسی کیلئے بنائی گئی ہے۔'' وہب ابن منبہ نے فرمایا: ''پہلی اور آخری کتابوں میں لکھا ہوا ہے: ''قناعت' عزت اور دولت تمہارے ہی پاس ہیں' جو کوئی کامیاب ہوتا ہے اپنے ہی ذریعہ کامیاب ہوتا ہے۔''

ابوالدروا نے فرمایا: ''اللہ نے جو حصہ مجھے عطا کیا ہے وہ مجھ سے تجاوز نہیں کرے گا خواہ وہ ہوا کے پروں پر سوار ہو۔'' اور ابوذر نے فرمایا: ''جو شخص اپنے رب پر بھروسہ نہیں کرتا اس کا راز ہمیشہ بے نقاب ہو جاتا ہے چاہے وہ کسی چٹان میں مخفی کیوں نہ ہو' بدکار سے زیادہ کوئی اور خسارے میں نہیں ہے یا اس شخص سے زیادہ نیچ نہیں جس کو اس پر یقین نہیں کہ اللہ نے اس کی کفالت کی ضمانت لی ہے اور اس کی تخلیق سے پہلے ہی اس کا حصہ مقرر کر دیا ہے۔ اس کے باوجود یہ شخص اپنی طاقت' اپنی حکمت عملی اور اپنی کوشش اور کاوش پر بھروسہ کرتا ہے اور اللہ کے حدود سے آگے جا کر ایسے اسباب اور وسائل کی جستجو کرتا ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حرص (فصل نمبر ۵۵)

حرص سے کسی چیز کی خواہش نہ کرو کیونکہ اگر تم اسے نظر انداز بھی کر دو گے تو اگر تمہاری قسمت میں ہے تو یہ تمہارے پاس بہر حال آئے گی۔ پھر تمہارے دل میں اللہ کی طرف سے آرام محسوس ہوگا اور اس چیز کا چھوڑ دینا تمہارے نزدیک مستحسن ہوگا کیونکہ دوسری صورت میں اس کے حصول کیلئے تمہاری جلد بازی پر یہ الزام لگایا جائے گا کہ تم کو نہ تو اللہ پر اعتماد ہے اور نہ تم اللہ تعالیٰ کے حکم سے مطمئن ہو۔ اللہ نے اس دنیا کو ایک سایہ کی طرح تخلیق کیا ہے۔ جب تم اس کا پیچھا کرتے ہو تو وہ تم کو تھکا دیتا ہے اور تم اسے کبھی پکڑ نہیں سکتے۔ اگر تم اس کا پیچھا کرنا چھوڑ دو تو وہ خود تمہارے پیچھے پیچھے آئے گا اور تمہیں تھکائے گا بھی نہیں۔

رسول پاک ﷺ نے فرمایا: ''حریص انسان بے وسیلہ ہوتا ہے۔ اس کی محتاجی کے باوجود وہ جہاں بھی ہوتا ہے اسی پر الزام لگایا جاتا ہے۔'' وہ بے وسیلہ ہونے کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے جبکہ وہ اللہ کے عہد سے فرار ہو رہا ہے اور اللہ کے ان الفاظ کی مخالفت کر رہا ہے:

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ (۴۰۔۳۰)

''اللہ ہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر اس نے تمہیں روزی دی پھر وہ تمہیں موت دے گا پھر وہ تمہیں زندہ کرے گا۔''

حریص آدمی سات کٹھن برائیوں کے درمیان ہوتا ہے۔ تفکر، جو جسم کو تو نقصان پہنچاتا ہے مگر کوئی مدد نہیں دیتا۔ تشویش جس کی کوئی انتہا نہیں ہوتی۔ تھکاوٹ، جس سے موت ہی میں آرام ملے گا اگرچہ اسے آرام کے وقت ہی سب سے زیادہ تھکاوٹ محسوس ہوتی ہے۔ خوف، جو اس کو اسی چیز کے حوالے کرتا ہے جس سے وہ خوفزدہ ہے۔ غم، جو کوئی فائدہ پہنچائے بغیر اس کی زندگی اجیرن کر دیتا ہے۔ احتساب، جو اس کو اللہ کی سزا سے نہیں بچا سکتا۔ البتہ یہ کہ اسے اللہ خود معاف کر دے۔ سزا، جس سے فرار ہے نہ بچاؤ۔''

جو اللہ پر یقین رکھتا ہے وہ اپنے دن اور رات اللہ کی حفاظت اور سلامتی میں بسر کرتا ہے۔ اللہ اس کے پاس وہ چیزیں جلد پہنچا دیتا ہے جو اس کیلئے کافی ہوتی ہیں اور اس کیلئے ایسی چیزیں تیار کرتا ہے جس کا علم صرف اللہ ہی کو ہے۔ اللہ کے غضب سے حرص نمودار ہوتی ہے۔ جب بندہ یقین سے عاری نہیں ہوتا تو وہ حریص بھی نہیں ہوتا ہے۔ یقین اسلام کا فرش اور ایمان کا عرش ہے۔

Marfat.com

وضاحت (فصل نمبر ۵۶)

عارفوں کی بے تکلف گفتگو کی تین جڑیں ہوتی ہیں: خوف' امید اور محبت۔ علم کی شاخ خوف ہے۔ یقین کی شاخ امید ہے اور معرفت کی شاخ محبت ہے۔ خوف کا ثبوت فرار ہے۔ امید کا ثبوت جستجو ہے اور محبت کا ثبوت اپنے محبوب کو ساروں پر ترجیح دینا ہے۔

جب صداقت کے ذریعہ علم کی توثیق ہوتی ہے تو وہ ڈرتا ہے اور جب خوف اصلی ہو تو انسان فرار ہو جاتا ہے اور جب وہ فرار ہوتا ہے تو بچ جاتا ہے۔ جب وہ اپنے دل میں یقین کی روشنی دیکھتا ہے تو اسے اللہ کی فراواں عنایتیں نظر آنے لگتی ہیں۔ جب فراواں عنایتوں کے تخیل یا تصور کی تائید ہو جاتی ہے تو امید پیدا ہوتی ہے۔ جب اسے امید کی مٹھاس محسوس ہوتی ہے تو اس کی تلاش شروع ہو جاتی ہے۔ جب اسے تلاش میں کامیابی ہوتی ہے تو وہ اپنا مطلوب پالیتا ہے۔ جب معرفت کا نور اسکے دل میں اجاگر ہوتا ہے تو محبت کی ہوا میں ہلچل ہونے لگتی ہے اور وہ محبوب کے سایہ میں بیٹھ جاتا ہے اور محبوب کو سارے لوگوں پر ترجیح دیتا ہے۔ محبوب کے احکام کی پیروی کرتا ہے اور اس کی ممنوعات سے گریز کرتا ہے اور ان سارے اعمال کو ہر چیز سے زیادہ پسند کرتا ہے۔ جب وہ اپنے محبوب کے احکام کی پابندی اور اس کی ممنوعات سے اجتناب کرتے ہوئے اس کے زیادہ قریب جانے کی کوشش کرتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ باہمی تعلق اور قربت کی روح تک پہنچ گیا ہے۔

یہ تین جڑیں حرم' مسجد اور کعبہ کی طرح ہیں: جو بھی حرم میں داخل ہوتا ہے وہ لوگوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہوتا ہے تو اس کے احساسات نافرمانی میں استعمال ہونے سے بچے رہتے ہیں اور اگر کوئی کعبہ میں داخل ہو جائے تو اس کے دل میں سوائے اللہ کی یاد کے اور کچھ نہیں ہوتا۔

اے ایمان والو ہوشیار رہو! اگر تم اس حال میں ہو کہ موت کا اطمینان سے استقبال کرو گے تو اللہ کے لطف و کرم اور اس کی حفاظت کا شکریہ ادا کرو۔ اگر بات اس کے برعکس ہے تو مصمم ارادے کے ساتھ وہاں سے ہٹ جاؤ اور اپنی زندگی کے اس حصہ پر افسوس کرو جو لاپرواہی میں گزرا تھا۔ اپنی ظاہری فطرت کو بداعمالیوں سے پاک کرنے اور باطنی وجود کو خطاؤں سے صاف کرنے کیلئے اللہ کی مدد طلب کرو۔

اپنے دل سے لاپرواہی کی زنجیریں نکال دو اور اپنی روح سے خواہشات کی آگ کو ٹھنڈا کر دو۔

Marfat.com

فیصلے (فصل نمبر ۵۷)

دل کی تعریف یہ ہے کہ وہ چار اقسام میں سے ایک ہوتا ہے: رفیع، کشادہ، کوتاہ اور مسدود۔ دل کی رفعت اللہ کی یاد سے ہے۔ دل کی کشادگی اللہ کی خوشنودی میں ہے۔ دل کی کوتاہی اللہ کے علاوہ دوسری چیزوں میں مصروفیت سے آتی ہے اور دل کی مسدودی۔ اللہ کے علاوہ دوسری چیزوں سے رغبت کرنے میں ہے۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب ایک بندہ خلوص اور احترام کے ساتھ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو اس کے اور اللہ کے درمیان سے ہر پردہ اٹھا دیا جاتا ہے؟ اگر دل اللہ کا حکم مانتا ہے اور مطمئن بھی رہتا ہے تو اسے خوشی اور سرور اور دنیاوی سہولتوں کیوں نہ میسر آئیں؟ جب اس دنیا کے معاملات اور اس کے ذرائع میں الجھا رہے تو اسے اللہ کے احکام کی خبر کیسے ہوتی ہے؟ تب یہ دل پست اور تاریک ہو کر اس ویران گھر کی طرح ہو جاتا ہے جس میں نہ خوشحالی ہوتی ہے اور نہ مکین ہوتے ہیں۔ جب ایک شخص اللہ کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے تو تم دیکھو گے کہ اس کی ترقی کا راستہ مسدود ہو گیا ہے اور اس پر پردہ پڑ گیا ہے۔ مالک کیلئے بندے کے احترام سے جو روشنی نکلتی ہے اس سے محروم ہو کر یہ شخص سرکش اور سیاہ رو ہو جاتا ہے۔ رفعت کی علامت ہر حال میں راضی رہنا، کبھی مخالفت نہ کرنا اور ہمیشہ آرزومند رہنا ہے۔ کشادگی کی علامت ہے اللہ پر مکمل بھروسہ صداقت اور یقین۔ کوتاہی کی علامت ہے تکبر، خودنمائی اور طمع اور مسدودی کی علامت ہے اطاعت کی مٹھاس سے روگردانی بغاوت کی تلخی اور حلال اور حرام کے علم میں پریشانی۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مسواک (فصل نمبر ۵۸)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسواک کے استعمال سے منہ صاف رہتا ہے اور اللہ کو بھلا معلوم ہوتا ہے۔'' آنحضرت ﷺ نے اسے اپنا معمول بنا لیا تھا۔ اس میں ظاہری اور باطنی وجود کیلئے اتنے فائدے ہیں جن کا شمار سمجھدار لوگ بھی نہیں کر سکتے۔

جس طرح تم مسواک سے کھانے پینے کے داغ دھبے اپنے دانتوں سے دور کرتے ہو اسی طرح عاجزی سے انکساری سے شبانہ نمازوں اور سحر سے پہلے مغفرت کی دعاؤں سے اپنے غلط اعمال کی غلاظت بھی دور کر لیا کرو۔ اپنے خارجی وجود کو آلودگیوں سے پاک کر لیا کرو اور اپنے باطنی وجود کو مخالف افعال اور ممنوعہ کارروائی کی نجاستوں سے بری کرو۔ اللہ کیلئے ہمیشہ خلوص دل سے کام کرتے رہو۔ رسول پاک ﷺ نے مسواک کے استعمال کو لوگوں کیلئے مستعدی اور توجہ کی علامت قرار دیا تھا کیونکہ مسواک ایک مبارک درخت کی صاف اور نرم ٹہنی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے منہ میں دانتوں کو بطور اوزار تخلیق کیا ہے تا کہ تم ان سے کھا سکو چبا سکو اپنی غذا کا لطف اٹھا سکو اور اپنی آنتوں کو اچھی حالت میں رکھ سکو۔ دانت خالص جواہرات ہیں جو غذا چبانے سے گندے ہو جاتے ہیں اور ان میں ٹوٹ پھوٹ شروع ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے منہ میں بدبو پیدا ہوتی ہے اور مسوڑے خراب ہونے لگتے ہیں۔ جب ایک سمجھدار مومن ان جواہرات کو نرم مسواک سے صاف کرتا ہے تو وہ ان سے گندگی اور بوسیدگی دور کر دیتا ہے اور وہ اپنی اصلی حالت پر آ جاتے ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے دل کو پاک اور صاف تخلیق کیا ہے اور اپنی یاد، غور و فکر، خوف اور احترام کو اس کی غذا بنایا ہے۔ جب یہ پاک دل لاپرواہی اور ایذا رسانی سے گدلا ہو جاتا ہے تو اسے ندامت کی پالش سے جلا دی جاتی ہے اور افسوس کہ پانی سے صاف کیا جاتا ہے تا کہ وہ اپنی اصلی حالت اور بنیادی جوہر کی طرف واپس آ جائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ (۲۲۲۔۲)

ترجمہ: ''بیشک اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور پاک رہنے والوں کو

Marfat.com

دوست رکھتا ہے۔"

دانتوں پر مسواک کے استعمال کا مشورہ دیتے ہوئے رسول پاک ﷺ مذکورہ بالا معنی اور مثال کی طرف بھی لوگوں کو متوجہ کر رہے تھے۔ یعنی جو شخص ایمان کے اصولوں اور جڑوں کے بارے میں ظاہری مثالوں اور باطنی اسباق سے نصیحتیں مرتب کرتا ہے اس کیلئے اللہ تعالیٰ حکمت کے چشمے جاری کر دیتا ہے اور اپنی نعمتوں میں اضافہ کر دیتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کو انعام دینے سے غافل نہیں ہوتا۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

بیت الخلاء کا استعمال (فصل نمبر ۵۹)

بیت الخلاء کو عربی میں آرام گاہ کہتے ہیں کیونکہ لوگ وہاں اپنی آلودگیوں کے بوجھ سے آرام حاصل کرتے ہیں اور خود کو گندگی سے فارغ کر لیتے ہیں۔ وہاں پر دیندار کو سوچنا چاہیے کہ وہ جس طرح اس دنیا کی غذا اور ضائع ہونے والی اشیاء سے اپنے آپ کو صاف کر رہا ہے تو اس کی موت بھی اسی طرح آئے گی لہٰذا اسے آرام کیلئے دنیا سے بھی اجتناب کرنا چاہیے اور اپنے دل کو دنیا کی الجھنوں سے محفوظ رکھنا چاہیے۔ جس طرح وہ بیت الخلاء کی ناپاکی اور گندگی سے نفرت کرتا ہے اسی طرح دنیا سمیٹنے سے بھی اسے نفرت ہونی چاہیے۔ اسے اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے کہ ایک حالت میں کوئی اچھی چیز دوسری حالت میں کس طرح گھٹیا بن جاتی ہے۔ وہ جانتا ہے کہ قناعت اور تقویٰ پر قائم رہنے سے اسے دونوں جہانوں میں آرام ملے گا۔

آرام اسی وقت ملتا ہے جب اس دنیا کو حقیر سمجھا جائے' اس سے لطف اندوز ہونا ترک کر دیا جائے اور حرام اور مشتبہ چیزوں کی نجاست دور کر دی جائے۔ جب کوئی شخص یہ نکتہ جان لیتا ہے تو اپنے اوپر تکبر کا دروازہ بند کر لیتا ہے۔ وہ غلط اعمال سے بھاگتا ہے اور انکساری' تاسف اور حلم کے دروازے کھول لیتا ہے۔ وہ اللہ کے احکامات کی پیروی اور ممنوعات سے بچنے کی جدوجہد کرتا ہے اور اچھے انجام اور اللہ کی قربت کا طلبگار ہوتا ہے۔ وہ آنے والی دنیا میں جب تک اللہ کی حفاظت میں نہیں پہنچ جاتا اور اللہ کی خوشنودی کا مزہ نہیں چکھ لیتا اس وقت تک وہ خود کو خوف' استقلال اور خواہشات سے مزاحمت کے قید خانے میں بند کر لیتا ہے۔ اگر اس کا یہی ارادہ ہے تو پھر اس کیلئے ہر چیز بے معنی ہو جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

طہارت (فصل نمبر ۶۰)

اگر تم طہارت یا وضو کرنا چاہتے ہو تو پانی کی طرف جاؤ' اس طرح تم اللہ کی رحمت کی طرف جاؤ گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پانی کو اپنی قربت کی کلید بنایا ہے اور اپنی خدمت کا رہنما مقرر کیا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے اپنے بندے کے غلط اعمال پاک کر دیتا ہے اسی طرح صرف پانی سے ظاہری ناپاکیاں صاف ہو جاتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ الرِّیَاحَ بُشْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِه وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا (۴۸۔۲۵)

ترجمہ: ''اور وہ وہی ہے جس نے اپنی رحمت سے پہلے ہواؤں کو خوشخبری بنا کر بھیجا اور ہم نے آسمان سے پاک پانی نازل کیا۔''

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ (۳۰۔۲۱)

ترجمہ: اور ہم نے ہر زندہ چیز کو پانی سے پیدا کیا ہے۔ کیا وہ پھر بھی ایمان نہیں لاتے

جس طرح اللہ تعالیٰ پانی سے اس دنیا کی ہر نعمت کو زندگی بخشتا ہے اسی طرح اپنی رحمت اور وافر عنایت سے اطاعت کے اعمال میں دل کو زندگی عطا کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ تم بھی پانی کی پاکیزگی' اس کی نفاست' اس کی ستھرائی' اس کے فیض اور ہر چیز سے اس کی ملاوٹ پر غور کرو۔ اللہ تعالیٰ پانی کے ذریعہ دل کو زندگی عطا کرتا ہے جب تم ان اعضاء کو پاک کرتے ہو جن کو پاک کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور جنہیں تم اپنی فرض اور نفل نمازوں میں استعمال کرتے ہو۔

ہر عضو سے متعدد فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ جب تم اپنے اعضاء کے ساتھ احترام کا برتاؤ کرتے ہو تو پھر ان کے فوائد نکل آتے ہیں۔ اللہ کی مخلوقات سے پانی جیسا سلوک کرو جو چیزوں کے ساتھ مل تو جاتا ہے مگر اپنا جوہر نہیں بدلتا ہے۔ اسی بات کا رسول اللہ ﷺ نے ان الفاظ میں ذکر کیا ہے ''مخلص دیندار پانی کی طرح ہوتا ہے'' اللہ کی اطاعت میں تمہاری پاکیزگی پانی کی پاکیزگی کی طرح ہونی چاہیے جس کو اللہ نے آسمان سے بھیجا ہے اور اس کو پاک کہا ہے۔ جب تم پانی سے اپنے اعضاء کو پاک کرتے ہو تو اپنے دل کو بھی تقویٰ اور یقین کے ساتھ پاک کر لیا کرو۔

Marfat.com

مسجد میں داخلہ (فصل نمبر ۶۱)

جب تم مسجد کے دروازے پر پہنچتے ہو تو یہ سمجھو کہ تم ایک طاقتور بادشاہ کے دروازے پر آئے ہو۔ صرف پاکیزہ لوگ ہی اللہ کی قالین پر چل سکتے ہیں اور صرف صادقین کو اللہ کے ساتھ بیٹھنے کی اجازت ملتی ہے۔ لہٰذا پر جلال بادشاہ کے دربار میں احتیاط سے آؤ کیونکہ اگر تم نے لاپرواہی کی تو سخت خطرے میں پڑ جاؤ گے۔ آگاہ رہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے انصاف اور التفات میں تمہارے ساتھ جو چاہے کر سکتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور التفات سے تماری طرف راغب ہے تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری معمولی اطاعت بھی قبول کر لی ہے اور تمہیں بڑے انعام سے نوازا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ اپنے انصاف کے حوالے سے تم سے واجب الادا صداقت اور خلوص کا مطالبہ کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ڈھانک دیا ہے اور تمہاری اطاعت مسترد کر دی ہے خواہ وہ اطاعت کثرت سے کیوں نہ ہو۔ اللہ جو چاہے وہ کرتا ہے۔ اللہ کے حضور میں اپنی نااہلی، کوتاہی، کمزوری اور تنگ دستی کا اقرار کرو کیونکہ اب تم نے اللہ کی عبادت اور اللہ کی قربت کی جانب اپنا رخ کر لیا ہے۔ اللہ کی طرف مڑ جاؤ اور جان لو کہ کسی مخلوق کا کوئی مخفی یا ظاہر حصہ اللہ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اللہ کے آگے اس کے نادار بندوں کی طرح ہو جاؤ۔ اپنے دل کو ہر ایسی مصروفیت سے آزاد کر لو جس سے تمہارے اور اللہ کے درمیان پردہ پڑنے کا احتمال ہو کیونکہ اللہ صرف خالص خلوص ہی قبول کرتا ہے۔ غور سے دیکھو کہ تمہارا نام کس فہرست میں لکھا جا رہا ہے۔

اگر تم نے اللہ کے دل گداز کلمے کی مٹھاس چکھ لی ہے اور اللہ کے خطاب کا لطف اٹھا لیا ہے اور اس کے کرم کا پیالہ پی لیا ہے اور جو نعمتیں اللہ نے تمہیں عطا کی ہیں اور جو نعمتیں تم نے اللہ سے مانگی تھیں اور جن کو اللہ تعالیٰ نے قبول کیا ہے تو اس طرح تم نے اللہ کی خدمت مناسب طور پر کی ہے اور شاید تم اللہ کی اجازت اور تحفظ کے دائرے میں آ جاؤ گے۔ اگر تم نے یہ سب نہیں کیا تو پھر اس طرح کھڑے ہو جاؤ جیسے کہ کسی کی طاقت اور اہلیت چھین لی گئی ہو اور اس کی عمر کی مدت ختم ہو چکی ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ یہ جان لے کہ تم خلوص دل سے اللہ کی پناہ طلب کر رہے ہو تو اللہ بھی تمہارے بارے میں ہمدردی، مہربانی اور کرم سے کام لے گا۔ اللہ تمہیں ایسے کاموں میں کامیاب کرے گا جو

Marfat.com

اسے پسند ہیں اور جو اللہ کو خوشگوار لگتے ہیں کیونکہ اللہ فیاض ہے۔ اللہ شریفانہ سخاوت کو پسند کرتا ہے اور ان لوگوں کی عبادت کو قبول کرتا ہے جو اس کے طالب ہیں اور جو اس کے دروازے پر اس کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے بدحال ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ یَكْشِفُ السُّوْٓءَ (۲۷۔۶۲)

ترجمہ: "وہ کون ہے جو بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے جس وقت بھی اسے پکارے اور مصیبت کو دور کر دیتا ہے۔"

☆☆☆☆☆

Marfat.com

آہ زاری (فصل نمبر۶۲)

آہ زاری کے ادب کی پابندی کرو۔اس پر بھی غور کرو کہ تم کس کو پکار رہے ہو' کس طرح پکار رہے ہواور کیوں پکار رہے ہو۔اللہ کی عظمت اور شان وشوکت کی تصدیق کرو۔اپنے دل سے نظر ڈالو کہ جو تمہارے ذہن میں ہے اس سے اللہ تعالیٰ کیوں کر واقف ہے اور جو سچ اور جھوٹ تمہارے باطنی وجود میں گزر چکا ہے اور جو گزرنے والا ہے اسے اللہ تعالیٰ کس طرح دیکھتا ہے۔اپنی نجات اور تباہی کے راستے بھی معلوم کرلو تاکہ تم اللہ تعالیٰ سے کوئی ایسی چیز نہ مانگو جس میں شاید تمہاری تباہی پوشیدہ ہواور تم سمجھ رہے ہو کہ اس میں تمہاری نجات ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ يَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا (۱۱۔۱۷)

ترجمہ: ''اور انسان برائی کیلئے بھی ویسی ہی دعا مانگتا ہے جیسی بھلائی کیلئے اور انسان بہت جلد باز ہے۔''

پہلے یہ سوچ لو کہ تم کیا مانگ رہے ہواور کیوں مانگ رہے ہو۔تمہاری آہ وزاری تمہاری صداقت کا مکمل جوابی عمل ہونا چاہیے اور اللہ کے تصور سے دل کے پگھلنے کا ذریعہ ہونا چاہیے۔آہ وزاری کا مطلب اللہ کی خاطر اپنی پسندیدہ خارجی اور داخلی چیزوں سے کنارہ کشی اور تمام معاملات سے دستبرداری ہے۔اگر آہ وزاری کی شرائط پوری نہیں ہورہی ہیں تو پھر اس کی تکمیل کی آرزو نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ مسئلہ کیا ہے اور مخفی کیا ہے۔ممکن ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کی درخواست کرو جبکہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ تم نے اس چیز کے برخلاف چیز چھپائی ہوئی ہے۔

ایک صحابی نے دوسرے صحابہ سے کہا'' تم لوگ بارش کا انتظار کر رہے ہواور میں پتھروں کا انتظار کر رہا ہوں'' آگاہ رہو کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں دعا کرنے کا حکم نہ بھی دیا ہوتا تب بھی وہ ہم پر عنایت کرتا رہتا اور جب ہم اپنی نماز ختم کرتے تو اسی وقت ہمیں اپنا جواب دے دیتا ہے۔اس حقیقت کے پیش نظر اللہ کی عنایات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ نے ضمانت دی ہے کہ جو کوئی نماز

Marfat.com

کی شرائط پوری کرتا ہے اس کی دعا کا جواب اسے مل جاتا ہے۔

رسول پاک ﷺ سے پوچھا گیا کہ اللہ کا سب سے زیادہ طاقتور نام کیا ہے تو آپ ﷺ نے کہا اللہ کا ہر نام انتہائی طاقتور ہے۔

اپنے دل کو اللہ کے علاوہ ہر چیز سے آزاد کرلو اور جس نام سے چاہتے ہو اسے پکارو۔ حقیقت میں اللہ کا صرف ایک نام ہی نہیں ہے۔ وہ اللہ ہے واحد اور احد۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا ''اللہ کسی لاپرواہ کے دل کی آہ وزاری کا جواب نہیں دیتا ہے۔'' جب تم میں سے کوئی یہ چاہے کہ اللہ تمہیں وہ سب دے دے جو تم اس سے مانگ رہے ہو تو اسے چاہیے کہ وہ تمام لوگوں سے قطع تعلق کر کے صرف اللہ ہی کے ساتھ اپنی امید وابستہ رکھے۔ جب اللہ تعالیٰ اس کے دل میں یہ دیکھے گا تو اسے وہ سب دے گا جو وہ چاہتا ہے۔

جب تم آہ وزاری کی شرائط پوری کرلو گے اور اللہ کی خاطر اپنے باطنی وجود میں مخلص بن جاؤ گے تو پھر اس اچھی خبر پر خوشی منانا کہ تین میں سے ایک چیز تمہارے ساتھ ہوگی: یا تو اللہ بہت جلد تمہیں وہ کچھ دے گا جو تم نے مانگا تھا یا اللہ تمہارے لئے کوئی بہتر چیز آئندہ کیلئے رکھ لے گا یا تم پر سے اپنی کوئی ایسی مصیبت ہٹا لے گا جو تمہیں برباد کرسکتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے مطلع کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اگر کوئی شخص میرے ذکر کے ذریعہ مجھ سے مانگنے میں گھبراتا ہے تو میں اس کو دوسرے سوال کرنے والوں سے زیادہ بہتر چیز دوں گا۔''

میں نے ایک مرتبہ اللہ کو پکارا تھا اور اللہ نے جواب دیا تھا لیکن میں اپنی ضرورت کو اس حقیقت کے پیش نظر بھول گیا کہ جب اللہ آہ وزاری کا جواب دیتا ہے تو اس کی عنایات اس سے کہیں زیادہ عظیم اور عالی ہوتی ہیں جو بندہ مانگ رہا ہے چاہے وہ جنت اور اس کی ازلی نعمتیں ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ بات باعمل عاشق عارف، اکابر اور اللہ تعالیٰ کے منتخب لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

روزہ (فصل نمبر۶۳)

رسول پاک ﷺ نے فرمایا ''روزہ اس دنیا کی آفتوں سے تحفظ اور دوسری دنیا میں سزاؤں سے آڑ ہے'' جب تم روزہ رکھتے ہو تو خود کو نفسانی خواہشات اور دنیاوی رغبتوں سے دور رکھو جن کی ترغیب شیطان اور اس کے چیلے دیتے رہتے ہیں۔ تم ایک ایسا بیمار فرد بن جاؤ جس کو اپنی بد اعمالیوں سے صحت یابی کے علاوہ نہ کھانے کی خواہش ہوتی ہے اور نہ پینے کی۔ اپنے باطنی وجود کو ہر قسم کے جھوٹ' کدورت' غفلت اور ظلمت سے پاک کرلو جو اللہ کی خاطر مخلص بننے کے عمل میں تمہارے لئے رکاوٹ بن سکتے ہیں۔

کسی نے ایک صحابی سے کہا تھا: ''تم پہلے ہی کمزور ہو' روزہ تمہیں مزید کمزور کر دے گا۔'' انہوں نے جواب دیا: ''میں ایک طویل دن کی مصیبت سے بچنے کیلئے روزہ رکھ رہا ہوں۔ اللہ کی اطاعت میں صبر کرنا اللہ کی سزا پر صبر کرنے سے زیادہ آسان ہے۔'' اور رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ اللہ کے ان الفاظ کا حوالہ دیا: ''روزہ میرے لئے رکھا جاتا ہے اور میں ہی اس کی جزا ہوں۔''

روزہ نفس کی خواہشوں اور طمع کی رغبتوں کو کچل دیتا ہے اور اسی کے ذریعہ دل کو پاکی اور اعضاء کو پاکیزگی اور باطنی اور ظاہری وجود کو تربیت حاصل ہوتی ہیں۔ اسی سے نعمتوں کی شکر گزاری' غریبوں سے ہمدردی' انکساری اور عجز و نیاز میں اضافے ہوتے ہیں اور اللہ کی پناہ طلب کرنے میں روزہ دار کی آہ وزاری ہی کامیاب ہوسکتی ہے۔ روزہ ہی آرزوؤں کے ٹوٹنے' برائیوں سے بوجھ ہلکا کرنے اور نیک اعمال کو دگنا کرنے میں مددگار رہوتا۔ روزہ میں اتنے فائدے ہیں کہ ان کا شمار نہیں کیا جاسکتا۔ ہم نے جو چند فوائد بیان کئے ہیں ان کو سمجھ کر اگر کوئی شخص ان پر عمل کرے گا تو اگر اللہ چاہے تو اس کا روزہ کامیاب رہے گا۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

پرہیز گاری (فصل نمبر ۶۴)

پرہیزگاری اگلی دنیا کے دروازہ کی چابی ہے اور جہنم سے آزادی ہے۔ اللہ کی طرف سے توجہ ہٹانے والی ہر چیز کو بلا افسوس چھوڑ دینے کا نام پرہیزگاری ہے۔ ترک لذات پر نہ تو فخر کیا جائے اور نہ دستبردار ہونے پر کسی مدد کا انتظار کیا جائے اور نہ تعریف طلب کی جائے۔ بلاشبہ پرہیزگاری کا مطلب یہی ہے کہ انسان ایسی چیزوں کو اپنے لئے کارآمد نہ سمجھے بلکہ ان سے انحراف کو اپنے لئے باعث تسکین اور آرام سمجھے اور ان کی موجودگی کو اپنے لئے بدقسمتی تصور کرے۔ اس طرح وہ بدبختی سے ہمیشہ بھاگتا رہے گا اور آرام اور تسکین پہنچانے والی چیزوں سے چمٹا رہے گا۔ پرہیزگار شخص وہ ہے جو اگلی دنیا کو پسند کرتا ہے۔ وہ طاقت اور اس دنیا کے بجائے خاکساری کا، آرام کے بجائے جدوجہد کا، بھرے پیٹ کے بجائے بھوک کا قریبی آزمائشوں کے بجائے آنے والی خوشحالی کا اور لاپرواہی کے بجائے ذکر الٰہی کا انتخاب کرتا ہے۔ اس کا وجود اس دنیا میں ہوتا ہے مگر اس کا دل دوسری دنیا میں لگا رہتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس دنیا کی محبت ہی ہر غلطی کا سرچشمہ ہے۔" اور دوسری جگہ فرمایا: "یہ دنیا ایک لاش ہے، جو کوئی اسے طلب کرتا ہے وہ کتے کی طرح ہوتا ہے۔" کیا تم نہیں دیکھتے کہ وہ اسی چیز سے پیار کرتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کو نفرت ہے؟ کون سی غلطی اس سے بڑھ کر جرم ہو سکتی ہے؟

رسول پاک ﷺ کے خاندان کے ایک فرد نے کہا: "اگر پوری دنیا ایک بچے کے منہ کا لقمہ ہو تب بھی ہم اس پر ترس کھائیں گے۔ پھر اس شخص کا حال کیا ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حدود پیٹھ پیچھے پھینک دیتا ہے اور اس دنیا کی طلب اور خواہش میں لگا رہتا ہے۔ اگر اس دنیا کی رہائش کچھ اچھی ہوتی تو وہ تم پر نہ رحم کھاتی اور نہ تمہیں جواب دیتی اور رخصت کے وقت الوداع کہتی۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو خلق کیا تو اسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے کا حکم دیا اور اس نے اپنے مالک کی اطاعت کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو کہا "جو تمہیں طلب کرے اس کی مخالفت کرو اور جو تمہاری مخالفت کرے اسے کامیاب کرو۔" اللہ تعالیٰ نے جس کا حکم دیا تھا اور جو چیز اس کی فطرت میں ودیعت کی تھی دنیا اسی کے مطابق عمل کر رہی ہے۔"

Marfat.com

اس دنیا کی تشریح (فصل نمبر ۶۵)

دنیا ایک جسم کی طرح ہے جس کا سر تکبر ہے جس کی آنکھیں طمع ہیں، جس کے کان حرص ہیں جس کی زبان ریاکاری ہے، جس کے ہاتھ تمنا ہیں، جس کے پاؤں نمائش ہیں، جس کا دل غفلت ہے، جس کا وجود نیستی ہے اور جس کا ماحصل فنا ہے۔

جو بھی اس سے محبت کرتا ہے اس کیلئے تکبر، جو اسے ترجیح دیتا ہے اس کیلئے طمع، جو اس کی تلاش کرتا ہے اس کیلئے یہ دنیا حرص لاتی ہے اور جو کوئی اس کی تعریف کرتا ہے اسے مکر کا لبادہ پہنا دیتی ہے۔ جو اس کی خواہش کرتا ہے اسے بے حقیقت اقتدار عطا کرتی ہے اور جو اس پر بھروسہ کرتا ہے اس کو لاپرواہ بنا دیتی ہے۔ جو اس کے ساز و سامان کو پسند کرتا ہے اسے ورغلا دیتی ہے اگرچہ یہ ساز و سامان اس شخص کے پاس ہمیشہ نہیں رہتا۔ ایسے شخص کو وہ جہنم کی طرف پھیر دیتی ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

عمل سے گریز (فصل نمبر ٦٦)

جو شخص عمل سے گریز کرتا ہے وہ درستی کے معیار پر پورا نہیں اترتا ہے چاہے اس نے صحیح کام کیا ہو اور جو شخص رضا کارانہ کام کرتا ہے اگر وہ غلطی بھی کرے تب بھی وہ درست ہوگا۔ بے دلی سے کام کرنے والے کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور کام انجام دینے میں اسے تھکاوٹ' مشقت اور مصیبت کے علاوہ اور کچھ نہیں ملتا ہے۔ گریزاں آدمی کا ظاہری وجود خودنمائی ہے اور اس کا باطنی وجود منافقت ہے۔ یہ وہ پر ہیں جن سے وہ اڑتا ہے۔ گریزاں شخص جہاں بھی ہوگا اس میں نہ تو نیکوکاروں کی خوبیاں ہوں گی اور نہ دینداروں کی علامتیں پائی جائیں گی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول سے فرمایا:

قُلْ مَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ (٣٨-٨٧)

ترجمہ: ''اے رسول ﷺ! کہہ دو میں اس کیلئے تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا اور میں تکلف کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ (یعنی بے دلی سے کام کرنا)

رسول پاک ﷺ نے فرمایا: ''ہم سارے باخبر اور فرض شناس پیغمبر گریزاں شخص کو رد کرتے ہیں۔ لہٰذا اللہ سے ڈرو اور بے دلی چھوڑ دو اور یہی عمل تمہارے ایمان کی علامت بن جائے گا۔ کسی ایسے کام میں مصروف نہ رہو جس کا لباس مصیبت ہے مثلاً خورد ونوش جس کا انجام خلوئے معدہ ہے اور نہ گھر کے ساتھ جس کا انجام کھنڈر ہے اور نہ دولت کیلئے جو بالآخر وارثوں کو ملے گی اور نہ رفقاء کے ساتھ جن سے بالآخر رخصت ہونا پڑے گا اور نہ ناموری کیلئے جس میں بالآخر ذلت اٹھانی پڑتی ہے اور نہ وفاداری کے ساتھ جس کا انجام کنارہ کشی ہے یا زندگی کے ساتھ جس کا انجام سوگ ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

فریب (فصل نمبر ۶۷)

جو شخص دھوکا کھاتا ہے وہ اس دنیا میں تباہ حال رہتا ہے اور اگلی دنیا میں بھی فریب خوردہ ہوتا ہے کیونکہ اس نے بہتر کی جگہ گھٹیا کا سودا کیا تھا۔ اپنی تعرف نہ کیا کرو۔ بعض اوقات اپنی املاک اور اپنی جسمانی صحت سے دھوکا کھا کر یہ سمجھنے لگتے ہو کہ تم ہمیشہ زندہ رہو گے۔ بعض مرتبہ تم اپنی طویل زندگی، اپنی اولاد اور اپنے دوستوں سے دھوکا کھا کر قیاس کرتے ہو کہ وہ تمہیں بچائیں گے۔ بسا اوقات تم اپنے حسن اور اپنی پیدائش کے حالات سے دھوکا کھاتے ہو کیونکہ ایسے حالات میں امیدیں اور خواہشیں بڑی آسانی سے برآتی ہیں اور تم سمجھنے لگتے ہو کہ تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ بعض اوقات اپنی عبادت میں خامی کے بارے میں لوگوں کے آگے افسوس کرتے ہو لیکن اللہ آگاہ ہے کہ تمہارے دل میں اس کے برعکس بات ہے۔ کبھی تم بے دلی سے عبادت کرتے ہو جبکہ اللہ خلوص چاہتا ہے۔ بعض مرتبہ تم خیال کرتے ہو کہ تم اللہ تعالیٰ کو پکار رہے ہو جبکہ اصل میں تم کسی اور کو پکار رہے ہوتے ہو۔ بسا اوقات تم یہ تصور کرتے ہو کہ تم لوگوں کو صحیح مشورہ دے رہے ہو جبکہ تمہاری اصل خواہش ہوتی ہے کہ لوگ تمہاری تعظیم کریں۔ بعض اوقات تم خود کو قصوروار سمجھتے ہو جبکہ دراصل تم اپنی تعریف کر رہے ہوتے ہو۔

آگاہ رہو کہ تم فریب اور تمنا کی تاریکی سے اسی وقت نکل سکتے ہو جب پشیمان ہو کر خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف مڑ جاؤ گے اور اپنی ان غلطیوں کو تسلیم کرو گے جو تمہاری عقل اور علم کے مطابق نہیں تھیں اور جن کو ایمان، قانون، رسول پاک ﷺ کی سنتیں اور رہنما امام برداشت نہیں کر سکتے تھے۔

اگر تم اپنی موجودہ حالت سے مطمئن ہو تو علم اور عمل میں تم سے زیادہ کوئی اور تباہ حال نہیں ہے اور نہ کسی نے تم سے زیادہ اپنی زندگی ضائع کی ہے۔ قیامت کے دن کلفت ہی تمہارا ورثہ ہوگی۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

منافق کی تشریح (فصل نمبر ۶۸)

منافق اللہ کی رحمت سے دور رہ کر مطمئن رہتا ہے کیونکہ اس کے ظاہری اعمال اسلامی قوانین کے مطابق نظر آتے ہیں۔ تاہم وہ لا پرواہ اور نکما ہوتا ہے اور اپنے دل میں (اسلام کا) مذاق اڑاتا اور اس کی خلاف ورزی کرتا ہے۔

منافق کی نشانی یہ ہے کہ وہ جھوٹ' دغا' گستاخی' جھوٹے مطالبات' ریاکاری' بے وقوفی' غلطی' شیخی خوری کو قابل گرفت نہیں سمجھتا اور عدول حکمی کے اعمال کو قابل التفات نہیں جانتا۔ اور چاہتا ہے کہ دیندار لوگ اپنے ایمان سے دستبردار ہو جائیں اور دین پر آئی مشکلات کو معمولی سمجھتا ہے۔ وہ غرور' ستائش' محبت کی تعریف اور تعریف سے محبت اور حسد کے پھندوں میں پھنسا رہتا ہے۔ اس دنیا کو اگلی دنیا پر اور بدکاری کو نیکوکاری پر ترجیح دینے میں' تہمت لگانے کیلئے لوگوں کو اکسانے میں' تفریحات سے لگاؤ میں' بد دیانتوں کے ساتھ لین دین کرنے میں' ظالموں کی مدد کرنے میں' اچھے کاموں سے گریز کرنے میں' اچھے کام کرنے والوں کی تحقیر کرنے میں' منافقوں کے برے کاموں کو پسند کرنے میں اور جس نے اچھا کام کیا ہے اسے برا سمجھنے میں اور اسی طرح کی دوسری چیزوں میں وہ ہمیشہ مصروف رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک سے زیادہ مقامات پر منافق کی تعریف کی ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ فَإِنْ اَصَابه خير طمان بِهِ
وَإِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ قَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ
ذَالِكَ هُوَ الْخُسْرُوْنَ الْمُبِيْن (۲۲-۱۱)

ترجمہ: ''اور لوگوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ کی عبادت (دین کے) ایک کنارے پر کھڑے ہو کر کرتا ہے۔ اگر اسے کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو وہ اس سے مطمئن ہوتا ہے اور اگر اسے کوئی مصیبت آ جاتی ہے تو اپنا منہ پھیر کر پلٹ جاتا ہے۔ اس نے دنیا اور آخرت دونوں گنوا دی ہیں۔ یہی کھلم کھلا خسارہ ہے۔''

Marfat.com

ان کی صفت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسِهِمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ O فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ (۱۰۔۸۔۲)

ترجمہ: ''اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان لائے۔ حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں۔ وہ لوگ اللہ اور دین داروں کو دھوکا دیتے ہیں۔ جبکہ وہ اپنے آپ کو ہی دھوکہ دیتے ہیں اور نہیں سمجھتے۔ ان کے دلوں میں مرض ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے مرض کو بڑھنے دیا ہے اور ان کے جھوٹ بولتے رہنے کی وجہ سے ان کیلئے دردناک عذاب ہوگا۔''

رسول پاک ﷺ نے فرمایا: ''منافق وہ ہے جو وعدہ کر کے عہد شکنی کرتا ہے' جب عمل کرتا ہے تو بد چلنی کرتا ہے' جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے' جب اس پر بھروسہ کیا جاتا ہے تو وہ دھوکا دیتا ہے' جب اسے اسباب مہیا کئے جاتے ہیں تو وہ بے پرواہ ہو جاتا ہے اور جب ساز و سامان روک لیا جاتا ہے تو وہ زندگی سے بیزار ہو جاتا ہے۔''

آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا: ''جس شخص کا باطنی وجود اس کے علانیہ چہرے کی تردید کرے وہ منافق ہے چاہے وہ کوئی ہو' جہاں بھی ہو' جس زمانہ میں ہو اور کسی رتبہ پر ہو۔''

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مناسب معاشرتی معاملہ (فصل نمبر ۶۹)

اللہ کی نافرمانی کئے بغیر اللہ کی مخلوق کے ساتھ صحیح سلوک کرنا دراصل اللہ تعالیٰ کی اضافی عنایت کا نتیجہ ہے۔ جو کوئی اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کے آگے عاجز ہوگا اس کا رویہ بھی درست ہوگا۔"

اللہ کی خاطر لوگوں سے میل جول رکھو نہ کہ دنیاوی چیزوں میں اپنا حصہ بٹانے کیلئے یا کوئی عہدہ حاصل کرنے کیلئے یا خودنمائی کیلئے یا اپنی شہرت میں اضافہ کرنے کیلئے' منزلت اور شہرت کی خاطر قانون کے حدود سے تجاوز نہ کرو۔ ان سے تمہیں کوئی نفع حاصل نہیں ہوگا اور تم کوئی فائدہ اٹھائے بغیر اگلی دنیا سے محروم ہو جاؤ گے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

لین دین (فصل نمبر ۷۰)

جو شخص لینے کو دینے پر ترجیح دیتا ہے وہ دھوکے میں ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ جو چیز ہاتھ میں ہے وہ آنے والی چیز سے بہتر ہے۔ مومن کیلئے مناسب یہ ہے کہ وہ جب کوئی چیز لے تو از روئے حق لے۔ اگر وہ کچھ دیتا ہے تو کسی صحیح مقصد کیلئے، صحیح طریقہ سے اور اپنے جائز مال میں سے دے۔ کتنے لینے والے اپنا ایمان کھو دیتے ہیں لیکن ان کو اس کی خبر نہیں ہوتی۔ کتنے دینے والے اپنے آپ پر اللہ کا غضب نازل کر لیتے ہیں۔

یہ معاملہ صرف لین دین کا نہیں ہے۔ تاہم وہی شخص محفوظ ہے جو لین دین میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور جو پارسائی کی رسی مضبوطی سے پکڑ ارہتا ہے۔ اس بارے میں لوگ دو قسم کے ہوتے ہیں: ''اکابر اور عام۔'' اکابر اس معاملہ میں بہت محتاط رہ کر غور کرتے اور جب تک انہیں یقین نہ ہو کہ یہ چیز جائز ہے اس وقت تک اسے نہیں لیتے ہیں۔ اگر انہیں شک پڑ جائے تو وہ یہ چیز اشد ضرورت کے وقت ہی لیں گے۔ عام آدمی صرف ظاہری شکل پر جاتا ہے۔ وہ ہر ایسی چیز اٹھا لے گا جو اس کے خیال میں چوری کی یا چھینی ہوئی نہ ہو اور کہے گا ''اس میں کوئی حرج نہیں یہ میرے لئے جائز ہے'' یہاں یہ معاملہ صاف ہے۔ وہ اللہ کے فیصلے کے مطابق لیتا ہے اور اللہ کی خوشنودی کیلئے استعمال کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

برادری (فصل نمبر ۱۷)

ہر زمانے میں تین چیزیں نایاب ہوتی ہیں: ''اللہ کے بیچ برادری' پر خلوص اور محبت کرنے والی زوجہ جو ایمان میں تمہاری مدد کرے اور ہدایت یافتہ بیٹا۔'' جو بھی یہ تینوں چیزیں پالے گا وہ دونوں جہانوں میں اچھا رہے گا اور اسے اس دنیا میں اور دوسری دنیا میں بھی بھرپور حصہ ملے گا۔ جب تم طمع' خوف' رجحان' دولت' غذا یا مشروب کی خاطر پیش قدمی کرتے ہو تو خبردار کسی کو اپنا بھائی نہ بنانا۔ متقی لوگوں کی صحبت تلاش کرو چاہے وہ دنیا کے سرے پر ہی کیوں نہ ہو یا ان کی تلاش میں اپنی ساری زندگی کیوں نہ گزارنی پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کے بعد ان لوگوں سے بہتر انسان اس دنیا میں نہیں چھوڑے ہیں اور نہ اللہ تعالیٰ نے ان کی صحبت دریافت کرنے میں کامیابی جیسی نعمت کسی بندے کو دی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ (۶۷۔۴۳)

ترجمہ: ''اس دن بعض دوست بعض کے دشمن ہوں گے سوائے پرہیزگاروں کے۔''

جو شخص اس زمانہ میں کسی ایسے دوست کی تلاش کرتا ہے جس میں کوئی خامی نہیں ہے تو اسے اپنی ساری زندگی تلاش میں گزارنی پڑے گی۔ جب پیغمبروں کے ادیان کی معرفت عام ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اعزاز کی جو پہلی نشانی عطا کی تھی وہ ایک قابل اعتماد دوست یا مددگار تھا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں' اولیاء اور خالص رفقاء اور قابل اعتماد لوگوں کو جو سب سے اعلیٰ تحفہ عطا کیا تھا وہ پیغمبروں کی صحبت تھی۔ یہی دلیل ہے کہ اللہ کی معرفت کے بعد دونوں جہانوں میں اس سے اعلیٰ عمدہ اور خالص اور کوئی نعمت نہیں کہ اللہ کی خاطر اللہ کی صحبت اور برادری نصیب ہو جائے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

صلاح مشورہ (فصل نمبر ۷۲)

ضرورت کے وقت دین کے معاملہ میں تمہیں ایسے شخص سے مشورہ لینا چاہیے جس میں یہ پانچ خوبیاں موجود ہوں: "عقل، علم، تجربہ، اصابت رائے اور تقویٰ۔" اگر تم کو کسی شخص میں یہ پانچوں خوبیاں مل جائیں تو ان کا فائدہ اٹھاؤ اور باعزم ہو کر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو۔ یہی عمل تمہیں اصلاح کی طرف لے جائے گا۔

دنیا کے ایسے معاملات میں جن کا تعلق دین سے نہیں ہے تو ان کے بارے میں تم خود فیصلہ کیا کرو اور ان کے متعلق مزید سوچا نہ کرو۔ اگر تم نے یہ کام کر لیا تو تمہیں روزگار کی نعمتیں اور اطاعت کی شیرینی حاصل ہوں گی۔

صلاح مشورہ سے علم حاصل ہوتا ہے عقلمند وہی ہے جو مشاورت کے ذریعہ نیا علم حاصل کرتا ہے اور یہی علم اس کو اپنے مقصد کے حصول میں رہنمائی کرتا ہے۔ کسی موزوں صلاح کار سے مشورہ کرنا ایسا ہی جیسے آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور دونوں کی تباہی پر غور کیا جائے کیونکہ جب ایک انسان ان دو چیزوں پر جتنی شدت سے غور کرتا جائے گا اتنی ہی زیادہ معرفت کی گہرائی میں اترتا جائے گا اور اپنے ادراک اور یقین میں اضافہ کرتا چلا جائے گا۔

ایسے شخص سے مشورہ نہ کرو جس کے متعلق تمہاری عقل اعتبار نہ کرے خواہ وہ اپنی دوراندیشی اور چوکسی سے مشہور ہی کیوں نہ ہو۔ جب تم کسی ایسے شخص سے مشورہ کرتے ہو جس پر تمہارے دل کو اعتماد ہے تو جو مشورہ وہ دے اس سے اختلاف نہ کرو چاہے وہ مشورہ تمہاری مرضی کیخلاف ہی کیوں نہ ہو۔ درحقیقت ہماری ذات میں صداقت کی قبولیت اور اس کا انکار دونوں یکجا ہیں۔ لہٰذا جب اسے دوسری واضح صداقتیں موصول ہوتی ہیں تو وہ پہلی صداقت کو قبول کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ (۱۵۰۔۳)

ترجمہ: "اور معاملات میں ان سے مشورہ کر لیا کرو۔"

Marfat.com

اور پھر فرمایا:

وَاَمْرُهُمْ شُورٰی بَیْنَهُمْ (۳۸_۴۲)

ترجمہ: ''اور ان کا اپنا کام آپس میں مشورہ کرنا ہے۔''

یعنی اس بارے میں وہ لوگ ایک دوسرے سے مشورہ کرتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

بردباری (فصل نمبر ۴۷)

بردباری اللہ کا چراغ ہے جو چراغ گرفتہ کو اللہ کی فضیلت کی جانب رہنمائی کرتا ہے۔ کوئی شخص اس وقت تک برباد نہیں ہوسکتا جب تک اسے معرفت اور توحید کے انوار کی مدد حاصل نہ ہو۔ بردباری کے پانچ پہلو ہیں: جب کسی انسان کو سرفراز کیا جائے اور پھر اسے ذلیل کیا جائے۔ جبکہ وہ صادق ہو تو اسی پر جھوٹا ہونے کا الزام لگایا جائے۔ جب وہ لوگوں کو صداقت کی طرف بلائے تو اس کی تحقیر کی جائے۔ جب وہ کوئی جرم کئے بغیر زخمی ہو جائے اور جب وہ اپنے حقوق کا مطالبہ کرے تو اس کی مخالفت کی جائے۔ جب تم ان میں سے ہر ایک کی تعمیل کرو گے تو سمجھو کہ تم نے اپنا مقصد حاصل کر لیا ہے۔ جب تم کسی احمق کی بات کا جواب دیئے بغیر اپنا رخ موڑ لیتے ہو تو لوگ تمہاری مدد کیلئے آجاتے ہیں کیونکہ ایک بے وقوف سے لڑنا ایسا ہی جیسے آگ پر لکڑی رکھنا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن زمین کی طرح ہوتا ہے۔ لوگ جب تک اس پر رہتے ہیں اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔'' جو شخص لوگوں کی سخت گستاخی برداشت نہیں کرسکتا وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی بھی حاصل نہیں کرسکتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی لوگوں سے بے تعلقی کے ساتھ منسلک ہے۔

روایت ہے کہ ایک شخص نے احنف ابن قیس سے کہا: ''میں تمہاری طرف سے پریشان ہوں۔'' انہوں نے جواب دیا: ''میں تمہارے ساتھ صبر کروں گا۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے بردباری کا مرکز، علم کا مخزن اور صبر کا مسکن بنا کر بھیجا گیا ہے۔'' جب آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا تو سچ فرمایا: ''صحیح بردباری یہ ہے کہ تم اس شخص کو معاف کر دو جو تمہارے ساتھ برا سلوک کرتا ہے اور تمہاری مخالفت کرتا ہے جبکہ تم میں انتقام لینے کی طاقت موجود ہوتی ہے'' یہ کیفیت اسی دعا کی طرح ہے: ''میرے اللہ تو اپنی عنایت اور تحمل میں اس سے کہیں زیادہ بالاتر ہے کہ مجھے میرے اعمال کی سزا دے اور میری غلطی پر مجھے ذلیل کرے۔''

☆☆☆☆☆

Marfat.com

دوسروں کے نقش قدم پر چلنا (فصل نمبر ۸۷)

دوسروں کے نقش قدم پر چلنا اس کے سوا اور کچھ نہیں جو روح کو اس کی ابتداء میں عطا کیا گیا تھا جب وقت کا نور ازل کے ساتھ منسلک تھا۔ کسی نمونے کی پیروی کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ اس کے ظاہری اعمال اختیار کیے جائیں اور یہ دعویٰ بھی کیا جائے کہ یہ سلسلہ دانشمندوں اور اماموں کے وسیلہ سے اولیاء تک پہنچا ہے۔

جیسا کہ ارشاد فرمایا:

یَوْمَ نَدْعُو کُلَّ اَنَاسٍ بِاِمَامِھِمْ (۱۷۔۷۱)

ترجمہ: ''(یاد کرو) اس دن کو جب ہم سب لوگوں کو ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔''

یعنی جو اپنے کو مٹا کر کسی اور کی پیروی کرتا ہے وہ پاکیزہ ہے۔ اور دوسری جگہ فرمایا:

فَاِذَا الْفتح فِی الصّورِ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَھُمْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَ لُوْنَ (۲۳۔۱۰۱)

ترجمہ: ''پس جب (قیامت کو) صور پھونکا جائے گا تو اس دن ان کے درمیان نہ رشتے ناطے رہ جائیں گے اور نہ وہ ایک دوسرے کو پوچھ سکیں گے۔''

امیر المومنین نے فرمایا: ''ارواح ایک مقرر کردہ فوج ہے۔ وہ جو ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں' دوست ہیں اور وہ جو ایک دوسرے سے شناسا نہیں وہ ایک دوسرے سے اختلاف کرتے ہیں۔'' محمد ابن حنیفہ سے پوچھا گیا کہ آپ کو اچھے اخلاق کی کس نے تعلیم دی ہے تو انہوں نے جواب دیا: ''میرے رب نے مجھے اخلاق سکھائے ہیں۔ صاحبان دانائی اور بصیرت میں جو بھی اچھی بات پاتا ہوں میں اس کی پیروی کرتا ہوں اور اسے استعمال کرتا ہوں اور جب کسی جاہل میں کوئی مکروہ چیز دیکھتا ہوں تو اس سے اجتناب کرتا ہوں اور اسے ہمیشہ کیلئے چھوڑ دیتا ہوں۔ یہی چیز مجھے علم کے راستے پر لے آئی ہے۔ زیرک دیندار کیلئے اس سے بہتر طریقہ اور کوئی نہیں کہ وہ

Marfat.com

دوسروں کے نظیر کی پیروی کرے کیونکہ یہی صاف راستہ اور صحیح منزل ہے۔'' اور اللہ تعالیٰ نے محمد سے کہا جو اللہ کی عظیم ترین تخلیق ہیں:

اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ (۶-۹۰)

ترجمہ ''وہی لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے راستہ دکھایا ہے پس تم بھی انہی کے راستے کی پیروی کرو۔''

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ثُمَّ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (۱۶-۱۲۳)

ترجمہ: ''پھر ہم نے تیری طرف وحی کی کہ تو باطل سے کنارہ کش ہونے والے ابراہیم کی ملت کی پیروی کر اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھا۔''

اگر اللہ تعالیٰ کے دین کے علاوہ کسی اور نمونہ کی پیروی کرنا زیادہ صراط مستقیم ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں اور حامیوں کو اس پر عمل کرنے کا مشورہ دیتا۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: ''دل میں ایک نور ہوتا ہے جو صداقت پر عمل کرنے اور صراط مستقیم کی طرف جانے سے ہی روشن ہوتا ہے۔ یہ پیغمبروں کے نور کا حصہ ہے جسے مومنین کے دل میں رکھا گیا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

معافی (فصل نمبر ۷۵)

سزا دینے کی طاقت رکھتے ہوئے کسی شخص کو معاف کر دینا پیغمبروں کے مروجہ اعمال ہیں اور خدا ترسی کے راز ہیں۔ معافی یہ ہے کہ جب تمہارا ساتھی تمہارے ساتھ کوئی برائی کرے تو اس کا مواخذہ نہ کرو، جس بات سے تمہیں تکلیف پہنچتی ہے اسے بھول جاؤ اور جب اس پر اختیار رکھتے ہوئے اس کے ساتھ ہمدردی سے پیش آؤ۔ اس طرح کی معافی کا طریقہ کوئی نہیں پا سکتا سوائے اس شخص کے جس کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا ہے اور جو کام اس نے واگزشت کئے تھے انہیں درگزر کر دیا گیا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اعزاز سے زینت دی ہے اور اسے اپنی تنویر سے ڈھانک لیا ہے۔

یہ اس لئے ہے کہ نجات اور معافی اللہ تعالیٰ کی دو صفتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے خالص دوستوں کے سپرد کیا ہے تا کہ وہ بھی اپنے خالق اور صناع کے اخلاق حسنہ اختیار کریں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ لْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۲۲۔۲۴)

ترجمہ: ''اوران کو چاہیے کہ وہ انہیں معاف کریں اور (ان سے) درگزر کریں۔ کیا تم پسند نہیں کرتے ہو کہ اللہ تمہیں معاف کر دے اور اللہ تو بڑا بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔''

اگر تم اپنے جیسے ایک فانی انسان کو معاف نہیں کر سکتے تو جابر بادشاہ سے معافی کی امید کیسے رکھ سکتے ہو؟

رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ ان کے مالک نے ان خوبیوں کو اپنانے کا حکم دیا ہے: ''جو تم سے الگ ہوتا ہے اس سے متحد ہو جاؤ، جو تم سے برائی کرے اسے معاف کر دو۔ جو تمہیں محروم کرتا ہے اسے عطا کرو اور جو تمہارا بدخواہ ہو اس کے ساتھ نیک سلوک کرو۔''

Marfat.com

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا (۷۔۵۹)

ترجمہ: ''اور جو کچھ تمہیں رسول دے اسے لے لو اور جس سے وہ منع کرے پس تم رک جاؤ۔''

اللہ کے منتخب بندوں کے دل میں معافی اللہ کا ایک راز ہے جو اس سے شاد ہوا اس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی اس قابل ہے کہ ابودم دم جیسا بن سکے؟'' انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ابودم دم کون ہیں؟ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا: ''وہ تمہارے اسلاف میں سے تھا اور جب وہ صبح کو اٹھتا تو یہ کہتا تھا: ''یا اللہ میری عزت کو ریزہ ریزہ کرنے والے عام لوگوں کو میں نے معاف کر دیا ہے۔''

☆☆☆☆☆

Marfat.com

نصیحت (فصل نمبر ۷۶)

نصیحت کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ جو الفاظ استعمال کئے جا رہے ہیں وہ صداقت کے حدود سے آگے جانے نہ پائیں اور جو افعال انجام دیئے جا رہے ہیں وہ خلوص کے حدود سے آگے نہ بڑھیں۔ نصیحت کرنے والا اور نصیحت سننے والا ایسے ہی ہیں جیسے کوئی جاگ رہا ہے اور کوئی سو رہا ہے۔ جو کوئی لا پرواہی کی نیند سے جاگتا ہے اسے دوسروں کو نیند سے جگانے کیلئے مخالفت اور بغاوت کرنا مفید ثابت ہوتے ہیں۔

جو کوئی عدول حکمی کے صحراؤں میں گھومتا رہتا ہے اور گمراہی کے ویرانوں میں منہمک رہتا ہے وہ اپنی حمیت کو خیر باد کر دیتا ہے کیونکہ اسے اپنے نام وری، خود نمائی اور شہرت سے محبت ہوتی ہے اور اپنا وقت ایسے لوگوں کی صحبت میں برباد کرتا ہے جو نیکوکاروں کا لبادہ اوڑھے رہتے ہیں۔ اس کے ظاہری وضع قطع سے اس کی باطنی اصلیت آشکارا ہوتی ہے۔ درحقیقت وہ ذاتی جوہر سے عاری ہوتا ہے اور اس کا باطن ستائش کی خواہش سے لبریز رہتا ہے اور لالچ کی تاریکی میں گھرا رہتا ہے۔ اس کے جذبات نے اسے کس طرح ورغلایا ہے۔ وہ اپنی باتوں سے لوگوں کو کس طرح گمراہ کر رہا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَ لَبِئْسَ الْعَشِيْرُ (۱۳۔۲۲)

ترجمہ: "بدترین ہے اس کا مولا اور بدترین ہے اس کا رفیق۔"

لیکن جس کسی کی اللہ تعالیٰ نے توحید کے نور سے اپنی حمایت اور کامرانی سے حفاظت کی ہے اس کا دل نجاست سے پاک ہو گیا ہے۔ وہ خود کو معرفت اور تقویٰ سے علیحدہ نہیں کرتا ہے۔ وہ گمراہ کی باتیں تو سنتا ہے مگر متکلم کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ عقلا کا کہنا ہے: "حکمت حاصل کرو خواہ وہ دیوانوں کے منہ سے نکلی ہو۔" حضرت عیسیٰ نے فرمایا: "جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھتے ہو اور ملتے ہو جو تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتا ہے تو تم اس کے پاس بیٹھ جاؤ۔ کسی ایسے شخص کے پاس نہ بیٹھو جس کو

Marfat.com

تمہارا ظاہری وجود تو منظور کرتا ہے لیکن باطنی وجود مسترد کرتا ہے۔" یعنی ایسا شخص جو اس چیز کا دعویٰ دار ہے جو اس کے پاس نہیں ہے۔ اگر تم مخلص ہو گے تو لوگ تمہاری اطاعت قبول کر لیں گے۔ جب تمہیں کسی شخص میں یہ تین خوبیاں نظر آئیں تو اس سے ملنے اور اس کے پاس بیٹھنے کا موقع ہاتھ سے جانے نہ دو چاہے وہ ایک گھنٹے کیلئے ہی کیوں نہ ہو۔ اس کی دعا سے تمہاری ایمان، تمہارے دل اور تمہاری عبادت پر اثر پڑے گا۔

اگر کسی شخص کے اقوال اس کے اعمال سے آگے نہیں جاتے اور جس کے اعمال اس کی صداقت سے آگے نہیں جاتے اور جس کی صداقت اپنے مالک سے تکرار نہیں کرتی تو پھر اس کے پاس احترام سے بیٹھو اور اس کی شفقت ارو دعا کا انتظار کرو۔ تمہارے خلاف کسی ثبوت سے خبردار رہو اور اس کے ساتھ اپنی صحبت کو خوشگوار بنا لو تا کہ ایسا نہ ہو کہ تم اس سے حجت کر کے اس کی صحبت سے محروم ہو جاؤ۔ اس کو اس نظر سے دیکھو کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے منتخب کیا ہے اور عزت بخشی ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مشورہ (فصل نمبر ۷۷)

بہترین اور واجب مشورہ یہ ہے کہ تم اپنے مالک کو نہ بھولو بلکہ اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ یاد کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ سے بغاوت نہ کرو اور اٹھتے بیٹھتے اس کی عبادت کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے چکا چوند نہ ہو جاؤ اور ہمیشہ اس کے شکر گزار رہو۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت' عظمت اور جاہ وجلال کی حفاظتی چادر سے باہر نہ نکلو تا کہ ایسا نہ ہو کہ اپنی مصیبتوں اور آزمائشوں سے تنگ آ کر گمراہی کے گڑھے میں گر جاؤ۔ آگاہ رہو کہ جو مصیبتیں اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اعزاز کی ازلی علامتوں سے بھرپور ہوتی ہے اور جن آزمائشوں میں اللہ تعالیٰ مبتلا کرتا ہے ان سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور قربت حاصل ہوتی ہے چاہے وہ کچھ دیر بعد ہی ملیں۔ اس شخص کیلئے کیا کیا نعمتیں ہیں جو علم رکھتا ہے اور جس کو علم میں کامیابی عطا ہوئی ہے۔

روایت ہے کہ کسی نے اللہ تعالیٰ کے رسول سے مشورہ کی درخواست کی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''کبھی طیش میں نہ آؤ کیونکہ غصہ میں اپنے رب سے اختلاف شامل ہوتا ہے۔'' حیلہ حوالہ کرنے سے باز رہو کیونکہ ان میں شرک پوشیدہ رہتا ہے۔ اپنی نمازیں اس طرح پڑھو جیسے کوئی الوداع کہہ رہا ہو کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف اور اس کی قربت کا وسیلہ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کے آگے عاجز بن کر رہو جس طرح تم اپنے نیکوکار ہمسایوں کے ساتھ رہتے ہو کیونکہ اس عمل سے یقین میں اضافہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے دور اور نزدیک کے آباؤ اجداد کے مشورہ کو ایک واحد وصف میں اکٹھا کر دیا ہے اور وہ ہے تقویٰ۔ اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں:

وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ اُوْلُوْ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ اِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوْ اللّٰه (۴۔۱۳۱)

ترجمہ: ''بے شک ہم نے وصیت کی ان لوگوں کو جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور تم کو بھی کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے کام کرو۔''

یہ ہے عبادت کے ہر عمل کا خلاصہ۔ تقویٰ کے ذریعہ ہی سے لوگ بلند مقام اور اعلیٰ مرتبہ

Marfat.com

حاصل کرتے ہیں۔ تقویٰ کے ذریعہ ہی سے لوگ اللہ تعالیٰ کی سچی صحبت میں اچھی زندگی گزاریں گے۔

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِی جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ فِی مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ (۵۴۔۵۴۔۵۵)

ترجمہ: ''یقیناً پرہیزگار جنتوں اور نہروں میں صاحب قدرت بادشاہ کے پاس سچی مجلس میں ہوں گے۔''

☆☆☆☆☆

Marfat.com

توکل (فصل نمبر ۷۸)

توکل ایک ایسا پیالہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی مہر لگی ہوئی ہے اور اس پیالے سے سوائے متوکل کے اور کوئی نہیں پی سکتا اور نہ اس کی مہر توڑ سکتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ (۱۲-۱۴)

ترجمہ: ''اور بھروسہ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔''

وَ عَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْآ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ (۲۳-۵)

ترجمہ: ''اور اگر تم مومن ہو تو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرو۔''

اللہ تعالیٰ نے توکل کو ایمان کی کلید بنایا ہے اور ایمان کو توکل کا تالا۔ توکل کی حقیقت یہ ہے کہ اپنے پر دوسروں کو ترجیح دی جائے اور دوسروں کیلئے ترجیح دینے کی جڑ یہ ہے کہ دوسرے فرد کے مطالبہ کو آگے لایا جائے۔ توکل کرنے والا دو ترجیحات میں سے ایک کی توثیق کرتا رہتا ہے۔ اگر وہ سبب (یعنی مظہری وجود) کو ترجیح دیتا ہے تو وہ اس پر پردہ ڈال دے گا۔ اگر وہ توکل کے مسبب (یعنی خالق اور ساری حمد وثناء اسی کیلئے ہے جو جلیل القدر ہے) کو ترجیح دیتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ اگر تم اسباب کے آدمی کے بجائے توکل کرنے والا بننا چاہتے ہو تو پانچ وقت اپنی روح پر تکبیر کہو اور اپنی تمام امیدوں کو خیر باد کہہ دو جس طرح زندگی کو موت الوداع کہتی ہے۔

توکل کی نچلی ترین سطح اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ تم اپنی عالی امنگوں کو اپنی سرفرازی پر ترجیح دو۔ مزید برآں تمہیں نہ تو اپنے حصہ کی طلب کرنی چاہیے اور نہ ان چیزوں کی جن کی تمہیں احتیاج ہے کیونکہ ان میں سے کوئی ایک چیز ایمان کے ساتھ تمہارا ناطہ منقطع کر دے گی اور تمہیں اس کی خبر بھی نہ ہوگی۔ اگر تم واقعی توکل کی زندگی گزارنا چاہتے ہو تو ان دو ترجیحات کے بارے میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے رہو اور اپنی مدد کیلئے اس قصے سے چمٹے رہو: روایت ہے کہ ایک توکل کرنے والا شخص کسی امام کے پاس آیا اور ان سے کہا ''توکل کے بارے میں اس سوال کا جواب دے کر کرم فرمائیں۔ اس شخص کے سوال کرنے سے پہلے ہی امام نے جان لیا کہ یہ آدمی قابل اعتبار اور محتاط

Marfat.com

ہے اور اس کی درخواست میں خلوص ہے۔ امام نے فرمایا: تم جہاں ہو وہیں رہو اور کچھ دیر میرا انتظار کرو۔'' جس وقت امام اپنا جواب سوچ رہے تھے اس وقت وہاں سے ایک غریب آدمی گزرا۔ امام نے اپنا ہاتھ جیب میں ڈال کر کوئی چیز نکالی اور اس غریب آدمی کو دے دی۔ پھر امام سوالی کی طرف مڑے اور کہا۔ جو تم نے دیکھا ہے اس کے متعلق مجھ سے پوچھو۔ اس شخص نے کہا یا امام مجھے معلوم ہے کہ مجھے انتظار کرانے سے پہلے ہی آپ میرے سوال کا جواب دے سکتے تھے پھر آپ نے دیر کیوں کی؟ امام نے جواب دیا: ''رائے کا مطلب ہے کہ بولنے سے پہلے اس کے معنی پر غور کیا جائے۔ میں اپنے باطنی وجود سے کس طرح غافل ہو سکتا تھا جبکہ میرا رب اسے دیکھ رہا ہے؟ میں توکل کے علم پر گفتگو کس طرح کر سکتا تھا جبکہ ایک سکہ میری جیب میں تھا؟ مجھے اس بارے میں گفتگو کرنے کی اجازت نہیں تھی جب تک وہ سکہ اس آدمی کو نہ دے دیتا۔ آیا خیال میں؟ سوالی نے گہری سانس لی اور قسم کھائی کہ جب تک وہ زندہ رہے گا نہ تو کسی گھر میں پناہ لینے کی تلاش کرے گا اور نہ کسی فانی انسان پر تکیہ کرے گا۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

اپنے بھائیوں کا احترام (فصل نمبر ۷۹)

دینی بھائیوں سے ہاتھ ملانے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بھی بھائی بند اللہ کی خاطر ہاتھ ملاتے ہیں تو ان کے اعمال منتشر ہو جاتے ہیں اور وہ ایسے ہو جاتے ہیں جیسے وہ اپنی پیدائش کے دن ہوتے ہیں۔'' دو بھائیوں کے درمیان محبت اور احترام اس وقت تک نہیں بڑھتا جب تک دونوں طرف سے ان میں اضافہ نہ ہوتا رہے۔ دونوں میں سے اگر ایک کو اللہ کے دین کا علم زیادہ ہو تو اس کا فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے دوست کو ان فرائض کی ادائیگی پر ابھارے جن کو اللہ تعالیٰ نے ضروری قرار دیا ہے اور قناعت اور میانہ روی کے اختیار کرنے میں اس کی رہنمائی کرے اور اسے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی خوشخبری اور اللہ کی سزا کا خوف یاد دلاتا رہے۔ دوسرے بھائی کو چاہیے کہ وہ اس دوست کی رہنمائی طلب کرتا رہے اور اس کے کہنے پر عمل کرے۔ اس کی نصیحت کی پابندی کرے اور ساتھ ساتھ اللہ کی حفاظت اور مدد کیلئے اور اپنی کامیابی کیلئے دعا کرتا رہے۔

حضرت عیسیٰ سے ایک دفعہ پوچھا گیا آج صبح آپ کیسے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: مجھے وہ فائدہ نصیب نہ ہوا جس کی مجھے امید تھی اور نہ میں اسے دفع کر سکا جس کا مجھے خوف تھا جبکہ مجھے اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اور عدول حکمی سے منع کیا گیا ہے۔ میرے خیال میں کوئی نادار مجھ سے زیادہ مفلس نہیں ہے'' جب اویس قرنی سے یہی سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا: ''وہ انسان صبح کے وقت کیسا ہوگا جس کو یہ معلوم نہ ہو کہ آیا وہ شام کو زندہ رہے گا اور شام کو اسے معلوم نہ ہو کہ وہ صبح کو بھی زندہ ہوگا۔''

ابوذر نے کہا: ''صبح کو میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں اور اپنا شکریہ بھی''

رسول پاک ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص صبح اٹھ کر اللہ کے سوا کوئی اور چیز کی خواہش کرتا ہے وہ خاسر اور خطا کار ہے۔''

☆☆☆☆☆

Marfat.com

جدوجہد اور نظم وضبط (فصل نمبر ۸۰)

مسرت اسی بندہ کا حصہ ہے جو اپنی فطرت اور جذبات کیخلاف اللہ تعالیٰ کیلئے جدوجہد کرتا ہے جو اپنے جذبات مغلوب کر لیتا ہے اور وہ اللہ کی خوشنودی جیت لیتا ہے اور وہ عقلمند شخص جس نے اپنی جدوجہد کے دوران برائیوں پر اکسانے والی ذات کو پیچھے چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی خدمت میں فرمانبرداری اور انکساری اختیار کی ہے اس نے ایک عظیم فتح حاصل کر لی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ذات اور جذبہ سے زیادہ سیاہ اور بدنما پردہ اور کوئی نہیں ہے۔ ان سے لڑنے اور ان کو ختم کرنے کیلئے جو چیزیں چاہیے وہ اللہ تعالیٰ کی مدد' خوف' دن میں بھوک اور پیاس اور شب بیداری۔

جب ان اوصاف کا آدمی مرتا ہے تو شہید ہوتا ہے۔ اگر وہ صراط مستقیم پر زندگی بسر کر رہا ہے تو اس کی موت اللہ کی انتہائی خوشنودی کی جانب لے جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا اِلَیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ (۲۹۔۲۹)

ترجمہ: "اور جن لوگوں نے ہمارے دین کے بارے میں کوشش کی ہے ہم ضرور انہیں اپنا راستہ دکھلا دیں گے اور یقیناً اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جو تم سے زیادہ جدوجہد کر رہا ہے تو خود کو لعنت ملامت کرو تا کہ زیادہ محنت کرنے کا حوصلہ بڑھے۔ اپنی ذات پر حکم کا پھندا اور امتناع کی لگام ڈال دو اور اپنا کام اسی طرح جاری رکھو جیسے کہ تم ایک سدھارنے والے ہو جو اپنے گھوڑے کو صحیح قدم اٹھانے تک چھوڑتا نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ اس وقت تک نمازیں پڑھتے رہتے تھے جب تک ان کے پاؤں سوج جاتے۔ وہ فرماتے تھے: "میں کس طرح ایک شکر گزار بندہ بن سکتا ہوں؟" رسول پاک چاہتے

Marfat.com

تھے کہ ان کی امت اس پر غور کرے تا کہ کسی حال میں جدو جہد اور نظم وضبط سے غافل نہ ہونے پائے۔ اگر تمہیں اللہ کی عبادت کی مٹھاس کا تجربہ ہو جائے اور اس کی نعمتیں نظر آ جائیں اور اس کے نور سے منور ہو جاؤ تو تم اس کے بغیر ایک گھنٹہ بھی صبر نہیں کرو گے چاہے تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔ جو شخص بھی عبادت سے منہ موڑتا ہے اس سے اللہ کے تحفظ اور کامیابی کے وہ فوائد چھین لئے جاتے ہیں جنہیں اس کے اسلاف نے حاصل کئے تھے۔

ربیع ابن خطیم سے پوچھا گیا کہ وہ رات کو سوتے کیوں نہیں ہیں تو انہوں نے جواب دیا: ''کیونکہ میں نیند میں رات گزارنے سے ڈرتا ہوں۔''

☆☆☆☆☆

Marfat.com

موت پر غور و فکر (فصل نمبر ۸۱)

موت پر غور کرنے سے خواہشات کا خاتمہ ہوتا ہے اور لاپرواہی کی جڑیں کٹ جاتی ہیں اور آخرت کی زندگی کے متعلق اللہ تعالیٰ کے وعدہ سے دل کی تقویت حاصل ہوتی ہے۔ یہ فطرت کو خالص بناتی ہے' لذائذ نفسانی کی علامتوں کو کچل دیتی ہے' لالچ کی آگ بجھا دیتی ہے اور اس دنیا کو حقیر دکھاتی ہے۔ رسول پاک ﷺ کے ان الفاظ کے یہی معنی ہے: ''ایک گھنٹہ غور کرنا ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔'' غور و فکر کا گھنٹہ وہ موقع ہوتا ہے جب تم اس دنیا سے بندھی ہوئی اپنی رسیاں کھول دیتے ہو اور ان کو اگلی دنیا سے باندھ لیتے ہو۔ جب موت کو اس طرح یاد کیا جاتا ہے تو آسمان سے رحمت کا نزول کبھی بند نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شخص موت پر غور نہیں کرتا اور نہ اس کے پاس موت سے فرار کا کوئی وسیلہ ہوتا ہے تو وہ جب اپنی قبر میں اور حشر کے دن بھی حیران اور پریشان ہوگا تو سمجھ جاؤ کہ اس میں کوئی اچھائی نہیں ہے۔''

رسول پاک ﷺ نے فرمایا: ''عیاشیوں کو تہس نہس کرنے والی چیز کو یاد رکھو۔'' جب پوچھا گیا کہ وہ کیا چیز ہے تو آپ ﷺ نے جواب دیا ''موت''۔ جب کبھی اللہ تعالیٰ کا کوئی دولت مند بندہ موت کو یاد کرتا ہے تو یہ دنیا اس کیلئے کوتاہ کر دی جاتی ہے۔ جب کبھی انسان تنگی میں موت کو یاد کرتا ہے تو دنیا اس کیلئے کشادہ کر دی جاتی ہے۔ موت اگلی دنیا کا پہلا مستقر اور اس دنیا کا آخری مستقر ہے۔ خوش نصیب ہے وہ شخص جو فراخ دل ہو کر شروع ہی میں فائدہ اٹھا لیتا ہے اور خوش نصیب ہے وہ شخص جس نے حتی المقدور کوشش کی ہے۔

اولاد آدم کا قریب ترین ہمراہی موت ہے اگرچہ انسان اسے سب سے زیادہ دور سمجھتا ہے۔ انسان کتنا بوجھ اپنے اوپر ڈالتا ہے؟ اس سے زیادہ کمزور مخلوق کون سی ہے؟ مخلص کیلئے موت نجات ہے اور گنہگار کیلئے تباہی۔

اسی لئے بعض موت کی آرزو کرتے ہیں جبکہ دوسرے اس سے نفرت کرتے ہیں۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے ملنے کی چاہت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کرنے کا شائق ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے ملنا پسند نہیں کرتا تو اللہ کو بھی اس سے ملنا ناگوار ہوتا ہے۔''

Marfat.com

نیک صلاح (فصل ۸۲)

نیک رائے کی جڑ انسان کا عقیدہ اوراس کے دل کا استحکام ہے۔نیک رائے کی علامت یہ ہے کہ جب انسان دیکھے تو پاکیزہ نظر اور پاک دامنی سے دیکھے اور جہاں بھی جائے تو اس کے دل میں حیاءؑ توکل تحفظ اور صداقت کے جذبات جاں گزیں ہوں۔رسول پاک ﷺ نے فرمایا:"اپنے بھائیوں کے متعلق اچھی رائے رکھو۔اسی کے ذریعے تمہارا دل پاک اور تمہاری فطرت مضبوط ہوگی۔"اور ابیع ابن کعب نے کہا: جب تم کو اپنے بھائیوں میں سے کسی ایک کی کوئی خاصیت ناگوار لگے تو اس کی ستر تشر تحسین کرو۔شاید ان میں سے ایک تمہارے دل کو دلاسا دے دے۔اگر تم یہ کام نہیں کرسکتے اور نہ اس شخص کو معاف کرسکتے ہو تو پھر خود کو قصوروار سمجھو۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر انکشاف کیا تھا: میرے بندوں کو میری نعمتیں اور میری عنایتیں یاد دلاؤ۔انہوں نے صرف میری مہربانیاں ہی دیکھی ہیں لہٰذا انہیں صرف باقی ماندہ کی توقع کرنی چاہیے جو اسی طرح ہوں گے جیسا کہ میں انہیں پہلے دے چکا ہوں۔"نیک رائے اچھی عبادت کا شوق دلاتی ہے۔فریب خوردہ شخص مغفرت کی امید رکھتے ہوئے بھی سرکش رہتا ہے۔اللہ کی مخلوق میں بہترین رائے صرف انہی لوگوں کیلئے مخصوص کی گئی ہے جو اللہ کی اطاعت کرتے ہیں۔اللہ کی جزا کی امید رکھتے ہیں اور اللہ کی سزا سے ڈرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے اس بیان کی روایت کی "اے محمد ﷺ میرے بندہ کی نیک رائے میں میں بھی شامل ہوں۔"(جو شخص ان انعامات کی حقیقت پر پورا اترنے میں ناکام رہتا ہے جو اللہ کے بارے میں اس کی رائے کے نتیجہ میں اسے ملتے ہیں تو وہ اپنے خلاف ثبوت کو مزید قوی کردیتا ہے) اور وہ ان لوگوں میں سے ہوتا ہے جو اپنے جذبات کے جال میں پھنس کر دھوکا کھا رہے ہیں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

خود کو اللہ کے سپرد کر دینا (فصل نمبر ۸۳)

جو شخص اپنے امور اللہ کے سپرد کر دیتا ہے وہ ازلی آرام میں ہوتا ہے اور بے فکری کی زندی گزارتا ہے۔ وہ اللہ کے سوا ہر چیز سے بے نیاز رہتا ہے جیسا کہ امیر المومنین نے فرمایا ''جو حصہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا ہے میں اس پر قانع ہوں اور میں نے اپنے امور اپنے خالق کو سپرد کر دیئے ہیں۔ جس طرح اللہ گزشتہ پر مہربان تھا اسی طرح باقی ماندہ پر بھی مہربان رہے گا۔ فرعون کی قوم کے ایک مومن کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ اُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ فَوَقٰہُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِ مَامَکَرُوْ وَ حَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ (۵-۴۴-۴۰)

ترجمہ: ''اور میں اپنے معاملہ اللہ کو سونپتا ہوں یقیناً اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے پھر انہیں اللہ تعالیٰ نے ان تدبیروں کی برائیوں سے بچایا جو وہ کرتے تھے اور فرعون کے خاندان کو عذاب کی سختی نے گھیر لیا۔''

سپردگی کیلئے عربی کے لفظ ''تفویض'' میں پانچ حروف ہیں اور ہر حروف میں تاکید ہے جو شخص ان حروف کے احکامات پر عمل کرتا ہے وہ اس دنیا میں اپنے منصوبے ترک کر کے ''ت'' لاتا ہے۔ ''ف'' اللہ کے علاوہ دوسری ساری امنگوں کی فنا کیلئے ہے۔ ''واؤ'' عہد اور وعدہ کی تعمیل میں وفا کا اظہار ہے۔ ''ی'' اپنے لئے یاس اور اللہ پر یقین کی علامت ہے اور ''ض'' صرف اللہ کیلئے ضمیر اور اللہ کی ضرورت کی علامت ہے۔ وہ شخص جو اپنی ہر چیز اللہ کے سپرد کر دیتا ہے وہ صبح کو تمام برائیوں سے پاک ہو کر جاگتا ہے اور رات کو اپنے ایمان کی حفاظت میں سوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

یقین (فصل نمبر ۸۴)

یقین بندے کو ہر ایک ارفع کیفیت اور ہر ایک حیرت انگیز مقام کی طرف لے جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یقین کی وسعت بتاتے ہوئے ذکر کیا کہ ''عیسیٰ پانی پر چلتے تھے۔ اگر ان میں زائد یقین ہوتا تو وہ ہوا پر بھی چل سکتے تھے۔'' اس بات سے ان کا مقصد یہ بتانا تھا کہ اللہ کے نزدیک پیغمبروں کا بلند مقام ہونے کے باوجود ان کے یقین کے مطابق ان کے مختلف مراتب تھے۔ یقین میں ہمیشہ اضافہ ہوتا رہتا ہے اور یہ عمل ابد تک جاری رہتا ہے۔ مومنین بھی اپنے یقین کی مضبوطی اور کمزوری میں مختلف ہوتے ہیں۔ جس شخص کا یقین مضبوط ہے اسے اس طرح پہچانا جاسکتا ہے کہ وہ ساری صلاحیتوں اور استطاعتوں سے عاری ہوتا ہے سوائے ان کے جو اللہ تعالیٰ نے اسے عطا کی ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل کرتا ہے اور ظاہری اور باطنی طور پر عبادت کرتا ہے۔ وہ حق پانے اور نہ پانے کو اضافہ اور تخفیف کو' تعریف اور ملامت کو' عظمت اور ذلت کی حالتوں کو یکساں سمجھتا ہے کیونکہ اس کے خیال میں یہ سب ایک ہی سطح پر ہیں تاہم جس شخص کا یقین کمزور ہوتا ہے وہ خود کو خارجی معاملات سے منسلک کر لیتا ہے اور ان معاملات میں خود مختار بن جاتا ہے۔ وہ بلا تحقیق کیے رسم و رواج پر اور لوگوں کی باتوں پر عمل کرنے لگتا ہے اور اس دنیا کے امور میں جدو جہد کر کے دولت جمع کرتا ہے اور اسے سنبھال کر رکھتا ہے اور اپنی زبان سے دولت کا اقرار اور اعلان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ روکنے اور دینے والا اور کوئی نہیں ہے اور بندے کو وہی ملے گا جو اس کا حصہ ہے۔ کوشش سے اسباب میں اضافہ نہیں ہوگا لیکن مذکورہ بالا شخص اپنے عمل سے اور اپنے دل سے اس کی تردید کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں:

يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّالَيْسَ فِي قُلُوْبِهِمْ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ (۳-۱۶۷)

ترجمہ: ''وہ اپنے مونہوں سے وہ باتیں کرتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہیں اور جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اللہ اسے خوب جانتا ہے۔''

Marfat.com

اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے اور ان کو پیسہ کمانے کی اجازت دی ہے بشرطیکہ وہ اللہ کے حدود سے تجاوز نہ کریں یا اپنے اعمال میں اللہ کے واجبات اور اللہ کے رسول کی سنت ترک نہ کر دیں یا توکل کی روح سے کنارہ نہ کریں یا لالچ کے میدان میں پکڑے نہ جائیں لیکن جب لوگ یہ سب بھول جاتے ہیں اور جو باتیں انہیں بتائی گئی ہیں ان کے برعکس کام کرتے ہیں تو پھر ان کا شمار تباہ حال لوگوں میں ہوگا جن کے پاس آخر میں جھوٹے دعویٰ کے سوا اور کچھ نہیں ہوگا۔ ضروری نہیں کہ ہر کمانے والا قابل اعتبار ہی ہو شاید وہ اپنی کمائی سے ممنوعہ اور مشتبہ چیزیں لاتا ہو۔ وہ اپنے منافع کے اثرات سے پہچانا جاسکتا ہے۔ مثلاً بے انتہا حرص سے یا دنیا سازی میں وہ کس طرح بلا روک ٹوک خرچ کرتا ہے۔

جس کو کمانے کی اجازت دی جاتی ہے اس کی ذات نفع حاصل کرتی ہے اور اس کا دل اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے۔ اگر وہ دولت مند ہوگا تو خود کو امین تصور کرے گا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ جائیداد کا ہونا یا نہ ہونا برابر ہے۔ اگر وہ مال روک رکھتا ہے تو وہ اللہ کیلئے روکتا ہے۔ اگر وہ خرچ کرتا ہے تو وہ یہ کام اسی طور سے کرے گا جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ اس کے دونوں کام اللہ ہی کیلئے ہوتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

خوف اور امید (فصل نمبر ۸۵)

دل کا نگراں خوف ہے اور ذات کی شافع امید ہے۔ جو کوئی اللہ تعالیٰ کو پہچانتا ہے وہ اللہ سے ڈرتا اور اسی سے امید رکھتا ہے۔ یہ ایمان کے پر ہیں جن سے ایک سچا بندہ اللہ کی خوشنودی کی طرف اڑتا ہے۔ یہ عقل کی آنکھیں ہیں جن سے وہ اللہ کے وعدہ اور وعید کا مشاہدہ کرتا ہے۔ وعید سے بخوبی آگاہ ہو کر اللہ کے انصاف پر غور کرتا ہے۔ امید کو اللہ کی بے کراں عنایت کی آس لگی رہتی ہے اور اس طرح وہ دل کو زندہ رکھتی ہے جبکہ خوف ذات کو ہلاک کر دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کو دو قسم کے خوف لگے رہتے ہیں: جو گزر گیا اس کا خوف جو آنے والا ہے اس کا خوف۔

ذات کی موت میں دل کی زندگی ہے جس سے عمل میں استقلال آتا ہے۔ جو کوئی اللہ کی عبادت خوف اور امید کے توازن سے کرے گا وہ کبھی گمراہ نہیں ہوگا اور اسے وہی ملے گا جس کی اسے توقع ہے۔ ایک بندہ آخر خوفزدہ کیوں نہ ہو جبکہ اسے یہ معلوم نہیں کہ اس کے کس عمل پر اس کا کھاتہ بند ہو جائے گا جبکہ اس کی مدد کے واسطے اس کے پاس نہ تو کوئی کارنامہ ہے اور نہ کچھ کرنے کی طاقت ہے اور نہ بھاگنے کی جگہ وہ امید کیوں نہ کرے جبکہ وہ جانتا ہے کہ اپنی نالائقی کے باوجود وہ اللہ کی نعمتوں اور عنایتوں کے سمندر میں ڈوبا ہوا ہے جن کا نہ حساب کیا جا سکتا ہے اور نہ شمار۔ عاشق اپنے حال پر توجہ سے غور کر کے امید کے ساتھ اپنے مالک کی عبادت کرتا ہے اور زاہد عبادت کرتا ہے خوف سے۔

اویس قرنی نے حرم ابن حیان سے کہا: ''لوگ امید پر عمل کرتے ہیں'' حرم نے جواب دیا ''لیکن آپ تو خوف سے عمل کرتے ہیں۔'' خوف دو قسم کا ہوتا ہے مستقل اور غیر مستقل خوف سے امید پیدا ہوتی ہے جبکہ متغیر خوف بالآخر مستقل خوف بن جاتا ہے۔ اسی طرح سے امید کی بھی دو قسمیں ہیں: پوشیدہ اور آشکارا۔ پوشیدہ امید سے مستقل خوف پیدا ہوتا ہے جو عشق کا رابطہ مضبوط کرتا ہے جبکہ زندگی کے دوران انسان کی نااہلی اور خامیوں کے باوجود امید ہی سے انسان کے توقعات زندہ رہتے ہیں۔

Marfat.com

قناعت (فصل نمبر ۸۶)

قناعت یہ ہے کہ کوئی اپنی پسندیدہ اور ناپسندیدہ چیزوں پر قانع رہے۔ یہ معرفت کے نور کی ایک شعاع ہے۔ قانع انسان اپنی تمام ترجیحات کو ختم کر دیتا ہے۔ وہ واقعی ایسا ہوتا ہے جس پر اللہ بھی قانع ہے۔ قناعت ایک ایسا نام ہے جس میں بندگی کا مطلب شامل ہے اور اسے دل کی انبساط بھی کہا جا سکتا ہے۔ میں نے اپنے والد محمد الباقر کو یہ کہتے سنا ہے: ''حاضر سے دل لگانا شرک ہے اور غائب سے دل لگانا کفر ہے۔ یہ غفلت کے پر ہیں۔'' مجھے ایسے شخص پر حیرت ہوتی ہے جو اللہ کی بندگی کا تو دعویٰ کرتا ہے مگر اللہ کے فیصلوں پر اللہ سے جھگڑتا ہے۔ قانع عارفیں ایسے نہیں ہوتے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

صبر (فصل نمبر ۸۸)

صبر سے انکشاف ہوتا ہے کہ اللہ کے بندوں کے باطنی وجود میں کتنی روشنی اور پاکی ہے جبکہ تشویش ان کے اندر کی تاریکی اور کھوکھلا پن ظاہر کرتی ہے۔ ہر شخص صبر کرنے کا دعویٰ کرتا ہے لیکن صرف منکسر مزاج لوگ ہی اس پر ثابت قدم رہتے ہیں۔ ہر شخص اپنی تشویش کا انکار کرتا ہے اگرچہ ایک منافق میں یہ علانیہ نظر آتی ہے کیونکہ آزمائشوں اور مصیبتوں کے حملے ہی تمہیں بتاتے ہیں کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے۔

صبر ایک ایسا احساس ہے جو انسان کے شعور پر ہمیشہ چھایا رہتا ہے لیکن کسی ناگہانی واقعہ سے جان پر جو گزرتی ہے اسے صبر نہیں کہتے ہیں۔ تشویش دل کو بے قرار کرتی ہے اور انسان کو غمزدہ کر کے اس کے مزاج اور حالت کو تبدیل کر دیتی ہے۔ ہر ایسا واقعہ جس کی ابتداء انکساری، پشیمانی اور اللہ کے آگے عاجزی سے نہ ہو وہ ایسے شخص پر وارد ہوتا ہے جو پریشان رہتا ہے نہ کہ ایسے شخص پر جو صابر ہے۔ صبر کی ابتداء تلخ ہوتی ہے لیکن چند لوگوں کیلئے اس کا انجام شیریں ہوتا ہے لیکن دوسروں کیلئے اس کی ابتداء اور اس کا انجام دونوں ہی تلخ ہوتے ہیں۔ جو شخص صبر کا قدر شناس ہے وہ اس کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ حضرت موسیٰ اور خضر کے قصہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ كَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَالَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا (۶۸-۱۸)

ترجمہ: ''اور تم اس چیز پر کیسے صبر کرو گے جو تمہارے احاطہ علمی میں نہیں ہے۔''

جو شخص زبردستی صابر بنتا ہے اور جب اس کا پردہ اٹھ جاتا ہے تو وہ لوگوں سے نہ تو گلہ کرتا ہے اور نہ پریشان رہتا ہے اس کا شمار عام لوگوں میں ہوتا ہے۔ اس کے حصے کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ الصّٰبِرِيْنَ (۱۵۵-۲)

ترجمہ: ''اور (اے رسول) صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دو۔''

یعنی جنت اور مغفرت کی اچھی خبر۔ جو شخص مصیبت کا کھلے دل سے استقبال کرتا ہے اور

Marfat.com

سکون اور وقار کے ساتھ صبر کرتا ہے اس کا شمار اکابر میں ہوتا ہے اور اس کے حصہ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْن (۴۶۔۸)

ترجمہ: ''یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

OOOOO

Marfat.com

غم (فصل نمبر ۸۹)

عارفین کی علامتوں میں سے ایک علامت غم ہے اور غم ناکی کے دو وجوہ ہیں۔ اولاً گوشہ نشینی کی حالت میں جب انہیں غیب سے جو چیزیں ملتی ہیں ان کی عظمت کا احساس اور دوم شدت سے اللہ کی حمد و ثناء غمگین کا ظاہری وجود سکڑتا ہے اور باطنی وجود پھیلتا ہے۔

عارف اللہ کی قربت میں لوگوں کے ساتھ راضی خوشی زندگی گزارتا ہے۔ غمگین شخص غور و فکر کرنے والے کی طرح نہیں ہوتا کیونکہ جو شخص غور و فکر کرتا ہے اسے ایسا کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے جبکہ غمگین شخص فطرتاً ایسا ہوتا ہے۔ غم اندر سے آتا ہے اور غور و فکر کی ابتداء غیر معمولی واقعات دیکھنے سے ہوتی ہے۔ ان دونوں کے درمیان فرق ہے۔ حضرت یعقوب کے قصہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّمَآ اَشۡکُوۡ بَثِّیۡ وَ حُزۡنِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ وَ اَعۡلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ (۸۶۔۱۲)

ترجمہ: صرف میں اپنی بے قراری اور اپنے غم کی شکایت اللہ سے کرتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو۔

یہ اس لئے ہے کہ جو علم غم کی حالت میں حاصل کیا جاتا ہے وہ اسی شخص سے مخصوص ہوتا ہے اور یہ کہ اللہ نے اس علم کیلئے اس کو منتخب کر لیا تھا اور باقی دنیا کو محروم رکھا تھا۔ جب ربیع ابن خطیم سے پوچھا گیا کہ وہ کیوں غمگین رہتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا "کیونکہ مجھے تقاضے پورے کرنے ہیں۔ غم کی دائیں جانب پشیمانی ہے اور بائیں جانب خاموشی۔ غم اللہ کے عارفین کی علامت ہے۔"

غور و فکر کرنے میں اکابر اور عام لوگ برابر کے شریک ہیں۔ عارفین کے دلوں سے اگر ایک گھنٹے کیلئے غم چھپا دیا جائے تو وہ مدد طلب کرنے لگیں گے اور یہی غم دوسروں کے دلوں میں رکھ دیا جائے تو انہیں ناگوار لگے گا۔ اول غم ہے اور دوم ہیں تحفظ اور اچھی خبر۔ اپنی نجات کی طلب میں اللہ کی کلیۃً ضرورت پر ایمان لانے کے بعد غور و فکر کا مرحلہ آتا ہے۔ غمگین انسان غور و فکر کرتا ہے اور جو شخص غور و فکر کرتا ہے وہ توجہ بھی کرتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک کی اپنی حالت ہوتی ہے۔ اپنا علم 'اپنا راستہ' بردباری اور آبرو ہوتی ہے۔

Marfat.com

حیا (فصل نمبر ۹۰)

حیا ایک ایسی روشنی ہے جس کا جوہر ایمان کا مرکز ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر اس چیز پر غور کیا جائے جس کی توحید اور عرفان نے ملامت کی ہے۔ رسول پاک نے فرمایا: ''حیا ایمان کا حصہ ہے'' کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ایمان کے ذریعہ حیا قبول کی جاتی ہے اور حیا کے ذریعہ ایمان قابل قبول ہوتا ہے۔ باحیا شخص سرتاپا اچھا ہوتا ہے اور جس میں حیا نہیں وہ مکمل ہوتا ہے چاہے وہ کتنا ہی عبادت گزار اور محتاط کیوں نہ ہو۔ اللہ کے خوف کے احاطوں میں حیا سے ایک قدم اٹھانا ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ تاہم منافقت' اختلاف اور بے یقینی کی ابتدا سرکشی سے ہوتی ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا: ''اگر تم میں حیا نہیں تو پھر جو چاہے کرو'' اس کا مطلب ہے کہ حیا تمہارا ساتھ چھوڑ دے تو تمہارے اچھے اور برے کاموں کی سزا تمہیں دی جائے گی۔

حیا میں استحکام غم اور خوف سے آتا ہے اور حیا ہی خوف کا گھر ہے۔ حیا کی ابتداء خوف سے ہوتی ہے اور صاف وشفاف بصیرت اس کی انتہا ہے۔ باحیا شخص لوگوں سے علیحدہ ہو کر اور ان کے کاروبار سے دور رہ کر اپنے کاموں میں مصروف رہتا ہے۔ چاہے لوگ اسے برادری سے خارج ہی کیوں نہ کر دیں۔

رسول اللہ نے فرمایا

: ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی بہتری چاہتا ہے تو اسے اپنی اچھی عادتیں بھلا کر اس کی بری عادتیں اس کی آنکھوں کے سامنے کر دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ ان لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا پسند نہیں کرتا جو اللہ تعالیٰ کی یاد سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ حیا کی پانچ اقسام ہیں: برے عمل پر شرمندگی' اپنی نااہلی پر شرمندگی' ایک عالی ہم چشم کے روبرو انکساری' محبت میں حیا اور خوف میں حیا۔ ان میں سے ہر ایک کے اپنے مقلدین ہیں جن کا درجہ حیا کی ان قسموں کے مطابق مقرر کیا جاتا ہے۔

OOOOO

Marfat.com

معرفت (فصل نمبر ۹۱)

عارف کا جسم لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جبکہ اس کا دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے۔ اگر اس کا دل پلک جھپکنے کے وقت تک بھی اللہ کو فراموش کر دے تو وہ اللہ کی چاہت میں مر جائے گا۔ عارف اللہ کے انتظامات کا امین' اللہ کے رازوں کا خزانہ' اللہ کے انوار کا مخزن' مخلوق کے ساتھ اللہ کے رحم وکرم کا ثبوت' اللہ کے علوم کا آلہ کار اور اللہ کی عنایت اور انصاف کا پیمانہ ہوتا ہے۔ اسے نہ تو لوگوں کی نہ کسی مقصد کی اور نہ اس دنیا کی ضرورت ہوتی ہے۔ اللہ کے سوائے اس کا کوئی دوست نہیں ہوتا۔ اس کی گفتگو' حرکت یا سانس اپنی نہیں ہوتی سوائے اس کے جو اللہ کی اللہ کے ساتھ اور اللہ کی طرف سے ہو۔ کیونکہ وہ اللہ کے تقدیس کے باغ میں سیر کرتا ہے اور اللہ کی عنایتوں سے مالا مال ہوتا رہتا ہے۔ معرفت ایک جڑ ہے اور اس کی شاخ ایمان ہے۔

OOOOO

Marfat.com

اللہ سے محبت (فصل نمبر ۹۲)

جب اللہ کی محبت اللہ کے بندے کے باطنی وجود میں داخل ہو جاتی ہے تو اسے اللہ کی یاد کے سوا باقی تمام مصروفیات سے خالی کر دیتی ہے۔ عاشق تمام لوگوں سے زیادہ اللہ کیلئے باطنی طور پر مخلص ہوتا ہے۔ وہ اپنی باتوں میں سب سے زیادہ صادق' اپنے وعدوں پر سب سے زیادہ پابند' اپنے اعمال میں سب سے زیادہ زیرک' ذکر الٰہی میں سب سے زیادہ خالص اور عبادت میں سب سے زیادہ منہمک ہوتا ہے۔

اس سے گفتگو کرنے کیلئے فرشتے ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے ہیں اور اس سے مل کر فخر کرتے ہیں۔ اللہ اس کے ذریعہ اور اسی کی خاطر زمینوں کو زرخیز کرتا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو عزت بخشتا ہے۔ جب لوگ اللہ سے مانگتے ہیں تو انہیں ان کا حق عطا کرتا ہے اور اپنی رحمت سے ان کی مصیبتیں دور کرتا ہے۔ اگر لوگ یہ جانتے ہوئے کہ اللہ کے پاس ان کا کیا مقام ہے تو وہ خاکسار بنے بغیر کسی اور طرح سے اللہ کے قریب جانے کی کوشش نہ کرتے۔

امیر المؤمنین نے فرمایا: ''اللہ کی محبت ایک آگ ہے جو کسی چیز کو جلائے بغیر نہیں چھوڑتی۔ اللہ کا نور جس چیز پر نازل ہوتا ہے اسے منور کر دیتا ہے۔''

اللہ کے افلاک بادل کو اس وقت تک نہیں آنے دیتے جب تک وہ نیچے کی چیزوں کو ڈھانک نہ لے۔ اللہ کی ہوا چیزوں کو حرکت دیئے بغیر نہیں چلتی ہے۔ اللہ کا پانی ہر چیز کو زندگی بخشتا ہے اور اللہ کی زمین سے ہر چیز اگتی ہے۔ جو اللہ سے محبت کرتا ہے اسے ہر چیز پر قبضہ اور اختیار دیا جاتا ہے۔

رسول پاک نے فرمایا: ''میری امت میں جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کے دوستوں کے دلوں میں' فرشتوں اور حاملان عرش کے نفوس میں اس کی محبت ڈال دیتا ہے تاکہ وہ بھی اس سے محبت کریں۔

ایسا عاشق شاداں و فرحاں رہتا ہے اور حشر کے دن اللہ کے آگے سفارش کر سکتا ہے۔

OOOOO

Marfat.com

اللہ کی خاطر محبت (فصل نمبر ۹۳)

جو اللہ کی خاطر محبت کرتا ہے وہ اللہ کا محبوب ہے اور جس سے اللہ کی خاطر محبت کی جاتی ہے وہ بھی اللہ کا محبوب ہوتا ہے کیونکہ وہ ایک دوسرے سے اللہ کی خاطر محبت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''آدمی وہی ہے جس سے محبت کی جاتی ہے۔ جو کوئی ایک بندے سے محبت کرتا ہے وہ اللہ سے محبت کرتا ہے۔ اللہ سے کوئی محبت نہیں کر سکتا سوائے اس کے جس سے اللہ محبت کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا: ''اس دنیا میں پیغمبروں کے بعد بہترین لوگ وہ ہیں جو اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ ہر وہ محبت جس کا سبب اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا ہوتا ہے وہ دشمنی پیدا کرتا ہے سوائے مذکورہ دو لوگوں کے کیونکہ وہ لوگ ایک ہی مرکز سے آتے ہیں۔ ان کی محبت ہمیشہ بڑھتی رہتی ہے اور کبھی کم نہیں ہوتی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلَا خِلَّآءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ (۶۷۔۴۳)

ترجمہ: ''اس دن بعض دوست بعض کے دشمن ہوں گے سوائے پرہیزگاروں۔

کیونکہ محبت کی جڑ اپنے محبوب کے سوائے ہر چیز سے بے پروہ ہوتی ہے۔''

امیر المومنین نے فرمایا:

''جنت میں سب سے اچھی اور شیریں چیز اللہ کی محبت، اللہ سے لگاؤ اور اللہ کی حمد وثناء ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (۱۰۔۱۰)

ترجمہ: ''اور ان کی دعا کا آخیر یہ ہوگا کہ ہر حمد تمام جہانوں کے پروردگار کیلئے ہے۔''

کیونکہ جب وہ جنت میں موجود نعمتوں کو دیکھتے ہیں تو ان کے دلوں میں محبت امڈ آتی ہے اور وہ بے اختیار بول اٹھتے ہیں۔ ''ساری تعریف اللہ کیلئے ہے جو دونوں جہانوں کا مالک ہے۔

OOOOO

Marfat.com

اشتیاق (فصل نمبر ۹۴)

اشتیاق کرنے والے کو نہ غذا سے دلچسپی ہوتی ہے اور نہ مشروبات سے مزہ آتا ہے۔ وہ نہ تو جلد مشتعل ہوتا ہے اور نہ اپنے قریبی دوستوں سے بے تکلف ہوتا ہے۔ نہ وہ کسی گھر میں پناہ ڈھونڈتا ہے اور نہ کسی شہر میں بسیرا کرتا ہے۔ نہ وہ اچھا لباس پہنتا ہے اور نہ ضرورت کے مطابق آرام کرتا ہے۔

وہ رات دن اللہ تعالیٰ کی عبادت اس امید پر کرتا رہتا ہے کہ شاید اس کے اشتیاق کا مقصد حل ہو جائے۔ وہ اپنے اشتیاق کی زبان سے اللہ سے باتیں کرتا ہے اور جو کچھ اس کے دل میں ہوتا ہے اسے بیان کرتا رہتا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اللہ نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا جب وہ اپنے مالک سے ملے تھے:

وَ عَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى (۲۰-۸۴)

ترجمہ: ''اور اے میرے پروردگار میں اس لئے تیرے حضور میں جلدی آ گیا ہوں کہ تو راضی رہے۔''

رسول پاک ﷺ نے ان کی (حضرت موسیٰ) حالت کی اس طرح وضاحت کی: ''اپنے مالک کے اشتیاق میں وہ نہ کھاتے تھے نہ پیتے تھے اور نہ سوتے تھے اور چالیس دنوں تک اپنے آنے یا جانے میں کسی چیز کی خواہش نہیں کرتے تھے۔''

جب تم اشتیاق کے میدان میں اترتے ہو تو اپنے لئے اور دنیاوی خواہشات کیلئے تکبیر کہو۔ تمام شناسا چیزوں کو خیر باد کہہ دو اور ہر طرف سے منہ موڑ لو سوائے اللہ کے جس کی تمہیں سب سے زیادہ آرزو ہے۔ اپنی زندگی اور موت کے درمیان لبیک (حاضر ہوں) کہو ''اے اللہ آپ کی خدمت کیلئے حاضر ہوں' پھر اللہ تمہارا انعام زیادہ کر دے گا۔ اشتیاق کرنے والا شخص ایک ڈوبنے والے انسان کی طرح ہوتا ہے۔ جو صرف اپنے بچاؤ کے متعلق ہی سوچتا ہے اور ہر چیز بھول جاتا ہے۔

OOOOO

Marfat.com

حکمت (فصل نمبر ۹۵)

حکمت معرفت کا نور ہے' خوفناک آگاہی کا پیمانہ اور صداقت کا ثمر ہے۔ اللہ نے اپنے کسی بندے کو روحانی حکمت سے زیادہ عالی' مفید کشادہ' بلند اور شاندار نعمت عطا نہیں کی ہے۔ اللہ کے الفاظ ہیں:

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَاءُ وَ مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا (۲۶۰-۲)

ترجمہ: ''وہ جس کو چاہتا ہے حکمت عطا کرتا ہے اور جس کو حکمت دی گئی تو بیشک اسے بہت زیادہ خیر و برکت دی گئی۔

یعنی جس شخص کو میں نے اپنی خاطر چن لیا ہے اور جس کو میں نے اس کام کیلئے مقرر کیا ہے وہی جانتا ہے کہ وہ حکمت کیا ہوگی۔ جسے میں نے تیار کیا اور مخصوص کیا ہے۔ حکمت نجات ہے۔ معاملہ کے آغاز میں استقلال ہے اور انجام میں استحکام ہے۔ یہ اللہ کی مخلوق کو اللہ کی آرزو دلاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام سے فرمایا: ''اگر اللہ تمہارے ہاتھوں اپنے کسی بندے کی رہنمائی کرائے تو یہ تمہارے لئے ہر اس چیز سے بہتر ہے جس پر مشرق سے مغرب تک سورج کی روشنی پڑتی ہے۔''

OOOOO

Marfat.com

دعوے کرنا (فصل نمبر ۹۶)

درحقیقت دعویٰ کا تعلق پیغمبروں اماموں اور صادقین سے ہے اور جو شخص نامناسب طور پر دعویٰ کرتا ہے وہ ابلیس لعین جیسا ہوتا ہے۔ وہ خدا پرستی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن حقیقت میں اپنے مالک سے جھگڑتا ہے اور اللہ کے حکم کی مخالفت کرتا ہے۔ جو کوئی اس طرح کے دعوے کرتا ہے وہ اپنا جھوٹ ظاہر کرتا ہے اور جھوٹا شخص قابل اعتماد نہیں ہوتا۔ جو شخص کسی ایسی چیز کا مطالبہ کرتا ہے جو اس کیلئے جائز نہیں ہے تو وہ اپنے لئے مصیبت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ جو شخص بھی کوئی دعویٰ کرتا ہے تو بلاشبہ اس سے ثبوت مانگا جائے گا اور پھر اسے بتایا جائے گا کہ وہ تو دیوالیہ اور رسوا ہو چکا ہے۔ صادق آدمی سے اس کے اعمال کی وجہ نہیں پوچھی جائے گی جیسا کہ علی علیہ السلام نے فرمایا:

"کوئی شخص کسی صادق انسان کو رعب میں آئے بغیر نہیں دیکھ سکتا۔"

OOOOO

Marfat.com

توجہ دینا (فصل نمبر ۹۷)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص جو اس دنیا سے سبق سیکھتا ہے وہ اس میں اس طرح زندگی گزارتا ہے جیسے ایک سویا ہوا آدمی ہو۔ وہ دنیا کو دیکھتا تو ہے مگر اسے چھوتا نہیں۔ دنیا سے دھوکا کھائے ہوئے لوگوں کا برتاؤ دیکھ کر اس کے دل میں اور اس کی ذات میں دنیا سے نفرت زیادہ ہو جاتی ہے کیونکہ ایسے لوگوں کے اعمال کا نتیجہ حساب اور سزا میں ہی نکلتا ہے۔ وہ اس دنیا کے بدلے ایسے عمل کو ترجیح دیتا ہے جو اسے اللہ کی خوشنودی اور بخشش کی طرف لے جائے۔ توجہ دینے والے شخص کو تین چیزیں حاصل ہوتی ہیں: اپنے عمل کا علم، علم کے مطابق عمل اور جو نہیں جانتا اس کا بھی علم۔ توجہ دینے کی جڑ انجام کے خوف میں ہے اگر چہ اس نے ابتداء ہی میں نفس کشی کر لی تھی۔ توجہ دینے میں وہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں جو پاکیزگی اور بصیرت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ (۲-۵۰)

ترجمہ: ''عبرت حاصل کرو اے آنکھوں والو۔''

اور پھر فرمایا:

فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ (۴۶-۲۲)

ترجمہ: ''پس آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں لیکن دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں کے اندر ہیں۔''

جب اللہ غور و فکر کے ذریعہ کسی شخص کے دل کی آنکھ کھول دیتا ہے اور اسے بصیرت عطا کرتا ہے تو سمجھو کہ اسے بلند رتبہ اور کثیر مال و زر مل گیا ہے۔

OOOOO

Marfat.com

قناعت (فصل نمبر ۹۸)

اگر ایک قانع شخص یہ قسم کھائے کہ اس کے دونوں مسکن آخر کار اس کی تحویل میں ہوں گے تو اس کے بے انتہا قناعت پر مبنی امید کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ بھی اس بات کی توثیق کرے گا۔ اللہ نے جو حصہ اسے دیا ہے اس پر اللہ کا بندہ آخر کیوں قانع نہیں ہوگا جبکہ اللہ فرماتا ہے:

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُم مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا (۴۳۔۳۲)

ترجمہ: ''ہم نے دنیا کی زندگی میں ان کے درمیان ان کی روزی تقسیم کر دی۔''

جو کوئی خود کو اللہ کے حوالے کر دیتا ہے اور اللہ کی اس بات پر توثیق کرنے میں لاپرواہ نہیں ہوتا کہ اللہ کیا چاہتا ہے اور کب چاہتا ہے اور اسے یہ یقین بھی ہو کہ مالک الملک ہر انسان کا رزق اس کی ضرورت کے مطابق مقرر کرتا ہے تو وہ شخص وجوہات کے چکر میں نہیں پڑتا ہے۔ جو شخص اپنے حصے پر قناعت کرتا ہے اسے فکر، غم اور مشقت سے نجات مل جاتی ہے۔ جب کبھی اس کی قناعت میں کمی آنے لگتی ہے تو اس کی خواہش میں اضافہ ہونے لگتا ہے۔ اس دنیا کی لالچ ہی ہر برائی کی جڑ ہے۔ جس شخص میں یہ لالچ ہوگی وہ جب تک توبہ نہ کرے جہنم کی آگ سے نہیں بچ سکتا۔ اسی لئے رسول پاک ﷺ نے فرمایا: ''قناعت ایک ایسی قلمرو ہے جو کبھی معدوم نہیں ہوتی۔ یہ اللہ کی خوشنودی کا جہاز ہے اور جو شخص اس پر سوار ہوگا اسے اللہ کے گھر تک پہنچاتا ہے۔ جو تمہیں نہیں دیا گیا ہے اس پر توکل کرو اور جو تمہیں دیا گیا ہے اس پر خوش رہو۔ جو مصیبت پیش آئے اس پر صبر کرو کیونکہ یہی کام سب سے عظیم ہے۔

OOOOO

Marfat.com

بہتان (فصل نمبر ۹۹)

سارے مسلمانوں کو بہتان سے منع کیا گیا ہے اور جو شخص بہتان لگاتا ہے وہ ہر لحہ گناہ کر رہا ہے۔ بہتان اسے کہتے ہیں جب تم کسی شخص کے بارے میں ایسی بات کہو جو اللہ کی نظروں میں کوئی غلطی نہیں ہے یا تم کسی ایسے کام پر نکتہ چینی کرو جس کی عام لوگ تعریف کرتے ہیں۔

اگر تم کسی غیر حاضر شخص کی ایسی بات پر گفتگو کر رہے ہو جس کی مذمت اللہ نے کی ہے اور اگر وہ شخص قصور وار بھی ہو تو اس کا شمار بہتان میں نہیں ہوگا چاہے وہ شخص تمہاری باتیں سن کر ناراض ہوتا ہے کیونکہ تم اس شخص کی اہانت سے بری ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی وضاحت سے سچ اور جھوٹ ظاہر ہو جائیں۔ تاہم اس کی پیشگی شرط یہ ہے کہ جو شخص یہ باتیں کر رہا ہے وہ اللہ پر یقین رکھتے ہوئے صرف سچ اور جھوٹ کی وضاحت چاہتا ہے۔ اگر وہ معاملہ کی وضاحت کا مقصد حاصل کئے بغیر صرف اس شخص کو ذلیل کرنے کیلئے باتیں کر رہا ہے تو اگر وہ صحیح بات بھی کر رہا ہے تب بھی اس کا مواخذہ کیا جائے گا۔

اگر تم نے واقعی کسی پر بہتان لگایا ہے تو اس شخص سے معافی مانگو۔ اگر تم اتنی دور نہیں جا سکتے اور نہ اس شخص تک پہنچ سکتے ہو تو پھر اللہ سے مغفرت کی درخواست کرو کیونکہ بہتان نیک اعمال کو اس طرح کھاتا ہے جس طرح لکڑی کو آگ کھاتی ہے جیسا کہ اللہ نے حضرت موسیٰ پر وحی کی تھی: ''بہتان لگانے والا جنت میں سب سے آخر میں داخل ہوگا بشرطیکہ وہ توبہ کرے۔ اگر وہ توبہ نہیں کرتا تو جہنم میں سب سے پہلے داخل ہوگا۔'' جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ (۱۲۔۴۹)

ترجمہ: ''کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔''

جب تم کسی شخص کے کردار، عقل، عمل، برتاؤ، عقیدہ، نادانی وغیرہ میں سے کسی خامی کا ذکر کرتے ہو تو بہتان کے مختلف پہلو سامنے آتے ہیں۔ بہتان کی ابتداء ان دس علامتوں میں سے ایک سے ہوتی ہے: اپنا غصہ اتارنا، دوسرے لوگوں کو خوش کرنا، شک، بغیر تفتیش کئے کسی خبر پر یقین

Marfat.com

کرنا، بری رائے رکھنا، حسد، تضحیک، دوسرے کے کسی فعل پر حیرت کرنا جو خود کو سمجھ میں نہ آئے، دوسروں کے ساتھ بے اطمینانی یا بے صبری، دوسروں کے سر پر اپنی سجاوٹ کرنا۔

اگر تمہیں اسلام کی طلب ہے تو مخلوق کے بجائے خالق کو یاد کیا کرو۔ اس طرح تمہارے بہتان کے رجحانات کم ہو جائیں گے اور ایک غلط فعل کو انعام سے بدل دیا جائے گا۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

پیس پبلی کیشنز

ہر قسم کی اسلامی، تاریخی، اور جنرل بکس دستیاب ہیں

کوئی بھی کتاب منگوانے کیلئے خط لکھیں۔

پروپرائیٹر

سید علی رضا شاہ گردیزی

sonashah2092@gmail.com

ایڈریس

42 منظور منزل بالمقابل مسلم ماڈل ہائی سکول اردو بازار لاہور

042-37361448

Marfat.com

مشعل راہ

مصنف

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

مترجم

سید نصرت اللہ شاہ

Marfat.com